

الحمد لله على احسانه

کلام لطافت

تصنیف حضرت سید الوصلین مولانا حافظ لطافت علی صاحب قدس سرہ مدظلہ العالی

دیوان حافظ دہلوی

حسب ضرورت احقر محمد منعم عفی عنہ نبیرہ و سجادہ نشین
درگاہ حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ہذا ستارہ المکرم کے پیرائے کج و کرمی ہل

برسوں لگی ہوئی ہیں جب مہر مہ کی آنکھیں
تب کوئی ہم سا صاحب، صاحبِ نظر بنے ہے

میر تقی میرؒ



PDF By, Miskin Mazhar Ali Khan

Cell No, 00966590510687

اعلان

جن لوگوں نے حضرت مخدوم قدس سرہ کے کلام سے لطف اٹھایا ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ آپ کا فارسی کلام بالخصوص کس پایہ کا ہے۔ اب تک حضرت کو دیوان بجز خاص خاص نظروں کے عام خدام سلسلہ کی آنکھیں مشتاق دیدار ہو کر ترستی ہی رہیں۔ قلمی نقلیں متعبد ہوئیں مگر ایک ضخیم دیوان کی نقل آسان کام نہ تھا۔ اسلئے کل دیوان کے مطالعہ سے خدام کو محرومی رہنے کی وجہ سے جو نقصانی ہے اسکا احساس ہر کوئی کر سکتا ہے۔ میں نے اسی کو ملحوظ کر کے کل دیوان کو طبع کرانے کا عزم کیا ہے تاکہ عام لوگوں کی دیرینہ آرزو پوری ہو سکے۔ لیکن اس میں جو کچھ مالی مشکلات ہیں اسکا اندازہ واضحین ہی کر سکتے ہیں۔ کل دیوان کا ایک ساتھ طبع کرنا میری استطاعت سے باہر تھا اسلئے نصف حصہ یعنی چار سو دو کو اول طبع کیا گیا جو اس وقت آپ کے سامنے ہے۔ اس کے شائع ہو جانے کے بعد ہمارے لئے مصارف میں سہولت ہو جائیگی میرا انشاء اللہ حصہ فارسی کے اور ایک پراسرار شنبوی کے طبع کرنے میں جو مکاوٹ ہی رفع ہو جائیگی۔ اس لئے جملہ شائقین اور خدام سلسلہ کا خصوصیت کے ساتھ فرض ہے کہ وہ اس حصہ کی اشاعت میں سعی بلیغ فرمادیں تاکہ دیگر تصانیف شیخ کے میدان ظہور میں آکر گرنے کے لئے راستہ صاف ہو جائے۔ جملہ فرمائشیں پتہ ذیل پر بھیجی چاہئیں۔

محمد منعم خلیف مولوی حکیم بشیر احمد صاحب مرحوم
دیوبند ضلع سہارنپور محلہ دیوان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

روایت الالف

ایک جام محبت کا ہمیں بھر کے پلانا
کیا ضد ہے مری ساتھ جو کرتا ہے بہانا
عاشق کا ہنر ٹھہرا ہے ہستی کا مٹانا
جو چاہو کرو ہل سے عاشق کا ستانا
ہستی سے مری تیری محبت کا نشانہ
بے نام و نشان ہو گیا مشتاق دیوانا

آباد رہے ساقی دائم ترا میخسانہ
کوئی بھی تری ہنم میں محروم نہیں ہے
لوشاد ہو پیاسے آباد رہو تم
جب غن خدا داد سے چلے جا تمھارا
کافر جوں سولہیری جو میں آپ کو دیکھوں
تم مسند خوبی پر رہو جلوہ نما یار

حافظ تری ہستی جو عجب رخ دلبر
جس طرح کہ ہو اس کو مرغوب مٹانا

احول مرے درد کا تو جا کے سسٹانا
مر جا دیگا مٹے وقت میں وہ بیمار دیوانا
دیدار دکھا اُس کو عیادت کا بہانا
اچھا نہیں ہوتا ہے میاں ایسا ستانا
ایک جام محبت کا اُسے بھر کے پلانا
ٹمک دیکھے لو اک بار جو پھر چاہو نہ جانا

اے باد صبا کو چپہ دلدار میں جانا
یوں کہتے کہ مرنے سے ترا عاشق ہمیں سار
بیمار محبت کا چپہ رنج مری ہے
گر تجھ کو خبہ بینی سے آجلہ خبر سے
ہے منتظر شربت دیدار وہ تشنہ
سب آخری دم میں میاں احسان تمھارا

حافظ تجھے کہتے نہ تھے ہم دل نہ لگا تو
یہ وقت وفا کا نہیں تانک اسے زمانا

ہر خد کما تجھ سے مگر تو نے نہ مانا
 طہنت میں تری ہم نے دل جان ضحانا
 کرتا ہے تو سو بار بھلا زلف میں شان
 کیا فائدہ ہے یار مرے دل کا جلانا
 گو دشمن جاں ہووے مرا سارا زمانا
 آسان نہیں عشق کے میدان میں آنا

ہم نے تری الفت میں بیت خاک کو چھانا
 سب عمر لانا یہ مصیبت میں گنوا فی
 یہ ضد ہو جو دکھا دل بیمار گرفتار
 پامال محبت ہے مرے دل ناداں
 ہم عشق کے میدان میں قدم چھو ڈالیں
 یہ کوئی محبت ہے نہیں صومعہ زلہ

حافظ بچے آسان ہے اب جان کا دینا
 اچھا نہیں ہے عشق کے میدان سے جانا

اک زمانہ اس کی نیرنگی سے جیراں ہو گیا
 دیکھو میخواروں کو واعظ کیا پیشیاں ہو گیا
 سینہ عشاق تو رشک گلستاں ہو گیا
 عشق سے عاشق کو وہ جنت کا بُستاں ہو گیا

عشق کے ہاتھوں سے عالم کیا دیوان ہو گیا
 سوی میخانہ ہو گذرا بس اچانک ایک دن
 سیکونوں داغ محبت جب کہ کھا عشق میں
 کوچہ جاناں سے غافل ہے یہ زاہد سرسبز

پہنچا بت خانہ کو حافظ از طفیل شہ لکھنؤ
 سجدہ پیش بُت کیا کیسا مسماں ہو گیا

ناگماں دل اس پر یرو پر جو شہید ہو گیا
 رفتہ رفتہ پہنچی یہ نوبت عزیز دان و نون
 زہد و تقویٰ سب گیا عشق بت کا فریں آہ
 رات دن گڈے ہے میل و درسا غریب بھلا
 عشق نے کیا کیا دیکھو مجھے وحشی مزاج
 یہ دل وحشی مرا قابو میں میرے کچھ نہیں

شعلہ عشق صحنم بس دل میں پیدا ہو گیا
 عقل سب جاتی رہی اور ایسا سودا ہو گیا
 دین و ایماں کبدا جب کفر برپا ہو گیا
 ایک نظر سے یار کی یہ فتنہ برپا ہو گیا
 چھوڑا بادی کو بس جاگیر صحرا ہو گیا
 رات دن ہجر صحنم میں دشت پیمہ ہو گیا

درگاہ پیر مغاں پر سر کور کھڑے حافظ
 دشمن جاں کو کہ تیرا سب زمانا ہو گیا

مردہ زندہ ہو گئے محشر فیاں ہو گیا

مقتل شہدا میں گل قابل خراں ہو گیا

ہجریں اُس گل کے صد ہا بلبلین سنا تھیں
کیا کہوں عاشق نوازی اُس سرایا ناز کی
جو دل پر مردہ تھا یا روئے سراقِ یار میں
ناصح ناداں جو کرتا تھا ملاست رات دن
واہ واہ اقبال کیا ہے عشق کے سلطان کا

بارغ ویراں دل کا اُن کے سب گلستان ہو گیا
جو کہ مغلّس ہے نوا تھا وہ سلیمان ہو گیا
اک تجلی اُس نے کی مہر درخشاں ہو گیا
دیکھ کر اس حال کو کیسا پشیمان ہو گیا
وہ دل عشاق دیکھو عرشِ رحماں ہو گیا

یہ ملاست اور نہ ملاست حافظ رسوا کی آج

حق میں اُس کے دیکھ لو چوں درسِ قرآن ہو گیا

طاقِ محرابِ خدا غم ابرو سے دلدار کا
کشتہ ناز و ادا ہوں بے مل تیغِ نگاہ
کر دیئے خیمخانہ خالی دورِ بزمِ یار میں
مٹھ تو دیکھو بوجھل اور طپ چالینوس کا
ایسا آنکھوں میں مرے چھایا ہو حسنِ دلربا
کا فرشتہ عشق صنم سے ہلت و مذہب سے دور

سجدہ گاہ عاشقاں کو چہ ہے اپنے یار کا
تیسرے کا گھائل نہیں زخمی نہیں تلوار کا
منتظر ہوں ایک نظر اُس ساقی سرشار کا
گروہ پڑے ہاتھ آ کر عشق کے بیمار کا
بہر طرف پیدا ہے یار و جلوہ رو سے یار کا
سب سے آزاد جو ہے طالب اُس دیدار کا

چل خراباتِ مغاں کو حافظ رسوا شتاب

وہاں پہ کچھ جھلڑا نہیں ہے کافر و دیندار کا

طالب ہوں نہیں میں تو کسی گنج و گہر کا
ہم بھول گئے جنتِ فردوس کو پیار سے
ہستی سے مری یار و حجابِ رخِ دلبر کا
تے ایسی پلا مجھ کو ذرا ساقی سرشار
دن رات ہے پروازِ محبت کی ہوا میں
عشاق نہیں رکھتے خبر نیک نہ بد سے

ہوں منتظر اک تیری محبت کی نظر کا
جب گذر امی آنکھ سے نقشہ ترے گھر کا
کچھ اور نہیں پردانہ دیوار نہ در کا
کچھ ہوش رہے مجھ کو نہ پھر پاک نہ ستر کا
محتاج نہیں ہوں میں کسی بال نہ پر کا
یاں فرق نہیں کچھ بھی ذرا قند و زہر کا

مسجد سے کھل رہی میخانہ ہو حافظ

کچھ خطرہ نہ لاول میں وہاں خیر نہ شکر کا

جس کے آگے بس نہیں تھا جو کچھ تقدیر کا
 میں نہیں پہنچا ہی ہند فسون اور زور کا
 جہت تک دیکھا نہیں حسن میں تیرے پیر کا
 ایک عالم کیوں بل نازک و شیر کا
 لغو شب نازاں سے تو زنجیر توں پیر کا
 عاشق مولا نہیں عاشق کسی تصویر کا

نیم جان کل ہوں میں اس شمع کی شمشیر کا
 ہوں گرفتار سیر زلف کا فرنا صحر
 منکر عشق صنم ہو اپنی محرومی سے تو
 میں ہی کچھ تنہا کیوں ہوں کشتہ ناز و دا
 زاہد امرو و ثواب آخرت جانے ہے تو
 عشق حق کچھ اور ہے ہمید حنت اور ہی

حافظا عشاق حق ہیں در وصلہ دامنوں
 اُن کو اندیش نہیں تمہیں اور تاخیر کا

کچھ خوف نہیں مجھ کو رہا نارسہ تر کا
 کچھ حوصلہ ہرگز نہیں پاں شمس و شتر کا
 ہے نقشہ مرے دل میں کھنچا پار کے گھر کا
 داعط کی طرح عشق نہ کچھ گنج و گھر کا

کشتہ ہوں میں اس پار کی شمشیر نظر کا
 یہ حُسن خدا داد ہے یا نور خدا ہے
 زاہد ہمیں خواہش نہیں کچھ غلو و جناں کی
 جزا کے ہم دل میں نہیں رکھتے ہیں دانا

صدقات زمانہ کے جو حافظ نے اٹھائے
 غم حنائی دنیا سے ارادہ ہے سفر کا

سینہ سوزاں میں میرے حشر راہ ہوا
 جس کی ایک نیم نظر سے فتنہ یہ پیدا ہوا
 نا صبح بیدر بھی بس والد و شیدا ہوا
 ہم پہ کیا کچھ گذرا اُس دم کیا ہوا کیسا ہوا
 کوچہ بازار میں مستی کا ایک چہر چا ہوا
 عاشق بدنام ایسا عشق میں رسوا ہوا

کشور دل میں الہی شور یہ کیسا ہوا
 نرگس جادو صنم ہے یا ہے افسون خدا
 بزم میں اُس کی جو گذرا اتفاقا ایک روز
 حجب نقاب زلف اٹھایا کیا کہوں اس وقت یار
 پی کے ہم ایک جام کے ایسے ہو دست و خرا
 رنگ و ناموس ہو گیا برباد الفت میں کبھی

جب کیا سجدہ میں بت کو ہنس کے بولا وہ صنم
 حافظ بدست کا فر ہو گیا اچھا ہوا

جان و ایمان دیا دل سے ظہیر ہوا

جب سے میں اس بُت کا فر کا گرفتار ہوا

کھل گئی بھید قیامت کا غم بزد جس دم
کس کا ہے تلب و توان دیکھے جمال دلبر
کوئی باقی نہ رہا بزم میں دلبر کی مگر
کل جو کرتا تھا نصیحت ہمیں ناصح ناداں
بزم رنداں میں اچانک کہیں منہ چپا ملا

چہرہ اس شوخ کا میدان میں نمودار ہوا
ایک تھکی تھکی ہر کوئی طلبگار ہوا
جام پی پی کے عجب بیخود و سرشار ہوا
آج دیکھو کہ وہ رسوا سر باز ہوا
کچھ نہ بن آئی بہت وہاں یہ وہ لاجپار ہوا

مر گئے سسکینوں ہی چاہ میں اس شوخ کی یہاں
ایک حافظ ہی نہیں اس کا خسریا رہا ہوا

روز و شب حیرت میں ہوں میرا ایسا چرخ کی ہوا
گر نہیں ہوں میں اسیر اس طرہ خدا کا
گر نہ دیوانہ ہوں میں عشق صنم میں ہمدمو
ہے گلستان ابی سینہ عشاق کا
میں گرفتار بلا ہوں زلف کا فرکیش کا
دیکھ میرے حال کو حسرت سے بولا وہ صنم

دل میرا بیزار از کبر و سخاں کیوں ہوا
ناصح ہاتھوں سے تیرے پا بجولائے کیوں
زادہ نادان مجھ کو دیکھ خنداں کیوں ہوا
ورنہ میرا دل بھلا رشک گلستاں کیوں ہوا
اور نہیں تو دل مرا ایسا پریشاں کیوں ہوا
بتلا دایم بلا کا ہائے ناداں کیوں ہوا

شیخ کی مجلس میں گل چرچا یہی تھا دوستو !
حافظ بیچارہ یار و خانہ ویراں کیوں ہوا

شعلہ عشق تباں دل میں مرے روشن ہوا
اشک غمیں عاشقوں کے تاب غمیں کو نہیں
کی نصیحت ناصح ناداں نے عشق یار سے
داغائے رنج و غم کھانڈو ہم نے ہجر میں
ہوں شہید سرنمی آنکھوں کا اس کی ہمدمو
جب شہید بناؤں گا ہو گیا پامال عشق

اس لئے صحرایاں اب مرا مسکن ہوا
حالی اس سوزدروں کا میرا ہی دامن ہوا
مثل شیطان اوق سے کیسا وہ رہزن ہوا
سینہ بے کینہ میرا رشک حد گشن ہوا
سائیاں دفن یہ میری یہاں گل سوسن ہوا
زمرہ ملکوت میں بھی زمرہ اور شیون ہوا

ہو گیا حافظ غلاموں میں شمار اس کے دلا
جب کہ وہ طوق غلامی حلقہ گردن ہوا

کچھ میں بھلا ہے ہم کو عشق جانناں کے سوا
ہر شے بیکسینہ میرا کرتے ٹکڑے ہے جسگر
یہ دل وحشی مراکب تھا مقید ایک جبا
نیلے رندی اور شوخی اس سب اپنا زکی
زاہدایہ زہد تیرا بس نکمے ہووے نصیب
خاک ہیں جنت کے موتی دیدہ عشاق میں

دل لیں جانا میں ہے کوئی جہاں کے سوا
کس نے زخمی کر دیا ہے تیرے شکر کاں کے سوا
کون کرنا قید اس کو زلف پہچاں کے سوا
شفل کچھ اس کو نہیں بہتیر و پکیاں کے سوا
کچھ نہیں کہتے ہیں عشق سینہ بریاں کے سوا
دولت پانڈہ کیا ہے دیدہ گریاں کے سوا

سر کو رکھ لے ہاتھ پر پھر عزم کوئے یار کر
وہاں نہیں زیبا ہے حافظ تجھ جہاں کے سوا

ناگماں دل ہو گیا اُس رخ پہ ماں ہے کیا
چل رہا ہے دور سا غجب کہ تیری بزم میں
یا الہی کس کی ہیں تیرے کار سی لگی
ایک عالم ہو گیا سپرب دور بزم میں
صد ہزاراں بے فوٹا غفلت تو نگر ہو گئے
جو کہ تھے دیوانہ مرشید اپنے کو یار میں

سے رواں آنکھوں سے دیا ہے تامل ہے کیا
ساقیا میرے لئے اتنا غافل ہے یہ کیا
ٹکڑے ٹکڑے ہے جگر اور سینہ گھائل ہے یہ کیا
ناصح یہ وہ جو ہوتا ہے بدول ہے یہ کیا
ناہد ناداں ہے اس دولت سے غافل ہے یہ کیا
رو گیا محروم وہ ہمشیر عاقل ہے یہ کیا

بے نیانا ایسا ہی ہے وہ نازنین آتش مزاج
حافظ اس بات میں تجھ کو تامل ہے یہ کیا

عشق جب مذہب ہوا پھر کفر کیا اسلام کیا
دین و مذہب چھوڑ کر کی بُت پرستی اختیار
جب ملا حاضر خدا غالب خدا سے کیا غرض
علم ساری ہو گئی صرف یحیوز و لا یحیوز
عشق پرستی جانتا تھا یہ دل ناداں جی
برو میخانہ پہنچانی کے ایک حجام مدام
مست لا عقل ہے حافظ برو میر معشاں

جب گیا دل ہاتھ سے پھر چین کیا آرام کیا
بُت کا جب بندہ ہوا پھر اب خدا سے کام کیا
ساجد و سجد حاضر نام کیا پینام کیا
تھا مقید دین مذہب امر اور احکام کیا
حق سے غافل تھا محض سلام کا تھا نام کیا
مست ایسا ہو گیا وہاں عقل کا ہے نغم کیا
ناظر حق ہر زمان سے صبح کیا اور شام کیا

ناگماں پیر مغال عیسیٰ غنی الاغنییا
 دیکھا جب مخلوق کو خیال سے اپنے بے خبر
 منع بچہ کو گردِ دست اور بستکہ آ رہا
 یہ ہوا منظور اس کو ساجد سب خلق ہو
 اس لئے میخانہ ہی برپایا باز برق و برق
 وہ شراب صابری جو تیز تند و شیر خرو
 میکہ میں پی کے لئے پھر ساجد بت ہوا
 آہنی جو بند تھی سب کھل گئی وہ فضل سے
 آفتاب ملک وحدت جب ہوتا باں دلا
 نیک و بد اور خیر و شر چھوڑ دی جو میں عالم میں یار
 اختلاف جملہ ادیان و ملل حبا تار ہا

اک طرف سے خلق پر کرنے لگا انعام کیا
 رحم اس کو آگیا رو سے کیا اکرام کیا
 ایسا علمت سے بنایا عقل کا ہے کام کیا
 ہر کوئی آوے یہاں پھر خاص کیا اور عام کیا
 جس میں سب بادہ صراحی شیشہ کیا اور جام کیا
 ایک جُرعہ جو کہ پیوے عرش سے پھر کام کیا
 قادری الصابری ہے عاشقِ گلفام کیا
 قید سب جاتی رہی آغاز کیا انجام کیا
 ظلمت کثرت کہاں ہے صبح کیا اور شام کیا
 ایک دم میں اڑے وہ کفر اور اسلام کیا
 صلح کل ایسی ہوئی بس جنگ کا ہے نام کیا

فصل رہا ہے فضل کا دروازہ اب تو حافظ
 فصل رحمت ایسی بری کفر کیا اسلام کیا

ہو چکے عہد بت کے بندے اور سے پھر کام کیا
 زہد و تقویٰ جب تک تھا جامِ مے سے بے خبر
 ساقی سرست نے جہدِ مہلا یا جامِ مے
 نیک و بد اور خار و گل کیاں ہیں پیشِ عاشقان
 پہنچ و تاب زلفِ ابر جب کہ بھری رات دن
 میکہ میں جب تک پہنچا نہیں محروم ہے

عشق جب مذہب ہوا پھر کفر کیا اسلام کیا
 جب کہ پہنچا میکہ میں ننگ کیا اور نام کیا
 بے خبر سب سے ہوا اب پھر حیا کا کام کیا
 غیر دلبر و کچھ نہیں پھر مع کیا دشنام کیا
 عاشقان زار کو پھر گردشِ ایام کیا
 دست ساقی جب اٹھا پر شیشہ کیا اور جام کیا

میکہ میں رات دن حافظ جو بدست ہے
 ہے مہرباں تجھ پہ تیرا ساقی گلفام کیا

عشق کی اہلیم میں ہے چین کیا آرام کیا
 عشق کے مذہب میں سب شیخ و برہمن ایک ہیں

کار بارِ عشق میں آغا ز کیا انجام کیا
 کافر خود کام کیا اور مومن خوش کام کیا

سے نہیں کوئی پچاس قہوان عشق سے
مہم ادیان و مل جہیں ظہور عشق ہے
ناصح نادان جو غوغا رکھتا ہے عشاق سے
جب کہ آئے دوزخ ساتی کا وہ جام شراب

عابد اصفیاء گیا اور زاید نو کام کیا
کعبہ گیا اور دیر گیا فرجام نافر جام کیا
سے خبر ہے عشق سے عاشق کو ہے ارام کیا
پوچھو وہاں کس کی رہت ہے پریشانیہ جام کیا

سر سجدہ پیشیت رہتا ہے حافظ ہر زمان
بیت پرستی کے سوا کا ذکر ہے بس کام کیا

کہ نہیں سکتے ہیں ہم حال پریشاں اپنا
بارش اشکوں سے دن رات بڑا دیا جیسی
پتہ کیا دیتا ہے اسے ناصح نادان ہم کو
دوس جنت فردوس تھے ہے فراق

کچھ عجب و مشک کا ہے یہ دل نادان اپنا
سجدہ والے اشکوں سے اسے بہا ہوا فناں اپنا
وہی گریاں فل بریاں سے یہ سماں اپنا
گو چڑیا رہے یاں روضہ رضواں اپنا

خیر گشتن کی جگہ کیا ہے مست حافظ
سینہ پر داغ ہے یہ رشک گلستاں اپنا

پانچ گھنٹوں سے دل ملاں ہا اپنا
شکوہ بیلاد و جفا جہ نہ لایں تھا ہمیں
مستعد و پرور ہم کچھ بھی نہیں ہیں ہم تو
حیف ہا توں کیسا ہے نہ تھا زحیم سے
ایک مدت حرم و پر کے تھے ہم پابند
کدانا گہ خرابات در سپہ بستان

جلاست جموں کچھ نہیں سماں اپنا
لیک قابو میں نہیں ہے دل حیراں اپنا
یہاں کوئی دوست نہیں گبر و سماں اپنا
کچھ بھی عادل نہ ہوا فضل و بستان اپنا
وہ نہ دیکھا تو جب حال پریشاں اپنا
شاد و خندان ہوا دل زار و پریشاں اپنا

مہب کہ حافظ ہوا مقبول خرابات دلا
چمک تو سب سے و مرقع نہیں شایاں اپنا

غیر ہندی نہیں یہ دوستو سماں اپنا
بال و گوشت کی نہیں کچھ بھی مست ہم کو
راست دن کو ہے میں جس سے کا نظام ہم تو

جلاست کے نہیں لایں و شایاں اپنا
گوہر رشک سے پر جیب سے دماں اپنا
فرد و سب سے بھی ہے مستراں اپنا

صومہ و خلوت زائد سے ہیں محفوظ عشاق سجدہ گاہ دل عشاق حسد ابابت مغاں نار دوزخ کی نکمے جس سے ارے او ملتا	سب سے بہتر ہے انہیں گوشہ ویاں اپنا بے الگ سب سے میاں مشربیاں اپنا جو رحمت سے رواں دیدہ گریاں اپنا
---	---

حافظ شاد ہو بر عظیم حسود ناواں کس قدر تجھ پر مہربان ہے جانان اپنا
--

جاناں تجھے گھر غیر کے جانا نہیں اچھا ہو رخ کو چھپاتے ہو مگر زلف بہانہ کیا ہجر کی آتش میں جلاستے ہو پیاسے ہے لطف تر عام مرے نام سے نفرت	اس واسطے کہتا ہوں زمانہ نہیں اچھا عشاق سے پھر ایسا بہانہ نہیں اچھا مردہ کو سسلاں کے جلانا نہیں اچھا بیچارہ کو بس ایسا ستانا نہیں اچھا
---	--

حافظ سا تو بدنام زمانہ میں نہیں ہے ہم کہتے تھے دل کا لگانا نہیں اچھا

کیوں جی کیا وہ قاتل عشاق میں آج آئیگا ہو یوگی برپا قیامت اس کے سرو ناز سے منہ تو دیکھو شتم باذن اللہ کہنے کا یہاں ایک ٹھوکر ناز سے یہاں اس کے باللہ العظیم دام میں زلف سیہ کے ہیں اسیران بلا ایک زمانہ ہو یوگا بس کشتہ زہر بلا	لاشہ شہید اپ کیا رنجہ قدم فرمائیگا قامت سرو سی جنبش میں جب آجائیگا شتم باذنی ذرہ ذرہ اب یہاں فرمائیگا زندہ ہو یوگا جہاں عیسیٰ کا منہ پھر جائیگا سب نانی پائیں گے جب زلف وہ سلجھائیگا مار کا کل رُخ پہ اس کی جس گھڑی لہرائیگا
---	---

سیخ کی توبہ عزیز و غری حافض کا حال حشر کے میدان میں پیش خدا کھل جائیگا

جز تصور کون اُس جان جہاں تک جائیگا اس کا عاشق قبر میں بھی جب کر گیا شوق غل عاشق دیدار جاناں کعبہ کیا جانے گا یا آرتا ہے بے بال و پر یہ نا مچ ناداں مگر	کون ہے ایسا بھلا ہو وہ وہاں تک جائیگا دودھ اس کی آد کا بس آسمان تک جائیگا یاں اگر جائیگا تو دیر مغاں تک جائیگا دیکھتے ہیں ہم بھی اس کو یہ کمان تک جائیگا
---	---

طاریوشی مراد دم سے چھوئے تو کیا
منبر و مسجد میں ہے معروف و معروف خبر
سے نہیں امید مجھ کو آشیاں تک جائیگا
منہ بجز جاوے گا اگر کوئی بتاں تک جائیگا

حافظ رسوا کیں جاتا نہیں بڑ کوئے یار
اور اگر جاوے گا تو پیہ وہاں تک جائیگا

غلبہ گریہ سے کرا شک جنوں کھل جائیگا
یہ سکوت عاشقان اور شور و غل نادان کا
سر سیر آنکھوں سے وہ راز و روں کھل جائیگا
سے یہ اسرار محبت کرکوں کھل جائیگا
عقدہ مشکل سے اس کے زلف لگیوں میں پڑا
ناصح نادان سے رمز کاف و فوں سے پیچیدہ
جامے پینے سے لے مل جنوں کھل جائیگا
خدمتِ رنماں سے سر کاف و فوں کھل جائیگا

عقل و دانائی ہے حافظ بس حجابِ اہ حق
پر وہ جب جاتی رہی عقل زبوں کھل جائیگا

سے رشک ارم سینہ بریان ہمارا
جس گھر میں سو یار کے کچھ اور نہیں
سے بیت ضمیر دل حیران ہمارا
وہ خانہ خدا ہے دل ویران ہمارا
کیا جنت و فردوس ملے پھر تاسے ابہر
کیا خوب تماشا ہے عجب نہ نماں
یہ کون و مکان تنگ ہو جنت میں نگاری
ہو اس سے پر عشق کا میدان ہمارا

جب جلوہ نمایاں ہے دل میں جو حافظ
سلطان جہاں آج سے مہمان ہمارا

سے وقیف بست اں یہ دل و ایمان ہمارا
زباہد تجھے ہے خلیہ بریں لائق و زیبا
چیز عشق بتاں کچھ نہیں سامان ہمارا
وہ کو چپہ و لہار ہے شایان ہمارا
یہ ناصح نادان جو بیزار ہے ہم سے
ہم عشق کے بندہ ہیں نہ کافر ہیں ہم
اس عشق کی دولت سے ملائک بھی ہیں محرم
ہم سخنِ خدا واد کے ہر وقت ہیں ناظر
چیز عشق بتاں کچھ نہیں سامان ہمارا
وہ کو چپہ و لہار ہے شایان ہمارا
پچھتے سے کسے کا بہت ارمان ہمارا
بس عشقِ مستم دین ہے ایمان ہمارا
کیا جانے کوئی حال پریشان ہمارا
مصنف ہے یہی اور ہی قرآن ہمارا

ہم نے دنیا میں آ کے کیا دیکھا
دام الفت پہنچے ہوئے دیکھا
خواب غفلت تھی زندگی اپنی
جب کھلی آنکھ اور ہوش آئے
جنگو ہم جانتے تھے دوست عزیز
ناگماں ہو گیا گذر میرا
جا کے دیکھا تو ساقی سرشار
دور میں تھا جو جام وحدت کا
دورستان بادۂ وحدت
چل رہا تھا جو دور ساغر کا
ایک گوشہ میں مجھ سے مسکین کو
اپنے جاہ و جلال کی غیرت
جامے کا عطا کیا مجھ کو
مے کے پیتے ہی یار و مفلس نے
ساری مفضل تھی بادۂ نوشوں کی
کیا کہیں کچھ کہا نہیں جاتا
ہو گئے یہ خود ہر کو دیکھیا یار
سارے عالم میں ذرہ ذرہ کو میں
یہ وفا جس کو ہم سمجھتے تھے
یہ وفا بے وفا تو جھگڑے ہیں
سارے عالم کے نقشہ جھگڑوں میں

عمر بھر دل کو مستلا دیکھا
دل کو اپنے پھنسا ہوا دیکھا
اس میں ہرگز نہ کچھ مزا دیکھا
سارے عالم کو بے وفا دیکھا
اپنے مطلب کا آشنا دیکھا
میکدہ کا جو در کھلا دیکھا
مے پلاتا ہے بر ملا دیکھا
عام فیض اس کا بے ریا دیکھا
جس کو دیکھا تو با صفا دیکھا
بادۂ نوشی کا ایک مزا دیکھا
بے نوا مفلس و گدا دیکھا
آئی ساقی کو آنکھ اٹھا دیکھا
اورافیون کچھ کھلا دیکھا
کچھ عجب دولت و غنا دیکھا
جس کو دیکھا تو خوش ہوا دیکھا
بزم میں اُس پری کے کیا دیکھا
بخدا نور مصطفیٰ دیکھا
یار کو ہم نے جا بجا دیکھا
عین ولدار با وفا دیکھا
کہیں کچھ بھی نہ جز خدا دیکھا
ایک ہی سب کا مرقعہ دیکھا

سومن دکا منہ وسعید و شقی
عین وحدت جو دیکھی یہ کثرت
غیر واحد نہیں نظر میں میری

سب کا منہ جانب خدا دیکھا
جلوہ آراوہ دلربا دیکھا
ہر جگہ اپنا مدعا دیکھا

حافظا گلشن دو عالم میں
تیرے ہی گل کو بس کھلا دیکھا

تمھاری بزم طرب میں طباں عجب طرح کا خدا دیکھا
نہ دیکھا ہم نے کوئی بھی ایسا تمام عالم میں
جو شیخ دو اعظا کریں جو غوثی آپسی کاج انھوں نے
جس نبی تو پیشیاں سمجھ تو وہ حقیقت اس کی

اُدھر تو عریاں پڑا ہی زابد اُدھر کو واعظ خراب دیکھا
جو تیری مجلس میں آن پہنچا نہ اپنی دل کو بنا دیکھا
بزم زندان پاکبازاں بہت سا کچھ پیچ و تاب دیکھا
ہر سب دھوکا علم عالم بیان دیکھا سو خواب دیکھا

اگرچہ جسے دیا کہ کل ہے یہی ہے قطرہ کی بر دریا
ظہور عالم کا ہم نے حافظا تمام مثل حباب دیکھا

جو ہم نے کو چہ وہ بازار دیکھا
یگانہ اور بیگانہ سبھی کو
بدیر و کعبہ سر مارا بہت سا
خدا فی بھرم وہ دولت نہ دیکھی
برہمن شہ نظام پی وحدت
نہیں محرم کہوں کیونکر خدا دیا

بہر سو جلوہ دلدار دیکھا
شراب عشق سے سرشار دیکھا
کیمیں کچھ بھی نہ جز اوبار دیکھا
جو فیضان درختار دیکھا
پر از حق یہ درو دیوار دیکھا
نظر سے دل سے جو سار دیکھا

بجز عشاق کے دنیا میں حافظا
جسے دیکھا تو بس مر وار دیکھا

اس یار کو نہ شمع نہ پروانہ میں دیکھا
سر مارا بہت دیرو حرم میں تو شب و روز
نکر اپا بہت سر کو عبادت میں خدا کی
جب تک میں ناؤ نہ تار پھر تار تھا خدا کو

بستی میں نہ بنگل میں نہ ویرانہ میں دیکھا
مسجد میں نہ کعبہ میں نہ تختانہ میں دیکھا
لیکن نہ خدا معبود بتخانہ میں دیکھا
جب میں نہ رہا یار کو خود خانہ میں دیکھا

میرا اُس میں ہوں وہ مجھ میں رہا کہ کتنا ہے
اس روشنی میں شمع نے دیکھا جو خدا کو

یہ لطف محض عشق کے میخانہ میں دیکھا
پر وہ انہ نے دیکھا ہے تو جان جائیں دیکھا

حیران و پریشان تو پھر تاسے جو حافظ
کچھ تو نے مزا خون جگر کھائے میں دیکھا

دلدار کو میں عشق کے میخانہ میں دیکھا
یہ نقشہ کہیں ساری خدائی میں نہ دیکھا
ایک گھونٹ کے پیتے ہی جو پھر دیکھا خدا کو
حاصل نہ ہوا خضر کو ایک ذرہ بھی اُس سے
اُس زلف نہ بنے بنایا مجھے کاغذ
کیا زہد و عبادت لئے پھر تاسے تو زاہد

ہر کاریں ہر بار میں مخمخاں میں دیکھا
ساقی جو مزا ایک تیرے پیمانہ میں دیکھا
ہر بال میں ہر خوشہ میں ہر دانہ میں دیکھا
جو ہم نے مزا جینے سے مر جانے میں دیکھا
کیا خوب مزا زلف کب لکھائے میں دیکھا
یہ سارا مزا دل کے خلل جانے میں دیکھا

حافظ تو ہوا سارے زمانے میں جو بدنام
کیا تو نے مزا جان کے جل جانے میں دیکھا

چھایا عشق بتاں جب خاص کیا اور عام کیا
درگاہ پر مغال بر ترے عرش و کرسی سے
دور ہوشی سے اپنی دیکھ میخانہ میں آ
اس کا اور نے لطف ہے دنیا و دین کو نہ خبر
رات دن رہتا ہے حاضر بارگاہ پاک میں
نیک و بد اور خیر و شر زبند و صلاح سے ہوا لگ

عشق کے میدان میں ان زہدوں کا کام کیا
عقل کل حیران سے وہاں عقل کا زناں کیا
لطف کیا کرتا ہے ساقی کر تاسے جام کیا
ہوتا ہے جو پیتا ہے پھر ننگ کیا اور نام کیا
ہے شہود حق تاسے غائب ہو پھر دکام کیا
غیر حق اب کیا رہا فرزند اور مست جام کیا

ہے عجب رسوائے عالم حافظ دل خستہ تو
تجھ سے زیادہ ہے کوئی عالم اس اب نام کیا

تم سے رہتا ہے الگ یا زہد دلدار جدا
سیکونوں میں کے طلبگار ہیں عالم میں ولا
ہجر میں اُس کے میاں آتے ہیں ہر دم واللہ

حسن کا اُس کے نہیں دیکھو بازار جدا
جس کو دیکھو گے وہ ہے عشق کا بیمار جدا
چشم سے میری سبھی اشک گہر بار جدا

رات دن لب سے مرے کچھ نہیں پیرا ہرگز
صد نہ ہجر گذرتا ہے مرے دل پہ مگر
ایک صدہ ہو تو جانبر ہوں غم نہ اس سے

ہاں لگے ہوتی ہے یہ آہ شہر بار جُدا
مارے ڈالے سے مجھے وہ غم اغیار جُدا
دین و ایمان گیا دل سے گرفتار جُدا

حق نے کیا درد عنایت کیا مجھ کو حافظ
تیرے ہوتے ہیں لگے رہے یہ شعار جُدا

جو جانے کوئی پہلے حال اس درد جانی کا
جسے دیکھو وہی مقتول و زخمی تیرا قل کا
مجھے گھیرے ہے جہ افواج غم اسکی جانی میں
مجھے کیا غم ہے دنیا میں کسی کی بس ملائی ہے

نہ لیوے کوئی عالم میں مگر نام آشنائی کا
مجھے دعویٰ نہیں اللہ مگر ایک جہہ سائی کا
شغل لپکتا ہے ہر دم میرا احمد کی دہائی کا
مراد لہر ہے وہ ایسا کہ مالک سے خدائی کا

خبر حافظ گد کی جلد لوشاہ نظام حق
ترے در کا گدا ہرگز نہیں محتاج شاہی کا

بندہ صابر نہ دنیا اور دین کے کام کا
دین و دنیا اس کے یہ دونوں میں چاکر اور غلام
بندہ صابر ہے آزاد دو عالم بے گماں
زاہد اہستی کو کھو کر دیدہ غیرت سے دیکھ
گر میسر ہونٹھے در بزم رنداں پاکباز
زاہد دنیا ہوا اور عشق جنت دل میں ہے

وہ مقید کچھ نہیں ہے مست بادہ جام کا
اس کو اندیشہ نہیں ہے ننگ کا اور نام کا
کچھ مقید وہ نہیں ہے ننگ کا اور نام کا
چل رہا ہے دور سا غر ساقی کلف نام کا
جلد جاوے نوش گرا ایک جہہ ان کے نام کا
بے خبر عشق خدا سے زید ہے کس کام کا

آسانہ حق ہے حافظ وہ در محمد دم حق
دور کھ دل میں ہمیشہ تو اسی کے نام کا

کشتہ ہوں میں بس چہرہ گغام کسی کا
اُس نرگس جادو سے یہ فتنہ ہوا برپا
بوسہ دے جسے چاہے میر جان سے عاشق
زاہد تو عبادت میں خدا کی جو ہے مصروف

زندہ کرے مجھ کو یہ ہے بس کام کسی کا
سب میٹ گیا عشرت و آرام کسی کا
کیا غم مرے کوئی اور ہو کام کسی کا
دیکھا نہیں دیدار لب بام کسی کا

ہاتھ آیا نہیں تیرے کجھوجام کسی کا
اچھا نہیں کرنا ہے یہ بدنام کسی کا

ہستی و خودی میں تو جو بدست ہے و اعظ
مستان نے عشق کو کتنا ہے بُرا تو

حافظ تو نہ کر شکوہ ملامت کا جہاں کی
رکھ درو زباں شوق سے تو نام کسی کا

عقل زائل ہوئی آتش لگی طوفان میں
بہم کو رحمت نہ ملی یا رگلستان میں آ
اور جو تو مرد ہے تو عشق کے میدان میں آ
عیش چاہے ہے اگر کوچہ جانان میں آ
زلف کتنی ہے میرے جال کو بسکن میں آ
گل سے غافل ہے ار حریف گلستان میں آ

جب سے وہ نور بیا دیدہ حیران میں آ
حیف دیا میں ہی گل نہ گلستان سے خبر
زاہد از بد میں مغرور ہے نامرد ہے تو
سے یہ نادانی تری جنت درضوں کی ہوس
بے خبر عشق سے ہے میرے وہ دلبر لیکن
سے یہ گلزار خدا دیکھ فرا سے ناصح

الباء

غم نہ طوفان بلا سے ہے مجھے اے حافظ
دل ہوا غرق ترا چاہ زخندان میں آ

ردیف

کفر ہاتھ آدے جو جاوے تقدیر کیا خوب
نذر کو جاناں کی یا روتخہ جاں کیا ہے خوب
بیقراری میں دلا چاک گریاں کیا ہے خوب
عاشق دلدادہ ہووے میہ گریاں کیا ہے خوب
آتش عشق صنم سے سینہ بریاں کیا ہے خوب
درد مند عشق کی وہ آہ و افغاں کیا ہے خوب

عشق میں عشاق کو حال پریشاں کیا ہے خوب
دین دنیا چھوڑ کر حاصل ہو کر عشق صنم
طالب دیدار کو دن رات ہووے منظر اب
رات دن عشق بتاں میں زار و رسوا و تباہ
زندگی عشاق کی سوز و گداز جان جان ہے
نہاد بیدار کے زہد و عبادت سے دلا

شہ نعلیم مقتدا کے آستانہ پاک پر
حافظ بدنام کی یہ چشم گریاں کیا ہے خوب

منظر اب عاشق کیسین دیاں کیا ہے خوب
پانی بند قید وہ زلف پریشاں کیا ہے خوب
طرہ طرار اور کیسوئی پیچاں کیا ہے خوب

ظلم اور بیدار کو قرا سلاں کیا ہے خوب
چھٹ گئے عشاق قید و جہاں سے سربر
تہ تیغ و تاب عاشقان اندھم کیسوئے یار

بادہ خواری بُت پرستی سے مری اور دوستو
دیکھا مجھ کو اتفاقاً ایک دن اُس سُرخ نے
ہنس کے بولا یہ کہیں عاشق ہو سودا فی مزاج

ناصح نادان بہت ہوتا ہے حیراں کیا ہے خوب
حال پر میرے ہوا وہ شاد و خندان کیا ہے خوب
اس کا یہ حال پریشان چاکے اماں کیا ہے خوب

جا بجا اور کو بکو بدنام حافظ جو ہوا
قابلِ رحمت ہوا یہ ساز و ساماں کیا ہے خوب

کس قدر ہے یار و مجھ کو اضطراب
سوزِ شمع و دروں سے استدر
عشق کی آتش نے چھو کا جانِ تن
اگر یہ اشکوں سے ہوں طوفان میں
شعلہ نار و ن بھبتا نہیں
نقد ام و زہ ہے عاشق کو پسند

رات دن کھاتا ہوں دل میں تیج و تاب
جل نہ بجھے تابشِ سو اُس کی آفتاب
جل گیا سینہ جگر سے بس کیا ب
کچھ نہیں باقی رہا آنکھوں میں اب
کس قدر ہے تیز ساقی یہ شراب
منتظرِ زابد ہے در روزِ حساب

ساقی جاں حضرت شاہِ نظام
ایک نظرِ رحمت کی حافظ پر شتاب

یا آہی کیا ہے مجھ کو اضطراب
کس کی الفت کی ہے آتشِ شعلہِ زن
چہرہ کس کا یا خدا پیدا ہوا
جلوہ فرما ہووے جب میرا صنم
عقل و دانائی ہو اور عشقِ مبتلاں
کعبہ و بیتخانہ یہ جھکڑے ہیں اور

کھاتا ہے دل رات دن کیا تیج و تاب
سینہ سے آتی ہے یہ بوئے کیا ب
چھپ گیا جس کے مقابلِ آفتاب
کیا ہو زابد اور کہاں ہیں شیخ و شاب
اُس کے آگے عقل ہے مثلِ حباب
جانی عشاقاں حسدِ باتِ خراب

حافظ چل در خراباتِ معناں
از طفیلِ شش نظام عالیٰ جہناب

کیا عجب ہے کہ جو ہو عاشقِ بدنام خراب
نہ ملا کچھ بھی پناہِ شیخ و برہمن کو خراب

یہ تماشا ہے کہ ہے زابد خود کام خراب
دونوں ہر چند پھر صبح سے تاشام خراب

حضرت عشق کی شوکت کو کوئی کیا جانے
واعظا عمر تو کھوتا ہے حبش یہودہ
سیر سیر خانہ کی گرجا کے ذرا دیکھ تو وہاں
اپنی خود کامی میں دن رات تو بہت غرور

سینکڑوں ہو گئے برباد ملو نام حسد اب
حیف غفلت میں ہے تو فاضل خود کام خراب
مست ساتی سے پراسا غرو می جام خراب
تیری نادانی سے ہے تیرا یہ سب کام خراب

حافظ ازبید یہودہ کی ہے ایسی مثال
قصہ ہے حج کا مگر جامہ احرام خراب

زاہد و عاشق ہیں دونوں قید ہستی میں خراب
ہے مقید گردش گردوں میں واعظا بے خبر
ساکنان یکدہ دیکھے جو ہم نے آنکھ کھول
مفسر و نرد اوج دنیا میں ہیں نہ چین میں

یہ تو گمراہ زہد میں وہ عشق و ہستی میں خراب
روز و شب رہتا ہے وہ بالا ہستی میں خراب
سب کے سب دن رات میں وہ ہستی میں خراب
کوئی دولت میں ہو کوئی تنگدستی میں خراب

حافظ خوش حال اس کا جو کہ میاں کچھ بھی نہ ہو
کچھ چالاک نہاں ہو اور نہ ہستی میں خراب

کیسا زہد او کیا ہے تقویٰ کیا حساب
دل ہے مشتاق جمال گلرزاں
سینہ بریاں دیدہ گریاں خون جگر
زاہدوں کو عشق سے نسبت ہے کیا
جس کو عشق ساتی گلو نہیں
ہے نہیں کوئی ہنس نہ کچھ کام کا

ساقیا دیدے منھے جام شراب
شہد پر جس طرح ہوتی ہے ذباب
ہے رواں آنکھوں سے جوں سیلاب آب
زہد اس کا ہے بمانند شراب
وہ نہیں ہوتا ہے ہرگز کامیاب
راہ میں حق کی مگر وہ بادہ ناب

حافظ رسوائے ایک مدت ہوئی
طاق میں رکھ دی ہیں سب علم و کتاب

کعبہ و تہ خانہ کیا اور کیسا مذہب کیا حساب
ایک ادنیٰ فتنہ سادھی ہے تیری احوال پر
ایک نگاہ مست سے تیری ہیں ہر شے اعظم

نرگس جادو سے تیرے سب کے ہیں خراب
واعظا نادان کھاوے عاشقوں کے پیچ و تاب
صد ہزاراں بیکدہ صد سجدو منبر خراب

نابہا ہر خدا اس بیہودہ کوئی کو چھوڑ
صومعہ پر غول سے باہر صحبت مذاں میں آ

پہر مہمان کا وظیفہ اور یہ صبح و شام
راہی میخانہ ہوئے ہاتھ میں جام شراب
نوش کر جام و صراحی اور بادہ صاف و ناب

ریش حافظ کرکلاوت مصحف روئے صغم
عشق اور کنج عبادت کیسا ذکر اور کیا حساب

مست ازل کی کو نہیں حاجت و درکار شراب
بادہ وحدت جانناں کے جو بخوار ہیں وہ
خون ل پیٹے میں عشاق جلاتے میں جگر
عاشق حسن انل صحبت غیروں سے نفور

وہ اگر پیوں تو کیا کرتی ہے سرشار شراب
اُن کے کس کام میں آتی ہے یہ مردار شراب
ہے کیا ب جگر و خون دل اسے یار شراب
شیخ کو طتی سے از صحبت اغیار شراب

تو نہ کس طور سے بدنام ہو دنیا میں بھلا
حافظا تو نے تو پی ہے سر بازار شراب

رات دن پیٹے میں ہم بے شیشہ و ساغر شراب
واہ کیا قدرت ہے ناہ کیا ہے یہ اسرار عشق
واعظ و نما و شیخ و محتسب ہمشیار ہو
وہی ناہ فی کدو اعظ مست کر عشاق ہے
گرچہ ہم بدنام ہیں واعظانہ کر غیبت بھو
بھو لجاوے دو جہاں کی لذتیں ایام میں سب

ہے یہ ذوق عشقان یوں فی احمر شراب
کی تیر یار نے عشاق پر اکثر شراب
حق نے کردی ہے حرام اسو غافل و تم پر شراب
منتظر ہے ہر محشر کوئے کوثر مشرب
گوشت کھانے سے مسلمان کہے بن ہر شراب
جلو د کھلاوے گرا پناوہ مرغ اور شراب

میں اگر بدنام و نافر جام ہوں حافظ مگر
رکھتی ہے دن رات میرا دیدہ و دل تر شراب

گھٹ گیا اُس رخ کے آگے اقتدار آفتاب
کردیا ایک نیم نظارہ نے کار جہاں تمام
اُس کیف پاکی چمک اکیار جو آلی نظر
رات کو سوئے ہوئے اس کی کیف پاگل گنی

ہو گیا سنگ سیہ قرص عذار آفتاب
مُرخ جاں اپنا ہوا گویا شکار آفتاب
ہو گئی آنکھوں میں ابتر سب شمار آفتاب
ہو گیا زار و پریشاں روزگار آفتاب

دل ہوا روشن تر حافظ جمال عشق سے
چاہئے کیا بس تجھے اب انتظار آفتاب

سینہ عاشق گلستاں سے عجب
کاکل مشکیں پریشاں سے عجب
راہ میں چاہ زرخیزاں سے عجب
باتھیں چاک گریباں سے عجب
عاشقوں سے وہ پشیاں سے عجب
روز و شب یہ چشم گریاں سے عجب

بدموگر کوئی جاناں سے عجب
قید کرنے کو دل وحشی کے یار
کس طرح دیکھوں میں روٹی یار کو
کیا ہی خوش ہے یہ مری آوارگی
تھک گیا دعا بھی دعا دیندے
بارش اشک برداں تھمتی نہیں

سینہ بریاں دیدہ گریاں خون دل
حافظا یہ تیرا سماں سے عجب

اور ہی کچھ اپنا سماں سے عجب
بے تکلف دیدہ گریاں سے عجب
ناصح ناداں پشیمان سے عجب
ہو گیا ناپسند سماں سے عجب
کس طرح کے بیق ناداں سے عجب
ہو گئے عاشق پریشاں سے عجب

یار ہم پر اب مہرباں سے عجب
خود بخود امتدادی ہو ایک طوفان عشق
ماڑتا تھا زخم ہر دم دعا کے
ایک دوسرا غریبی کے میخانہ میں کل
محبوب اور شیخ غافل عشق سے
سن کے دعا و پند بیل قابل شیخ

پامی بند اسلام کیوں ہو حافظا
یار خود ہے ناسماں سے عجب

دل مرا ہوتا ہے جی ایں بے غضب
ہو گئے کا فر سماں سے غضب
یہاں داں شکوں کا طوفان سے غضب
عشق کا یہ دیکھو میدان سے غضب
میں کھڑا نالان و گریاں سے غضب

رخ پہ اس کو زلف پچاں سے غضب
خالی ہندوی صنم کو دیکھ کر
نازدخندہ سے شمار اس شوخ کا
ہو گئے یہ چاہ لاکھوں پانچ سال
غیر میں سے بہن بنس کے نہ تاہیں کر

عاشق مسکین غریب ہے غضب	شیخ ہے نازاں بسنجاب و سمور
التاء	ردیف
حافظ ہو بدنام و رسوا ملک میں ناصح نادان خداں ہے غضب	چہرہ کا تیرے تھا جو تصویر تمام رات نقشہ ترا تھا ایسا جہاں میرے دل میں یار کھاتا تھا بسکہ گیسوی شکس سے بیچ و تاب ظاہر میں گوہدا تھا میں اس سیم تن سے یار میں دیکھتا تھا اس کو تصور میں زو برو تھا محو اس قدر کہ خبر اپنی کچھ نہ تھی
رویا میں شوق میں ترے دہر تمام رات یاو آیا مجھ کو خالق اکبر تمام رات ڈستے تھے مار زلف معنبر تمام رات تھا میری بر میں پرودہ سگر تمام رات سینہ میں نار شوق تھی اگلہ تمام رات تکستی تھی آنکھیں وہ رُخ انور تمام رات	حافظ کو جانتا ہو وہ بُت بھی کہ روز و شب تر پچھے ہے وہ تو خاک کے اوپر تمام ات
ایک بُت کا وہ بیان ہے اُس کی تمام ات لگتے ہیں خار پاپس برابر تمام رات دامن میں رہتے ہیں مرے گو بہ تمام رات جہم کو سناوے ایک بُت کا فر تمام رات افسوس پڑے جو شیخ بھی ہم پر تمام ات رہتے ہیں بعد تو حسن کے ناظر تمام رات	بے چین رہتا ہے دل بے نظر تمام رات پہر تا ہوں کوہ و دشت میں وحشی بست ہوا کیا سیر ہے عزیز کہ تنہا ہوں دشت میں قدرت خدا کی رات کو ناصح ہو چین سے ممکن نہیں نجات ہماری ہو تا ابد زاہد تو اپنے زہد و عبادت میں ات بھر
مختار ہے وہ لطف کرے یا جفا کرے حافظ رہے ہے صبر و شاکر تمام رات	رہتا ہوں عجب طور سے خاموش میں دن رات سب بھول گئے ملت نہ بکے یہ جھلڑے سجدہ ہے مرا آنکھوں پہر برد و جہشتا ر ہیں کیا کیا مصیبت میاں میں اہم کو
ہوں جام مے عشق سے سیو میں دن رات کرنا نہیں پر عشق فراغوش میں دن رات اُس ساقی وحدت سے ہوں نوش میں دن رات پر عشق بتاں میں ہوں بلانوش میں دن رات	

سلبانی میخانہ سے جب ملتا ہے دلبر
حافظ کروں کیا اُس کو فراموش میں نہ رات

عاشق و معشوق کیا ہی ہو عجب شکل کی بات
خود بخود بخود سے یار و مصاحب کی بات
اپنا ہی سب کام ہو اور یہ بھی اپنی دل کی بات
غیر حق کوئی نہیں ساری ہواں پھل کی بات
غیر فرم پاک کب سمجھے کوئی کامل کی بات
مرد و عورت کچھ نہ مانے عارف واصل کی بات

فہم میں آتی نہیں ہے شوخ سنگین دلی بات
کون ہے معشوق عاشق اور کہاں عشق صنم
کسا وصل و تجر اور کیسا ہے یہ جوش خروش
عابد و معبود خاک پاک غافل ہو شیار
ہونگا وہ پاک جب دیکھے وہ حسن یار کو
عارف و معروف یہاں کچھ بھی نہیں جز انکیزات

غیر حق کوئی نہیں عالم میں باللہ العظیم
قاضی و ملائین کب حافظ واصل کی بات

غیر کافر کون جائے اُس مبت کافر کی بات
عاشق بیخود ہی جانے اُس پہ لڑکی بات
وہ ہی جانے فوسے اُس کی بیوی بتر کی بات
عورت و غلام کی وہ جانے کونہ کوثر کی بات
وہ نہیں جانیں بیچارہ یار میں بزرگی بات
حق پرستی اُن کو ہے فرزند اور خستہ کی بات

یومین و مسلم نہ جانیں اس پری پیکر کی بات
جس کو دیکھو بادہ ہستی میں اپنی مست ہے
جو کہ ہے پائند زلف کافر عسکار کا
جز نماز و روزہ کے کیا جانے زائد بے وقوف
اہل تسبیح و صلواتے خبر ہیں عشق سے
ماکیان کچھ کش میں شیخ صاحب راہ و فل

کافر زلف صنم ہے حافظ عسکار رند
خوب سمجھے ہے وہی اس یوفا کافر کی بات

خوں ہے یہ عاشقوں کا نہیں جو خدای دوست
قسمت میں عاشقوں کے جو جو جانی دوست
جنت میں کب نصیب ہے یہ خاک پائے دوست
دل میں کہاں ہے جا کہ جو ہو ماسوائی دوست
کار رسید کرتی ہے آواز پائے دوست

میں سرخ لال ہاں جو یہ دست و پائی دوست
زائد ترے نصیب میں عورت و قصور ہے
سے تنگ عاشقوں کو طلب کرنا مسئلہ کا
آنکھوں میں عاشقوں کے نہیں خرمال یار
ای مردہ دل ذرا تو لگا دل کو یار سے

صد حیف عمر گزری تری وعظ و پند میں
آئی نہ لب پتیرے کچھ ہو ویاہی دوست

حافظ کو دین و دنیا میں براستیان کیا
وہ سے قدیم سائل دولت سرائی دوست

مقتل عشاق سے یا بگذا رکھی دوست
شور و شر عالم میں سے اس صبح کے پایان کا
زادہ اسجدہ ترانے سوئی محراب جنت ال
پانی بہر عشق سے آزاد و طلق ہے گماں
عالم سوداے جنوں پر یا کر زنجیر بلا
آرزو سے شیخ کی حاصل کرے غلبہ بریں

رہن آفاق سے یا زلف عنبر بونی دوست
فتنہ آشوب جہاں پر زنجیر جاوہری دوست
سجدہ گاہ عاشقانِ حلقِ فخم برونی دوست
وہ مقید ہے بعد زنجیر زلف و موسمی دوست
یا کند عشق سے یا طرہ کیسوئی دوست
عشق لیجاتا ہے ہر دم شاد و خندان دوست

حافظ اس قیل و قال میں پر خفا کمال
تجھ کو کافی ہے خیال طرہ بندھی دوست

سوا و ابروئے دلبر سے لہجہ اللہ کی صورت
رخ اسکا و لہجہ ہے آنکھ اس کی چشمہ کوثر
دست تپا ہے نوحہ مجسم وہ خدائی میں
حقیقت ہے زادہ زنجیر افسوس صد افسوس

وہ مینی یار سے گویا الف اللہ کی صورت
سیاہی خط سے پیدا ہے کلام اللہ کی صورت
بچشم عاشقان ظاہر ہے اس لہجہ کی صورت
نمایاں ہے ہر لہجہ میں رسول اللہ کی صورت

دل حافظ سے دیہانی حقیقت بحر زہاں
بجلا چستی سے کب یار یاں یاروہ کی صورت

اس مہلت کی نہیں آتی ہے کچھ دھیان میں صورت
عشق کی حالت سے تو آگاہ نہیں ہے
عاشق تری فرقت میں اگر خاک آردیں
ای نہ پندادان سب بوش ڈا کر
ہے حال پریشان مرا زلف بتاں سے
عالم جسے کہتے ہیں گستانِ خدا سے

ایسی تو نہیں عالم مکان میں صورت
دیکھے ہے جو تو عاشق حیران میں صورت
شرمندہ ہو مجنوں کی بیابان میں صورت
و کھلا لہجہ کیا عشق کے میدان میں صورت
دیکھ اس کی مرے حال پریشان میں صورت
ظاہر ہے عجب سبیل و رجحان میں صورت

حافظ نے بہت کچھ دیکھا ہے جس کی وجہ سے
بہت دیکھ تو اپنے دل حیران میں صورت

روز و شب جتنی سے یہاں رنج و غم کی بات چیت
ہاں گزشتہیں ہے ہم کو پتہ لب کی بات چیت
آتی ہے اس شخص کو تو ایسے دھب کی بات چیت
کیا ہے طاقت جو کہ کوئی طلب کی بات چیت
ہم نہ جانیں سے یہ کہ اگر کب کی بات چیت
منہ لانی ہی نہیں ہے کچھ ادب کی بات چیت

عشق میں یار و کمال میں قرب کی بات چیت
نہ ہم پر نہیں ملے وہاں کی شادیاں
وہ الگ کو لہو و جاویں لاکھوں جان سے
پورے دیوے تو دیوے آپ ہی دل کھول کر
ناہی ناداں تو ہے خورندگی کے روز پر
دلف اہترائے ہے وہ پریشاں رو سیاہ

ہر روز سے اور واعظ اور ذکر حشر ہے
حافظ اور مینا نے ہے اور غم کی بات چیت

بعد ہزاراں ماہ و اور ہفتہ دیکھے بہت
پتہ لب غنچہ دہن سروچہین دیکھے بہت
ذرہ سے کم ہفتہ ماہ جیسے دیکھے بہت
جسٹا جس میں ہزاروں اہل دین دیکھے بہت
یوں تو عالم میں ہزاروں ناہنیں دیکھے بہت
جس کے ہر ٹوک سے اندر آتشیں دیکھے بہت

ہم نے دنیا میں جس اور ناہنیں دیکھے بہت
روز و شب چھانی ہے خاک اس عشق کی میڈیں
لیکن اپنے اس صنم کی خاک پائے کے زور و
ہے یہ زخمیر ٹایا زلف کا فریش ہے
کوئی ایسا شعلہ روا فرستہ جو دیکھا نہیں
ہے کوئی عالم میں ایسا نہ خواش مزاج

قطرہ ہر اک شکر کا تیرے ہے دیباہیں
ہم نے حافظ انجم چرخ ہیں دیکھے بہت

یہاں کو چہ دلدار ہے صحراے قیامت
ہر دم امنیں حاصل ہے تماشا کی قیامت
کیا جانیں ہیں وہ شور و غوغائے قیامت
کیا کرتی ہے دوزخ انہیں جو ہائے قیامت
جل جادے مری آل سے صحراے قیامت

زاہد تو ہے غم نہ بغضائے قیامت
جو عاشق جاننا ہیں اس صنم کے
ہن کو ہے یہاں نقد قیامت کا تماشا
جو جلتے ہیں دوزخ پڑے ناز خدا میں
واعظ تو ڈرتا ہے ہمیں نارسعت سے

سے بن لی غدارج و نصیب نہ کر نادان

ب دھیان میں لائے ہیں یہ ایذائے قیامت

حافظ مجھے کیا دے بھلا روزِ حشر کا
سے تیرا صنم انجمن آرائے قیامت

عشاق عاشقی میں ہیں بے نام و ننگِ حُسن
مُرگانِ یار سے دلِ وحشی کہاں نیچے
کیا مستعدِ لڑائی کی مُرگانِ یار سے
اے ناصح خراب ذرا مسیکہ کو چل

میدانِ عاشقی میں مثالِ پلنگِ حُسن
بیٹھا ہوا ہے جب کہ باہرِ خندنگِ حُسن
کرتی ہے کارزارِ چو فوجِ فرنگِ حُسن
ایک جامِ پی کے دیکھئے لالہ رنگِ حُسن

حافظ تو بات واعظِ بیدار کی نہ سن
عشاق کے ہو واسطے وہ خانہ جنگِ حُسن

زاہد عجب طرح کا ہے مغرور ہوا پرست
جنت کی آرزو میں شبِ دروزِ مبتلا
یہ طرفہ ماجرا ہے کہ منکر ہے عشق کا
واعظانہ کر بھروسا تو مسلم و کمال کا
عشق صنم سے جو کہ ہے محبِ مَنصحا
عاشق ہے رندِ مشرب و قلاشِ روزگار

سے بُت پرست جاؤ تو ہوں میں خدا پرست
عشقِ خدا سے دور وہ ہے خود ہوا پرست
عشاق حق میں جو کہ عزیز و صفا پرست
ہم بُت پرست ہیں اگرچہ تو ہر گاہِ خدا پرست
وہ بے نصیبِ زلی ہے گو ہے خدا پرست
زاہد ہے زورِ رست یار و حیا پرست

رحیف

حافظ مجھے ہے ہندی و سنی نصیب یار
صدِ شکر عاشقوں میں تو جو بسِ وفا پرست

الثناء

ناصرِ بہرِ خدا مجھ پہ نہ مل کھائے عبث
اللہ اندر سے تری سنگلی دیکھے نہ تو
دلِ عاشق کو نہ سلجھا یا صنم زلف نے یار
جب تڑپا مجھے دیکھا تو یہ بولا قاتل
سارا عالم اگر دشمنِ جاں ہو ہو دے
حافظ دولتِ عشقِ صنم آسان نہیں

میں تو زخمِ زار نہ مانو گاتا تو سمجھائے عبث
کوئی کیسا ہی کہیں خاک میں مل جائے عبث
بلکہ صد ہا دلِ بیمار یہ الجھائے عبث
کمد و اس کشتہ سے نادان تو نہ گھبراؤ عبث
زلفِ پیچاں تری پر مجھ پہ نہ مل کھائے عبث
لاکھوں طالب ہیں کہ اس دلو میں کراؤ عبث

دید کی امید پر کوچہ میں جانا ہے عبث
عاشقوں سے لیک سن بچھپانا عبث
رو برو صاحب نظر کے پھر نہ آنا ہے عبث
بے دلوں کے رو برو یہ رہنا ہے عبث
کچھ نہ جب باقی رہا آتش بجھانا ہے عبث
بابہارا امید اس کوچہ میں آنا ہے عبث

دوستو دل اس پر پڑے لگانا ہے عبث
پرودہ روی صنم میں گرچہ زلفِ عنبر میں
کب چھپے ہے دوستو بادل میں سن آفتاب
واعظایہ پند تیری اور یہ وعدے غلہ کے
سر سے لیکر تاقدم نازینوں میں بل گیا
کوئی ناکامی ہے زاہد کوچہ اس دلدار کا

ردیف حافظا سر بھی سلامت ہو وصال یا رہو
الحمیم اس خیال خام پر اس رہ میں آنا ہے عبث

ہے لیک زمرہ عاشق میں دعا کا رواج
زیادہ حد سے ہو غمیاں میں سن جھکا رواج
برائے نام کیا ہے میاں خطا کا رواج
نہیں ہے زمرہ کفار میں حیا کا رواج

دیار بار میں دیکھا نہیں وفا کا رواج
ہزاروں کشتہ ہیں تیغ و کمان ابرو کے
ہمیشہ خون سے عاشق کے کریں تکیں
منع ہو کر تہا ہے ناصح مجھے محبت سے

ہوئے میرا گئے بھی عاشق ڈرنا کا حفظ
مگر تیرے زمانہ میں بیحیا کا رواج

خدا ہی جانتے کہ کیا کیا کرے تم وہ آج
نہیں وہ رکھتے ہیں پرہیز اور وہ اک رواج
نہیں ہیں شاہی کونین کے کچھ محتاج
قدم وہ رکھتے ہوئے آویں لاش پراہ کا ج

ہو اسے مجھ سے کشیدہ وہ یار شوخ مزاج
مریض درد محبت کے ہیں جو اسے ناصح
ہدام کوچہ جاناں کے خاکسار ہیں ہم
اگر ہو قتل عاشق میں لندہ اس کا

ترا ہے دلبر عالی مکان وہ حافظ
کہ دیں ہیں خسر و عالم ہمیشہ جس کو باج

اُسے دیتے ہیں کیسے گلِ وفاں باج
غلام ہوں جس کے سب پیروں وال آج
گئی جو چھوڑ کر باوجود خزاں آج

ہے پکتا حسن میں وہ دستاں آج
نہیں ایسا زمانہ میں کوئی بھی
سے گلزار و چمن میں رشک گلشن

وہ شکمل سے بزم آرائی کشن خدا ہواں یہ اسے المذوق جہاں آں

تو دلبر ہے وہ سلطانِ غم ہاں
سے تو عشاق میں حافظ غیاں آج

سے کون مقابل ترے ہذا تو ستم آج
کہنے سے رقیبوں کے کیا مجھ سے کنارہ
یہ گالیاں تیری ہیں ہمیں فخر سے بہتر
ایک میں ہوں اٹھاتا ہوں ترے جوہر و جفا یار
عالمِ تابکشتہ سے تو سب اہل ستم آج
عاشق کو ترے اک نیا صبر سے جو ستم آج
مخمس جس میرے واسطے ہو لطفِ اکرم آج
سے کون اٹھائے ترکہ یہ ظلم و ستم آج

حافظ ترے بیتہ سے کستانِ محبت
تجہ سامین دنیا میں کوئی اہل نعم آج

مول لیتے ہیں مایاں ہم عشق میں احتیج
دینِ دنیا کھوکے ہم نے شیخِ عشق آساں کیا
کچھ نہیں میں پانی بندس ملتِ مذہب کے ہم
ہو گئے یکساں میں جب وصلِ جبر اور ہمدرد
عشق کی ذلت پر ہم سلطنت کو نین سے
عاشقوں کو برائے دل و عشق کی دولت نصیب
ہم کو کیا کیا کچھ نہیں حملِ دولت کو رنج
کس طرح یار دلیا جو ہم نے اس محبت کو رنج
ہم نے کیا کیا کچھ اٹھائے مذہبِ ملت کو رنج
کچھ نہیں جوتا میں اب یار اس وقت کو رنج
اسنے ہم کو نہیں جو عشق میں ذلت کو رنج
ناصح نادان کرتا جو عبثِ دولت سے رنج

الحاء

عاجزی حافظ کی اور غنی کو اس اعظم کی دیکھ
اب تو ہوتا ہے ہمیں نادان کی صحبت کو رنج

ردیف

کھینچی ہوئی ہے ہر دلی خمدار بے طرح
تیرے لئے یار میرا کام کر دیا
وہ اسکا مسکرا نا پھر اکدم لہجِ حین حین
ہاتھوں سے عشق کو نہیں ممکن وہ اب نجات
دل میں غمی ہے میرے یہ تلوار بے طرح
کرتا ہے بے کسوں پر وہ کیا وار بے طرح
یہ طر کیا ہی بھاتی ہے دلدار بے طرح
دل کو لگا ہے میرے یہ آزار بے طرح

حافظ اگرچہ عشق میں بچتا ہے غصہ ہے
زاہدا سے سمجھتا ہے تیغ وار بے طرح

یہتا ہے دل کو میرے وہ دلدار بے طرح
اب دیکھنے کو کس کی اہل ہے پکارنی
کیا سخت بوقوت ہے زلہ خراب حال
پامال کو یا ہے دل دین و عقل و جان

چہرہ پہ اس کے زلف بزم خمار بے طرح
بڑا ہے آج کا فرحیت بے طرح
سے خوف آخرت میں گرفتار بے طرح
سے فوج گرد خطا کے نمودار بے طرح

حافظ بڑا تو کیا کروں تیرا بے بھلا

مجھ سے ہوا ہے یاروہ بیزار بے طرح

چل ہی میں شوخ کی اب تیرا شرکان بی طرح
کیا غضب ہے زلف کا فخر و جانی یار
بزم رندان میں اچانک گل ہو گندہ انیس
چل رہا تھا دور سا غور و خرابا بت مغاں
کیا ای ناداں ہے یہ ناصح جو غرور و غفلت میں
جنہ الفت سے آئی آشیان کو چھوڑ کر

عاشقوں کو لگتے ہیں زخم پکان بی طرح
کجھری بزم چہرہ پہ اس کے زلف پکان بی طرح
بھاکا زانہ چہرہ زکرتیج مر جان بی طرح
اور وہاں پر پڑو یا تھا شور و زان بی طرح
اتنا ہے بزم بخت و دردندان بی طرح
بٹل ہے فاماں ہوئی گلستاں بی طرح

عشق کے میدان میں مردانہ ہو کر کھ قہم

میں اتھا نے قہم کو حافظ نامہ زبان بی طرح

سے کیا وہ دلربا بت عیار کبیرا
قاتل جو تو نے قتل کیا تو بجا کیا
دور و فراق کو مے سستا ہی وہ نہیں
کیسا ہی ہو حسین یا نامانین ہو

اقراء سے بخت سے ہمار کی طرح
لاشہ پر رخصت ہے یہ فنا کی طرح
سے یاد اس کو ایسی بھانگا کی طرح
ہم کو تو بھاتی ہے کسی خوفنا کی طرح

یہ کیا ہوا کہ حال پریشان ہو گیا

حافظ کو پوچھتا تھا وہ غمور بی طرح

ناصحتیں عشق کا سامان چھوڑ کر طرح
تو منع کرتا تو مجھ کو اس کے کوچہ سے بھلا
اگرچہ اس کے عشق میں بنام ہوں جو نہ ہو

عاشقوں کو یہ ہمیں شایان چھوڑ کر طرح
نوحہ جاناں سے ہیری جان چھوڑ کر طرح
اس کے مشاقوں میں ہی آن بیٹوں کس طرح

درد اور رنج و مصیبت سے غذائی عاشقان

ان کو میں اپنا صبح نادان چھڑوں کس طرح

صحیح رخ کی تلاوت کیسے چھڑوں زاہدا
حافظ قرآن ہوں قرآن چھڑوں کس طرح

کوئی جانناں میں آئی اب میرا دل کس طرح
واعظ نادان ہے عشق صنم سے بے خبر
جو کہ ہے محروم ازلی عشق کی دولت سے آہ
منکر رنداں سے زاہد اپنی بدبختی سے یار
راہ حق سے محض تائبانہ بڑی شیخ زماں
عاشق عورت و جفاں سے زاہد فرمودہ دل

ہاتھ سے ناصح کے میں اس چھڑوں کس طرح
کیفیت دل کی اُسے اب میں سناؤں کس طرح
راہ و رسم عاشقی اُس کو سکھاؤں کس طرح
مجلس رنداں میں اُس کو میں بٹھاؤں کس طرح
مزمع عشق و عاشقی اُس کو سناؤں کس طرح
سوئی گلزارِ خدا اُس کو بٹھاؤں کس طرح

رند و سب از خدا فی حافظ بدنام ہے
دیکھنا ناصح کو میں بھی اب جلاؤں کس طرح

ہاتھ کیا آنے سے ہم کو عشق جانناں کس طرح
ہجر میں دلبر کے مجھ کو رات دن یہ غفل ہے
تنگدل اور تنگ ہیں جو ناصحی عالم میں تو
تو یہ دل جو ہمیں نسبت سیاہی تو ہو کیا
کیا ہی جو یہ سنگدل اور بیجا ناصح بھلا
سے سلامت صقیل زنجار عاشق دوستو

واغ ہیں دل میں کھلے گدائی خنداں کس طرح
اشک ہیں آنکھوں سے جاری میری طرف کس طرح
عاشقان دیباہی دل ہیں بحرِ عمال کس طرح
رکتے ہیں آنکھیں سفید ہم سیر کنعاں کس طرح
عاشقوں کو حق میں ہے غول بیاباں کس طرح
اس سے دل آئندہ ہو یا کیا معج طوفان کس طرح

ردیف

عام ہیں الطاف تیرے یا نظام شاہ دیں
منظر حافظ گدا مور سیماں کی فطرح

الحاء

ایسا ہے روی یار پہ یار و حجاب تلخ
لیستے ہیں یہ مزار تری توار کا ہمیں
دشنام دے سے ہوسہ کی درخواست پر چھو
سوداخی زلف یا ہیں ہوں است بھر خراب

کرنا ہے زندگی کو میری بس خراب تلخ
شمشیر کی اگرچہ تری ہے وہ آب تلخ
کیا خوب ہے سوال کا جانناں جواب تلخ
آتے ہیں سیکنوں مجھے ذرات خواب تلخ

اس جاشنی سے عشق کی واقف نہیں جو شیخ
حافظ کو دیکھتا ہے وہ خانہ خراب

<p>گروہ دل سے ہماری آلیا چکر میں چرخ دیکھنا تو عاشقوں کو کھائینگے مٹس میں چرخ بادہ صافی لگے ہے کھاؤ اس سنگز میں چرخ عاشقان نرات کھاتے ہیں جو بحر و برین چرخ</p>	<p>کیا سہا تا ہو نظر میں اس دل مضطر کے چرخ ناہد عشق صنم میں زار و مضطر بیت بار اس کی مٹل میں بوقت دورستان شراب خاک و باد و آب آتش کے سب چکر میں تیا</p>
---	---

شیخ وزابد محاسب پھرتے ہیں آوارہ خراب
حافظ سکین بھی کھاتا جو خاستر میں چرخ

<p>اپنی ہستی میں الہ پر تو بالا ہے چرخ بقدر غور شید و صہ بھی جس کی و زیبا بی چرخ گرہ اس کا عشق ہو کس طور گروش کھاؤ چرخ آسیا کی طرح سے چکر میں لاکھوں آنچو چرخ اُن کی گروش سے ہزاروں مرتبہ بل کھاؤ چرخ صد ہزاراں بارہمہ پاکے گھبرا جائے چرخ</p>	<p>عشق کی سہیت سے یاد چرخ بھی کھاتا جو چرخ پست میں سب اس کے آگے اس وجہ ہم ملک عشق سے جو عشق کی گروش میں افلاک برون عشق کی گروش اگر آجا ڈاپنے جوش میں عاشقوں کے چرخ کا آگے یہ کیا جو چرخ چرخ دور میں جھوٹا جاوے جو اس ساقی کی چشم</p>
--	--

عشق کی رفعت ہے ایسی حافظ ایک ذرہ گر
برلا ہو جائے پھر کہ تو کہاں کو جائے پرچ

<p>جیب و دامن کا میرے ہے ہمدرد ہر بار شیخ جس طرف دیکھو تو ہیں سارے گل و گلزار شیخ شیخ میں شام و سحر صحرا و ہم کسار شیخ میری نظروں میں تو ہیں سب یہ وہ دیوار شیخ اسکے رکھتے ہیں ہم بھی دیدہ و نبار شیخ ایسا بارہم ہو گیا جس سے ہو کر خسار شیخ رکھتے ہیں عشاق شیدا شک گوہر بار شیخ</p>	<p>آتے ہیں آنکھوں سے میرے اشک گوہر بار شیخ کیا ہی حسین دریا بچھایا ہے ہر جا پر ولا غم میں اس کو جو شفق خونبار دیکھ آسمان روئے روئے شیخ آنکھیں ہو گئی ہیں تجھ میں خوں ہمارا ہو پسند اس تیغ جو ہر دار کو عشق کا افسانہ میرے اسکے کانوں میں پڑا خوں ہمارا آنکھوں سے حافظ جھٹک ہو دم میں دم</p>
--	---

دی ہی اس کی شمع کو حق نے بہت ہی بکھر
 نیکو میں جلسہ دیکھا تو ہی اسباب بکھر
 سے غم و غنا۔ شمع اور لب و رو و ابر بکھر
 چشمہ مانے بارہ نوشاں شمع و متی میں بکھری
 کیا شفق ہے آسمان میں درغیم عشق صحنہ
 اس قدر چھائی ہے شمع کی اس لب و دندان کی

اس کو چاہتا دو وہ مشتاق و غمناک بکھر
 صحنہ شمع اور جام شمع و در شتاب بکھر
 شمع لب بستی ہے اور ستان باد و تاب بکھر
 شمع آتش شمع کبلا دین کی بھی احباب بکھر
 آسمان شمع اور تانے اور ہے غمناک بکھر
 ہیں زمین و آسمان غمناک و غمناک بکھر

رُفِی

خون دل پینے سے حافظ کچھ نہیں چاہے تھے
 عشق کے میں کیونکر لب کاں اور اباب بکھر

ال دال

یہ وفا کی یار سے کافی ہے یاری سے بعید
 دل دیا ایمان و یار بقصد جاں دینو کا ہے
 یار کی چو کھٹ سے گر کر کھنڈاؤں خاک پر
 گر لو سے کی طرح اڑ کر میں توڑوں جبرج کر

عین پر زہ نہیں مدت تمھاری سے بعید
 جان رہی کر دین کر جاں نشانی سے بعید
 یہ سر لعل لب سے و غا ساری سے بعید
 یہ عجب کچھ بھی نہیں اور میری سے بعید

اگر وقت ل کر تو یہ شراب و صبا سے
 حافظ ہے یہ تمھاری ہوشیاری سے بعید

گر دینے کو جاں طالب دینا ہے موجود
 سونا زوا و عمر سے میں دل لینے میرے
 و ہر تر است پہ بعد ناز و غمناک
 از ہر تار قلم یاہ دل آزار

جان لینے کو بھی ابرو سے خد سے موجود
 اگر لب لب لب سے انکار سے موجود
 عاشق پرست رہیں و ہار سے موجود
 آئین میں مرے لشک گر بہت موجود

حافظ ہے بعد جان تار و جب ناں
 اگر قتل کرے تو یہ گھٹا ہے موجود

کون اٹھائے گا ترے ناز و امیر سے بعد
 چہ تے قتل کیا پہر کیا لاشہ یا مال
 خاک بھی رہے نہ پانی تر کو چہ می می

ہو گا کیا کشتہ صدمہ و ہوا میر سے بعد
 کون لیو یگا بھلا ایسا مزا میر سے بعد
 کس سے وہ لاگ کر رہی یہ صبا میر سے بعد

نہی تیری سے گرفتاریاں ہیں دلا
زخم پر زخم سے لب پہ نہ آئی مسند یاد
جسمہ روبرو جفا کرنی سے کرو پیاسے

کب کوئی آویختہ ہوا آبدہ پانی سے بعد
ایسا کوئی ناک کر گیا یہ وفا میرے بعد
نام الفت کا کوئی ایویختہ کیا میرے بعد

حافظا تو تو ہوا کشتہ دشمن میرے بعد
ایسا ہو گا نہ کوئی اہل وفا میرے بعد

زلف و لب کی عجب راز دوستاں قید شدید
پاشی بند زلف سے آزاد از دین و دغل
کر دے شمعانہ خالی پہر بھی ایسا آتشہ ہوں
سے تو بیت حق سے غافل نہیں میں سے جلا
عشق سے محروم ہے نازاں عبادت پرست تو
کچھ بھی قرب حق ہوا نادان حقو حاصل ذرا

رو برو میں کے جمل سے میرے قید صدید
میں یہ ذوقید جہاں میں عشق کے جو میں مدید
ہر زمان لب سے میرے سے نغزل بن مزید
غیر عاشق کون جاسے نفس کے دل کی کلیہ
چاہتا ہے قرب جتنا ہوتا جو حق سے بعید
نہی تقویٰ میں اگرچہ غم گزری سے مدید

تو کر قرب بند و قید آزاد اور ہے قید ہو
حافظا قید مل سے عشق میں عیب شدید

زاد تو ہے یہاں الفت خوبان سے آزاد
کی نعم سے نادان کا غافل سے چند سے
کیا نہ کی بہاد سے دنیا میں انہوں کی
ہو عاشق جہاں باز میں مستبد و بتاں کے
راحت سے نہ مطلب سے نہ کراہد ام سے
آبادی و دیرانی سے کہتے ہیں کچھ کام

عشاق محبت میں دل و جان سے آزاد
لیکن وہ نہیں جو غلمان سے آزاد
جو لوگ کہ ہیں زلف پریشان سے آزاد
بے قید ہیں سب ملت و دین سے آزاد
ہیں کو چہ جہاں میں گلستان سے آزاد
کہتے ہیں وہ سب شہر و ریاباں سے آزاد

حافظا جو واساکن درگاہ مستہ ابات
اسوا سطر رہتا ہے وہ سالن سے آزاد

مجھ کو محراب مجھے بروی خمدار پسند
تاب و طاقت نہیں و غفلت کا غم عشق

سے جہاں کچھ کو جہاں سے ایسا پسند
ہلکا کر اول سے جہاں سے پسند

شہر اپنے محل میں بہت سے نازاں
جو سدا کیا ہے جو میدان میں آوے زاہد
چند ہیروہ شے دیتا ہے نازاں دن رات
شہریت جتہ دوستار شے ہے زیب

رند و عاشق کو نہیں کوچہ و بازار پسند
عاشق ناز کو ہے خیر و تلوار پسند
میں ہوں دیوانہ مجھے کب ہے ترا کار پسند
ہم ہیں عاشق ہمیں ہے اپنا دل نارسند

جاں تلف کر کے تو دیاں پہنچا ہو مگر
بات جب ہے جو کرے اس کو وہ دلدار پسند

کس کو کرتا ہے عزیز وہ ستم کار پسند
دل آباو پسند اس کو نہیں ہے زہن ساز
منہ بڑاتا ہے یہاں آپ کا اور حضرت شیخ
تجھ کو آزار محبت نہ ملاروئے ازل
کیا تماشا ہے کہ عاشق کا دل ہو دیراں
کنج ویرانہ میں ہے ہائے یہاں کیا تجھے

کیونکہ مغرور ہے وہ اور ہے دشوار پسند
ہاں اگر ہے تو وہ کرتا ہے دل نارسند
ایک عشاق کو ہے خیر و تلوار پسند
ناہدا ہم کو ملا عشق کا آزار پسند
عمر بھر شیخ کو ہے خلد کا گلزار پسند
اپنی قسمت سے جو ناصح کو ہر انکار پسند

ردیف

یا نظام مشہدین مرشد و مولائے جہاں
حافظ آشنہ کو ہے شہریت دیدار پسند

الذال

کیوں نہ عاشق کو لگیں تیری یہ دشنام لذیذ
زاہد اجنت کو تیرا کرا ہے تجھ کو
بو الہوس خامی سے تو طالب دیدار نہیں
کچھ بھی لذت ہے ترے درو و وفاقت میں ا

جب کہ ہو دل میں ماس کے ترانام لذیذ
عاشقوں کو تو میاں عشق کے ہیں کام لذیذ
دیکھا ہے تو نے کہیں بھی شمر حشام لذیذ
بلکہ ہیں دو لب شیرین گل اندام لذیذ

ردیف

محافظ کچھ بھی نہیں شیخ کی باتوں میں مزا
ہاں اگر ہے تو وہ ہے بادۂ گلعت نام لذیذ

الراء

کوئی بھی ایسا ہوا ہے پیدا جسے ہو قرب مضوق قادر
و دعین شان محمدی ہے خدا کا محبوب سرمدی ہے
جو چاکر کوئی کسی ہنر کے کسی عبادت کسی فکر سے

مجاں کیا ہے بشر ملک کی جو اس کو ہو و حوض قاف
عجب سے بخت مبارک اس کا ہے ہو قرب مضوق قاف
حصول ہو سے یہ دولت اس کو کہ بادۂ قرب مضوق قاف

نہیں جو ممکن مجال سے یہ مگر فضل سے مملی الدین کے
 دو نوامد کا مملی الدین سے وہی خود ہی نبی سے
 جو شفقت است یہ جو نبی کی ہی بشفقت مملی الدین کی
 جو چاہے رحمت اپنی قادر ہزاروں خوار و ذلیل کو وہ
 نہیں جو پرش میں مل کی نیک نیت کا جو کچھ نفاذ

بغیر کیا ہے جو پارے کوئی عزیز و قرب حضور قادر
 حضور احمد حضور حق و دہی سے قرب حضور قادر
 فضل سے اپنے جسے وہ چاہے اسی کو جسے حضور قادر
 بس ایک نام میں ایک پل میں عطا ہو قرب حضور قادر
 محض ہے فضل و کرم کا قصہ جو ہو قرب حضور قادر

نہیں تو یا یوں کوئی بندہ فضل سے غوث خدا کے حافظ
 امید کہ تو بھی دل میں اپنے سے جو قرب و حضور قادر

جو قرب دہ گاہ کبریا ہے وہی جو قرب حضور صابر
 مجال کیا ہو کسی کی ایسی جو ہو مائی اُسے و فاشک
 جو کوئی طالب طلب ہے چاہے کہ یا تھاد و دی دولت اسکو
 فضل سے کھلا جو یکہ کو شرب حدت بھر ہی جس
 چلو دی کسی سو پیس پلا دیں شرب غلام میں جو ام ٹھایا
 گھٹا داندی جو اندون میں یہ ابر رحمت برس نہ ہے

بڑا اتنی مثل بہت کھن جو عزیز و قرب حضور صابر
 مجال حق سے مجال صابر حضور حق سے حضور صابر
 نہیں جو ممکن مگر فضل سے اسی کہ ہو و حضور صابر
 ہزاروں شانہ دل کے دل ہیں شرب پیس حضور صابر
 پہر ایسی دولت کہاں ملی شرب حدت حقہ صابر
 سب اپنی چہرنی جو جو کر قرب پیچو حضور صابر

بہر و سائس کے فضل پر کہ تولدائے مفلس فقیر حافظ
 طفیل خیر الورا کے تو بھی جو پیچے قرب حضور صابر

ناصحا جاؤں کہاں میں کوئی جاناں چھوڑ کر
 فرقت جاناں نے مجھ کو گرہ وحشی کر دیا
 اُس کی آنکھوں کی صفت سن کر کو آہی و خشن
 و اعظا اکتا ہے تو مئی کو حرام اے بے نصیب

میں کہ ہر جاؤں بھلا اس گل کا داناں چھوڑ کر
 خاک چھانوں گام میں اب میر گستاں چھوڑ کر
 کوئی جاناں کو گئے دشت بیاباں چھوڑ کر
 کفر بکتا ہے تو احمق راہ ایساں چھوڑ کر

حافظا محروم ہے زاہد خدا کے عشق سے
 وہ نہیں جانتے خدا کو جو غلماں چھوڑ کر

ہم کو کچھ بھاتا نہیں سیر بیاباں چھوڑ کر
 ناصح بیدار کی باتوں سے دل مردہ ہوا

کیا کریں جنت کو زاہد کوئے جاناں چھوڑ کر
 اسلئے جاتا نہیں شہر خموشاں چھوڑ کر

گھر پہ جا کر خوب چھتایا وہ قابل رات بھر
سے تصور اس کی زلفوں کا بندہ حجاب ات بھر

جب گیا وہ کہ کے سہل غل میں غلطان چھوڑ کر
دل کہیں جاتا نہیں زلف پریشاں چھوڑ کر

زائد نام و گروہ کے مرے احوال کو
حافظ اٹھ جاوے وہ سبچ مر جاں چھوڑ کر

بزم رنداں کو گئے ہم سب کو حیراں چھوڑ کر
سیر گزارا الکی کب میر ہو سکتے
کیا عجب آتا ہے مجھ کو و اعظا نادان پر
حیف ہے اس ہوشیار پر تری لونا بھی
منصب شیخی کے ساماں تو عبت کرتا ہے شیخ
قیل و قال میں کیا پڑا ہے و عطا

صحبت جاناں کو پایا کھنڈ وایماں چھوڑ کر
زائد اجاتا نہیں تو باغ و بستاں چھوڑ کر
فرش ادنے پر گرتے ہو عرش رحماں چھوڑ کر
عقل پر نازاں ہے تو کیا بزم نذاں چھوڑ کر
سیدھا سینا کو چل سب از و سماں چھوڑ کر
صحبت نذاں میں جل گبر و سماں چھوڑ کر

سے خرابیت مفاں حافظہ شب عالی مقام
چل ویاں پر بے سرو پا دین ایماں چھوڑ کر

کل جو کھراوہ صنم عشاق سے منہ موڑ کر
ہوں قاتل ناوک مژگان میں بے دست و
کی ملامت ناصح نادان نے ہو کر خفتا
ایسی بے رحمی کا شکوہ کیا کروں اس شوخ کی

ہو فانیسا بناسب حمد و پیمیاں توڑ کر
کیسا لذت سہو میں ہے تیر مژگاں توڑ کر
کیا ہی خوش ہوتا ہے نادان شہماں توڑ کر
باتھ کیا آتا ہے اس کو غم کا پیکاں توڑ کر

گفتگو بے فائدہ ہے سسر گزری حافظا
خدمت پیر مفاں کر سجدہ مر جاں توڑ کر

ہو گیا بے چین میں اس دربا کو دھیکر
مثل موت سے گریز غش کھائے عاشق ناواں
اللہ اللہ کیا ہی حسن و ناز ہے اس شوخ کا
روشنی جاتی رہی شمس و مستر کی ناگیاں
دین وایماں سب گیا اسلام خست ہو گیا

ہوش سب جاتے ہے نور حنہ کو دیکھ کر
ہو گیا بے جاں جمال مصطفیٰ کو دیکھ کر
بیت ہزاروں ہو گئے ساجد ادا کو دیکھ کر
ہو گئے بے نور دونوں اس کے پاؤں دیکھ کر
کفر پر پا ہو گیا زلف دو تا کو دیکھ کر

مذہب و ملت سے خارج نہ ہو اور دعویٰ دوزخ
میں سے بیگ نہ ہو اس آتش کو دیکھ کر

ہو گیا حافظ گدا اللہ حضور شہ نظام

بے خود و شیدا ہمال گہریا کو دیکھ کر

کچھ کا کچھ آیا نظر اس سب کو دیکھ کر
پہنچا دیاں وہ مسکریا کچھ ادھر کو دیکھ کر
ہوئی خیرہ نظر اس کی نظر کو دیکھ کر
ہووے عاشق خوش کہاں گنج و لہر کو دیکھ کر
ہوئی سے تسکین کچھ تو نامہ بر کو دیکھ کر
کب کوئی لہرا ہووے اہر کو دیکھ کر

دل ہوا روشن ہر شاہ دستہ کو دیکھ کر
تھا ہمیں کی سیر میں وہ ناز میں ناگیاں
تاب طاقت کیا تھی جو دیکھوں ہمال پاک کو
حب مال و جاہ ہو دل میں بھری نادان کے
یا آئی کس قدر دشوار ہے عسکری راق
عاشقوں کا رہبر ہے عشق دلبر و مال

حافظ بیچارہ کو یا مرشد الانظام

ہوش کعبہ کا نہیں ہے تیرے در کو دیکھ کر

ہوئے پیچیدہ ہم اس سبز مو کو دیکھ کر
سب کی سب تری تمام اس فتنہ کو دیکھ کر
الاماں کہتے ہیں ہر دم اس کی جو کو دیکھ کر
اس عبادت اور عکس زبے و ضو کو دیکھ کر
تو بھی حیراں ہوتا ہے جام و سبو کو دیکھ کر
رہ گیا حسرت میں وہ میرے لہو کو دیکھ کر

ہوش سب جاتے ہیں اس ماہر کو دیکھ کر
زیرک و دانائے عالم اور حسین ناز نہیں
شوکت و عظمت سے اس کی ساکنان عشق میں
ہم تو حیراں رہ گئے زہد کچھ سے کچھ خبر
بے خبر جیسا ہے تو حالات سے عشاق کے
مقتل عشاق میں لہذا جو قاتل ناگیاں

جان کر قربان حافظ شہ نظام پاک پر

کیا ہی رحمت کی ہے تیری جنت جو کو دیکھ کر

سوئی لکھن کون جاتا ہے گستاں دیکھ کر
کا فرصد راہ ہوتا ہے سماں دیکھ کر
زاہد نادان مجھ ہوتا ہے خنداں دیکھ کر
دل ہوا بے قیہ یہ گہر و سماں دیکھ کر

کیا کرے جنت کو عاشق کوئی جاناں دیکھ کر
تیرا وہ حسن و ملاحت سے کہ لے رشک قمر
عشق میں تیرے ہوں ایسا زار و زور و آواہ
پانی بند مذہب و ملت نہیں عاشق ترا

عشق کی تاثیر حفظ آخراُس کو بھی ہوئی
ہو گیا بے چین وہ بھی تجھ کو حیراں دیکھ کر

سر ہائے میرے تم ایک لحظہ آ کر میں ہوں جانباز تیرا اور وفا دار یہ کیا قصد ہے جو میری خاک دیکھی ارادہ قتل کا دیکھا جو اُس کا لگا کہنے وہ دل میں میں ہوں صابر سر اس ناز سے بل کھا کے بولا	یہ دیکھو حال سید اول لگا کر مرض کی میرے تو کچھ تو دو کر چلے وہاں کو میاں دامن اٹھا کر اُسی دم پہنچا میں سر کو جھکا کر اسے کیا ماروں میں خود ہی بٹا کر تجھے رکھا غلام اپنا بنا کر
---	---

بے یمن شہ نظام شاہ شایاں
ہوا حافظ غلام اس در پہ جا کر

صنم ایک دن نقاب اپنا اٹھا کر کیا ہے حشر برپا تو نے ظالم ہزاروں جان قاب سے گئی یار صبا بہرِ خدا یہ خاک میری بتا سچ ماتھ کیا آتا ہے تجھ کو میاں ہم ہیں بھکاری درجِ جاناں	خدا کے واسطے بل چا تو آ کر وہ سرو ناز بس ہم کو دکھا کر چلا جب ناز سے دامن اٹھا کر تو لے جا اُس کے کوچہ میں اڑا کر طلبگاروں سے منہ اپنا چھپ کر دکھائے رخ تو زلف بہنی اٹھا کر
---	--

چھٹے ہستی کی علت سے تو حافظ
بدر گیش نظام ایسی دُعا کر

کیا بے چین دل میرا بھلا کر لیا جب تک نہ تھا دل کو مرے آہ بھلا ایسا کہیں دیکھا کسی کو خدا کے واسطے اتنا تو کہہ دے نہیں پھیر دنگا منہ کو تیرے در سے	یہ کیا ایک اُس نے رخ اپنا دکھا کر کری کیا پیار کی باتیں سنا کر کوئی مارے ہے اپنے گھر بٹا کر منجھے کیا ہاتھ آتا ہے ستا کر تو چاہے جو راہ چاہے جہاں کر
---	--

مجھے تو قتل کرتا ہے ستمگر
نفیروں سے بھلا کچھ تو حیا کر

کیا حافظ کو یار دوست شیدا
مگر ساقی نے سبام اپنا پلا کر

تھمرتی ہرگز نہیں ہے رومی جاناں پر نظر
جو کہ عاشق ہیں ترے اے خسرو قلیم حسن
شیخ وزاہد دونوں ہیں غافل جو حسن یا سے
حیف ہے دیراں کیا نظر دل کو ناصحا
بے خبر ہے رند عاشق کفن و گلزار سے
ہم اسیر بند زلف یار ہیں اے ہمد مو
پہنچتی شکل سے ہے زلف پریشاں پر نظر
کرتے ہیں کب وہ میاں سیر گستاں پر نظر
رات دن رکھتے ہیں یار و بلغ و بستان پر نظر
رکھتا ہے گلشن کی ہر دم خاریجاں پر نظر
اُس کو ہر دم ہے میاں سیر غستاں پر نظر
کچھ بھی ہم کو ہے نہیں تکلیف رنداں پر نظر

تجھ کو کیا لینا ہے حافظ مجلس و اعظ سے اب
چاہئے ہر لحظہ تجھ کو پیر رنداں پر نظر

جس کے ہم عاشق ہیں عالم میں وہ جاہاں پر نظر
تیغ ابرو کے ہیں زخمی کیش تیرے تیرے
شیخ صاحب دل کی جمیت نہیں مری ہے
مسند و قالین و اعزاز بد و تقویٰ اور ہے
دیکھنا اُس کو چہ میں آنا سنبھل کر بواہوس
عشق کی دولت کہ صر سے تیغ صاحب کو ملی
سیر گاہ عاشقان ہر دم گستاں پر نظر
زہر خورہ مار کا کل زلف پچاں سے کچھ اور
مضطرب آشفقہ خاطر دل پریشاں سے کچھ اور
ہجر میں دلبر کے خار و زار حیراں سے کچھ اور
مجلس و عطا اور ہے اور نیم رنداں سے کچھ اور
سبح مر جاں اور ہے اور موج طوفان سے کچھ اور

دین و مذہب عاشقوں کا صحبت جاناں سے بس
حافظ اسلام و دین گبر و مسلمان سے کچھ اور

کافر عشق سے سب ملت و اسلام سے دور
جو کہ پابند ہیں زنجیر دو لیسوی صنم
کیا ہی بد بخت ہے یہ ناصح نادان بھلا
زاہدا دیکھ سنبھل تیغ و اوراد کو تھام
عاشق رند ہے بس ننگ سے اور نام سے دور
کس طرح ہوویں بھلا زلف سیہ فام سے دور
عزت و جاہ کا طالب کے منے و جام سے دور
نیم رنداں سے الگ عاشق بد نام سے دور

تین دن رات سے شرب عبادت میں کھڑا
جنت و جہنم کو کیا خاک میں ڈالے عاشق
حیف رہتا ہے مگر ساقی گلفام سے دور
جس کی خواہش میں سے اپنے دل آرمے دور

ردیف
خاک پائندہ بکوش کی تو کھل بکھر
حفاظت رہنا نذرناہ خود کام سے دور
الزاء

ساقیا دیدے شراب صاف سو ایک جام تیر
تیر رفتاری سے قاصد کی ہوا معلوم یہ
عاشقوں کو چاہئے ساقی گلفام تیر
لایا ہے میرے لئے وہ کچھ نہ کچھ پیغام تیر
کشتہ تیغ نہ ہوں نہ تل مسفاک کا
کیا غضب ہے غیر سے وہ بات نرمی کی کر
جب کر مجھ سے تو دیتا ہے مجھے دشنام تیر
کس لئے کرتا ہے وہ ٹھہر جھلا مصمام تیر

ہے ادا اور ناز اس کا سب سے بڑھ کر حافظ
اس لئے رہتا ہے تجھ پر وہ بہت خود کام تیر

تیر مڑگاں سے لگا دل میں مرے دور و دراز
عشق کو خام طبع جانے سے آساں لیکن
اس لئے ہے مری یہ آہ و فغاں دور و دراز
حضرت عشق کا ہے یار و مکان دور و دراز
اک ذرا عشق کے میدان میں قدم کھڑو تو دیکھ
اے عشاق دل سوختہ رکھتی ہے اثر
عاشقوں کی ہے کہاں فغاں دور و دراز
پہنچے ہے تالفلک امرکا دھواں دور و دراز

راہ الفت کا پست کچھ نہیں ملتا حافظ
اس ستمگار کا ہے نام و نشان دور و دراز

شویش عشق کہوں کیا بہت بی چیز ہون
مر گئے ہم تو تمنا میں تری دید کی یار
تیری الفت میں میں پائی بے خبر ہون
پر وہ بے رخ پر ترے زلف گرہ گیر ہون
دل میں میری ہے کھنسی یا کی تصویر ہون
اکو فکر کہ پہ لڑا چھپے ہے بے خبر ہون
خند کا نقشہ چھپا دل میں ہے ہر زاویہ
زخمی تیر نگہوں ترا سے صید افلک

سلسلہ پاک جنوں میں تو ہے ہیبت حافظ
غیر رندی کے نہیں ہے تری توقیر ہون

رات دن مجھ کو جنوں سے بہت بے خبر ہون
زلفوں میں تیری ہوں میں پائی بے خبر ہون

اُبھی ہے رخ پہ تری زلف گرہ گیر ہنوز
بھولتی دل سے نہیں یار کی تصویر ہنوز
اُن نگہ ناز سے بسل ہے یہ تجھ پر ہنوز

تھک گئے ہم تو میاں کچھ بھی تدبیر ہوئی
ہم کو دماغ نے سہی طور سے سمجھایا مگر
اللہ اشد تری بے رحمی کو در دشت جنوں

در پہ تو پیر خرابات کے پہنچ حافظ
تیری مستی کے سوا کچھ نہیں تدبیر ہنوز

بوی گل پر ہے اُسے خار بھی لاچار عزیز
اس جن میں ہمیں ہے زنگس بیمار عزیز
اس لئے اُس کو ہے عشاق کا انکار عزیز
عاشقوں کو ہے علامت سر باز عزیز
جان کا دینا تو ہے عشق میں بسا یا عزیز
دیکھو منصور کو ہے کیسا سہ دار عزیز

گرچہ بلبل کو ہے وہ گلشن و گلزار عزیز
ترکسی چشم کے بیمار ہیں اس شوخ کے ہم
وہ لب عشق سے محروم ہو نا صبح ناداں
غش ہے وہ عزت و شجی پہ پیشہ اپنی
عشق کو خواری ہے اور جان کا دشمن ہر دم
تختہ جاں سے سوا کچھ نہیں ہدیہ امیں

اے نظام شہر دیں حافظ رسوا کو کھجو
جر غلامی تری در کے نہیں کچھ کار عزیز

عقل وہ انانی سے برتر ہے وہ مگر عزیز
پر دیاں کچھ بھی نہیں اسکا پتہ یار عزیز
خود اگر چاہے تو ملجاوے وہ دلدار عزیز
بے نیاز ایسا ہے دلبر کا وہ دربار عزیز
زندہ کو جانے ہے وہ اپنے بہت کار عزیز
کچھ مقرر نہیں ہے نہ اور بار عزیز

نیا ہے امید ہمیں چوٹے وہ یار عزیز
دین و ایمان دیا عقل و خرد کچھ نہ رہی
خاک ہے عشق و طلب ہر دوع اپنا یہاں
مر گئے خاک ہوئے پھر بھی پست کچھ نہ ملا
کیا ہی ہو وہ جو زائد ہے نازاں ہر دم
آپ ہی چاہے تو آجاوے وہ دلبر یار و

السین

جان کس طرح ندوں یار کو کہتا تھا وہ کل
سب سے مجھ کو مرا حافظ بدکار عزیز

ردیف

کہ جہاں کے غم جو جس کے بہت خود کام سو سو کو
کہ جس کی راہ میں تو نے بچھاؤ دام سو سو کو

کوئی ایسا بول عالم میں ہے ناکام سو سو کو
نہے کیا نک وہ طائر تیرے تھوڑے موصیاد

کوئی دن وہ بھی تھے جاناں کہ اپنی بزمِ عشرت
وہ اب ہم ہیں مریضِ عشق تیرے تجرین جاناں

بلاتے تھے ہیں تم بھیج کر پیغام سو سو کو
گئے ہیں چھوڑ تم کو طاقت و آرام سو سو کو

عقب ہے حال کی میرے نہیں ہر کچھ خبر کچھ کو
کہ حافظ ہو گیا تیرے بہت نام سو سو کو

کچھ نہیں ہم کو بڑی بادہ پرستی کی ہو کس
دونوں ابرویا کے کافی ہیں میرے قتل کو
بے خبر عاشق کو ناچ دو فون عالم سے تو دیکھ
عمر ساری صرف کی عشقِ رخ گل فام میں

عمر آخر ہو چکی کب ہے وہ مستی کی ہو کس
کیوں بھلا قاتل کو ہے تیغِ دوستی کی ہو کس
نے بلندی کی ہے خواہش اور ہستی کی ہو کس
اب ہمیں کچھ بھی نہیں ہے عشقِ ہستی کی ہو کس

حافظ دیوانہ کو کیا کام ہے جز عشق یار
نے غریبِ دیرانہ سے ہے ادھ بستی کی ہو کس

کوئی جا کر کے کو میرے دل آزار کے پاس
گرچہ وہ حسن میں اپنے سے میاں مت غرور
کچھ مٹا نہیں عاشق کی ترے لئے قاتل
کچھ ٹھکانا نہیں ہے بلبلِ شیدا کا کبھو
سر کا دینا ہے ہنر عاشقِ جانناز کا جب
دل سے دیرانہ مرا بھاتا ہے دیرانہ تھے

نیک ذرا کے تو دیکھے دل حیدر کے پاس
کیا تعجب ہے جو ہو گل بھی کبھی خار کے پاس
دفن کرنا تو اسے سایہ دیوار کے پاس
ہاں اگر ہے تو رہے وہ گل و گلزار کے پاس
راحت آتی ہے مجھے یارِ دوست کے پاس
کام کیا ہے میرا اس کو چہ و بازار کے پاس

ردیف

حافظ رند ہے خاک ترے کوپ کی
خوش نصیبی سے یہی یار ہے یار کے پاس

الشہین

فرقت جاناں ہیں ہے میرا کچھ پاش پاش
ایک تو بھر صنم پھر یہ مصیبت کیا کہوں
جان دوں پر نہ دیکھوں کیونداں کا کبھی
واعدا بید و ایسا تہ خواہر جنگ جو
استدھول چھانتا خاکِ بیاباں عشق میں

صد مہِ رنج و عناسے دل کو میرا پاش پاش
ہاتھ سوا صبح کیا ہے زخمِ دل کا پاش پاش
یہ جگہ میرا کیا زاہد نے ایسا پاش پاش
جس کی باتوں سے ہو یاد و مناسقا پاش پاش
خارج حوا سے ہوئی میری کھپ پاش پاش

ایسا ہوں بہ بخت جب میں نے وہ چاہا جام
کردیا ساقی نے اُس دم جام دینا پاش پاش

کیا تمنا نیک نامی کی تجھے ہے حافظ
دل میرا آخر ہوا ہو کر کے رسوا پاش پاش

کب کریں ہیں ابل دل کچھ عشق کے اسرار فاش
اللہ اللہ کیا ہے اسرار ازل اسے ہمدمو
خلد کے لالچ میں کرتا ہے عبادت بیوقوف
ہے یہ ستر حق نہیں اسکا بیاں اسے ہمدمو
برزباں لاتے نہیں عشاق راز غیب کو
کس قدر غور ہے وہ جبہ و دستار میں
بزم میں نامحرموں کے کرتے ہیں انکار فاش
دل پہ ناصح کے لگا ہے کس قدر زنگار فاش
حق و مطلق بیخود عشق سے ہے کار فاش
کیونکہ اسرار خدا کو کرتے ہیں اغیار فاش
اور اگر لادیں تو پہنچا دیں انہیں بردار فاش
بندہ ہونے کا کرے ہے بیوفا اقرار فاش

نیک نامی اور شیخی حق سے واعظ کو ملی
ہو گیا حافظ تو رسوا برسر بازار فاش

دوست ہوں منتظر پیا امرا لمجاوے کاش
ہو دے گرتا میری آہ آتشبار میں
ہمزباں دیکھے اُسے جب مجھے وہ تنہا قریب
یہ دل دیوانہ میرا جو کہ ہے وحشی مزاج
ایک نظر کافی ہو حافظ شہ نظام پاک کی
میرا یہ شجر محبت کیا عجبت بھل جائے کاش
سیری الفت میں دل اس کا بھی مگر بھلائے کاش
ہو دے مایوس اور اپنے لاکھ کل جلائے کاش
حق میں اپنی نکالے اُس کے بل جلائے کاش
یاد میرا کہ دم میں تجھ کو بل جلائے کاش

میں رند ہوں اور کافر اسلام فراموش
واعظ مجھے اسلام سے کچھ کام نہیں ہے
گر سارا زمانہ مجھے چھوڑے تو بلا سے
نہ چین ہوئے عشق میں سو ابھی ہوئے ہم
نئے بادہ کہ بھولوں ہوں نہ ہے جام فراموش
جر عشق بتاں کے ہیں سبھی کام فراموش
لیکن نہ کرے وہ بُرت خود کام فراموش
ممکن نہیں ہو دل سے دل آرام فراموش

حافظ کا یہی حال ہے دن رات عزیزو
جر عشق صنم کے ہیں سبھی کام فراموش

عشاق کو ہیں عشق میں سب کام فراموش
ہوتا نہیں پردہ بُرت خود کام فراموش

رندان سبکدوش ہیں ذرا سے درختار
جو مست خرابات ہیں عشاق بلا نوش

ہوتا نہیں اُن سے وہ سٹا و جام فراموش
اُن کو ہے بھلا عشق میں آرام فراموش

ایک حافظ بدنام بھی جو نہ تھارا

کرنا نہ اُسے ساتی گفتم فراموش

طاہر بسمل ہوں مجھ کو ہے نہ ہال و پرکا ہوش
ناتجاہم کو ڈراتا ہے تو روزِ حشر سے
کردے مخمانہ خانی پہر بھی کچھ بہکا نہیں
فرش قالین شیخ صاحب یہ مناسب تھیں
ہم تو ہیں میخانہ میں بدست سستی میں خراب
میں نہیں محتاج ہوں ایک جامِ نیکا دوستو

نیم جاں افتادہ ہوں کچھ نہ پاؤں کراہوش
ہم کو وائے عشق میں کچھ بھی نہیں محشر کا ہوش
زاد تو دیکھ تو اس عاشق کا فرکا ہوش
عاشقوں کو تو نہیں ہے خاک کے بشر کا ہوش
واعظا تجھ کو ملا ہے مسجد و منبر کا ہوش
نشہ الفت میں مجھ کو کچھ نہیں ساء کا ہوش

قصرِ حُسن کی مناکچہ نہیں حافظ نے مجھے

پر ہے دالم مرے دل میں اسی اک در کا ہوش

تھی تم کو جو اس دیر خرابات میں تشویش
کیا مَن خدا واد ہے اس غیب و ہن کا
سب کام میں عالم کے پریشانی ہے یارو
بے فکر جو دیکھے ہیں تو رندانِ حُسنِ بات

سے چین ہیں کرتی تھی دن رات میں تشویش
سب عمر کی جاتی ہے ایک بات میں تشویش
عاشق کو بھی ہے لحظہ و ساعات میں تشویش
ہرگز بھی نہیں بزمِ خرابات میں تشویش

ردیف

حافظ تو نہ کر فکرِ حُسنِ بات کو چلے
کچھ بھی تو نہ کر نہ کہ مہمات میں تشویش

الصاد

میرے مولا میں ہوں غلامِ خاص
فضل کی شان ہے عجیب و غریب
اُس کے فراق کا جو ہو چھپسیر
عالم جو ہیں غلامِ صابر کے
ہے عجب فضلِ صابر

مجھ کو کافی ہے بس یہی خلاص
جس میں حیران میں عوام و خواص
تا ابد ہو وہ کب رہا ہے خلاص
اُن سے ہیں ننگ اور خالصِ خاص
و تانپہ پریش نہیں ریا خلاص

پہنچے کب عارفوں کا ویاں عرفاں

کیسا ہی مایں سر بنرا اشخاص

ردیف

اپنے مولا سے عرض ہے حافظ
ہوئے ملائی سے اُس کی تو نہ حلاص

الضاد

لاکھ جنت کونہ لوں کو چڑ جانناں کے عوَض
لاکھ جہاں ہو دیں اگر کردوں میں ایک دم میں شمار
کیا ہی سلطانِ دو عالم ہیں گدا کے تیرے
اشکِ ہر وقت جو گرتے ہیں مرے دامن میں
گو ہر افشانی جو کرتی ہیں میری دیدہ تر
دُقر عشق بتاں ہے میرا سینہ والہ

ہفت اقلیم کو چھوڑوں درِ سلطان کے عوَض
ملکِ کونین نہ لوں اس دلِ دیوان کے عوَض
خاک اس دیکھ نہ دوں ملکِ سلیمان کے عوَض
ہفت افلاک نہ لوں گوشہ داماں کے عوَض
بحرِ عمال کونہ لوں دیدہ گریاں کے عوَض
لوح محفوظ نہ لوں سینہ دیاں کے عوَض

ہتچ میں زلفِ پریشاں کے پھنسا جو حافظ
لاکھ راحت کونہ لوں زلفِ پریشاں کے عوَض

ہم کو تو دونوں جہاں سے عشقِ خوباں جو غرض
کعبہ و تخانہ سے محو و کیا ہے بنا جو
دل کی سوزش ہوتی ہے کم نالہ و فریاد سے
غیر اس کے آرزو دل میں نہیں میرے ذرا
جوں میں شہبازِ محبت صیدِ میرا اور ہے
میں تقلیدِ ملت و مذہب نہیں اسے ہمارو

دلِ غول اور خاکِ سرِ جبریم عریاں ہے غرض
کفر اور اسلام سے دیدہ جانناں ہے غرض
ورنہ ہم کو درد کی اپنی نہ دہاں ہے غرض
رو برو اس کے زہوں میں مردہ بیجاں ہے غرض
زندگی و اس جہاں کی دستِ سلطانِ غرض
اتباعِ مشربِ سلطانِ رنداں ہے غرض

ردیف

الطاء

ایک نظر کا مستظر ہوں یا نظامِ پاکباز
حافظِ رسوا کو سلگانی سلطان ہے غرض

ہتچ میں ڈالا مجھے زلفِ پریشاں نے فقط
حالِ میرا کچھ نہ تھا غیروں پہ ظاہرِ حمد و
استعد حیرانِ پچاں میں نہ تھا پہلے کبھو
دونوں ابرو بار کے ہیں گویا شمشیرِ قضا

کامِ میرا کر دیا ہے تیر شرگاں نے فقط
بر سرِ بازار گھولا دیدہ گریاں نے فقط
کر دیا حیراں مجھے کیسوی بیجاں نے فقط
ٹکڑے ٹکڑے کر دیا دل تیغِ برائے نے فقط

دو جہاں میں غیر دلبر اور کچھ دکھیا نہیں
عقل درانائی مری جانی رہی جو یک بیک

ظاہر و باطن ہمیشہ چشم حیراں نے فقط
مخو بخود کر دیا اُس سے جاناں نے فقط

ایسا سوا اچھا عالم میں حافظ تو نہ تھا

کر دیا بنام سوا عشق خواں نے فقط

ناصح ناداں سے تو اچھا نہیں ہے اختلاط
شیخ و مکیسی ہی تدبیر لہی سی کہیں
ہم تو سودا فی میں دیوانے جمال یار کے
دل لے کس طوطا پنا ناہید بہودہ سے

صحبت غما سے زیبا نہیں ہے اختلاط
اُن سے ہم کو کچھ ذرا ہوتا نہیں ہے اختلاط
غیر جاناں اور سے اصلا نہیں ہے اختلاط
نیک کاموں سے کرے کب بند و سوا اختلاط

ردیف

جزد پیر مغاں کے حافظ شیدا کہو
اگر نہیں مکتا ہے دنیا میں وہ ہر جا اختلاط

الظاء

بے جمال یار کے سن ندی کا کیا جو حفظ
رات دن کیسا ہی کوئی نہ کر کر خاک پر
عابدہ زاہد میں تنگ رہے خوف ناز سے
وعدہ جنت میں کیا سرفرازاں مام

اور بے عشق تباہ سن ندی کا کیا جو حفظ
لیکے خلاص سرفرازاں کی کا کیا جو حفظ
بے خبر ہیں عشق و شہر ندی کا کیا جو حفظ
آہ بے اس کے خورندگی کا کیا جو حفظ

ردیف

اگرچہ عیش جنت الماویٰ ہے حافظ باندار
بے وصال دوست کے پائندگی کا کیا ہے حفظ

العین

فضل احمد کا ہوئے جس کا شفیع
کیا قوی ہے حمایت قادر
جس کے حامی ہوں احمد قادر
یہ شفاعت برائی گفتن سے
ارحم الراحمین وہ خود مختار
جو جمادات کو کرے انساں

اس کا رتبہ ہے بس بلند و رفیع
یوں تو اپنوں کا ہر کوئی ہے شفیع
سے کوئی ایسا ضامن اور شفیع
و نہ کیسی شفاعت اور شفیع
اکرم الاکرام وہ خود ہے شفیع
کون ایسا ہے بس قدیر و شفیع

اگر غلامی میں ہو قبول حافظ
اس سے برتر ہے کیا بلند و رفیع

کیوں نہ ہو عاشق کا دل نور خدا سے بی باغ
 ہووے وہ اک آن میں تاثیر پائے باغ باغ
 ہو دل ویران عاشق اس جو اسے باغ باغ
 غنچہ کیا ہوتا نہیں باد صبا سے باغ باغ
 دیکھے جب جو ہووے وہ عشق فطرت سے باغ باغ
 بے شبہ دل ہووے نور نبی سے باغ باغ

ہوتا ہے دل کیا ہی عشق در پہ سے باغ باغ
 جس زمین پر چلوہ فرما ہووے وہ رشک قمر
 گر میسر ہو اس کو چپ دلدار کی
 کیا عجب ہے غنچہ سر بستہ عاشق کا گلے
 دل ترا ہے بند کیوں اسے زاہد نادان دیکھ
 درگاہ پر مغال پر سر کے بل گر جاوے تو

ہو گیا حافظ کا دل نور خدا سے بی باغ
 زخم پریاں سے ہو امینہ ہمارا داغ داغ
 ناز نے اس کو بھلا اس نوار داغ داغ
 دیکھتا ہوں میں میں ہر ایک تار داغ داغ
 عشق دلبر سے نہیں سینہ تمہارا داغ داغ

برو پیر مغال شاہ نظام نور جاں
 تیر فرگاں ہے ہوا سیر کچھ داغ داغ
 ہے مشک سینہ میر اس کے تیر ناز سے
 ہے فلک بھی داغدار اس ناوک و پریاں سے
 زاہد و زہد و عبادت سے ہو قمر و شاد

الفاء	جان دایماں دیدیا عشق صنم میں حافظا جب ہوا یہ دل ترا تیروں کا مارا داغ داغ	ردیف
-------	--	------

اور جہاں یار سے ہے دیدہ عشاق صاف
 ایسی باتوں آرزو سے ہو دل عشاق صاف
 ہے بہت نزدیک آسماں منزل عشاق صاف
 مذہب توحید ہے اور مشرب عشاق صاف
 میں وہ سب جام و ہو سیمایہ عشاق صاف
 ہے بہت صافی مجلا آئینہ عشاق صاف

عشق سے ہوتا ہے ہر دم سینہ عشاق صاف
 سینکڑوں جھلکے بھری ہیں دل میں شمع شہر کے
 عشق سے محروم ہو کر بزم جاناں دور ہے
 کعبہ و تہ خانہ اور دیو مساجد ہیں حجاب
 میکہ میں جا کے تو اور حال نیواروں کا دیکھ
 بے شراب و جام کے یہ زندگیاں جاتا نہیں

آگیا حافظ بھی اندر زلف عشاق صاف

اگر نگاہ پاک سے پیر مغال کی ناگاہ

ہاتھ آیا ہے مجھے جب کعبہ جہاں کا طواف
 جب میر آیا مجھ کو کوئی جاناں کا طواف
 اُس گھڑی حاصل ہوا اُس لہجہ کا طواف

ایک مدت میں کیا ہے بزم ندان کا طواف
 جان کی بازی لگانی سر لپا رکھ ہاتھ پر
 عقل و دانائی کو کھو کر بیخود و الہ ہوا

ننگ و ناموس و خرد و ملامت سے الگ
تجھ کو یہ دولت ملی سخت ہمالیوں سے دلا
ہوں نظر بازوں میں بختا ناظر حسن صنم

ہو کے پایا میں نے جب اس عرش سجاں کا طواف
جب کیا اک عمر تو نے پیر منڈاں کا طواف
اس لئے کرتا ہوں ہر دم دیدار ان کا طواف

سجدہ پیش کرتے کیا حافظ نے بختانہ میں جا
رات دن کرتا ہے کافرنا سماں کا طواف

رات دن کرتے ہیں ہم تو رونی جاناں کا طواف
زخمی تیر مرزا اور کشتہ تیغ نگاہ
اشک جاری ہیں ہمارے اب تو ہجر یار میں
دل ہوا ویراں ہمارا غیر کی صحبت سے یار
ہو گیا صد پارہ سینہ اور گریباں چاک سے
سے گلستان الہی سینہ عاشق کا بھلا

دین و ایماں سے ہمارا کوئی جاناں کا طواف
اس لئے کرتے ہیں ہم تو تیر و پیکاں کا طواف
کرتے ہیں ہم روز شب بس عیدہ گریباں کا طواف
رات دن کرتے ہیں ہم اس خانہ ویراں کا طواف
پہر کریں کیونکر نہ ہم چاک گریباں کا طواف
کرتے ہیں ساری مٹاؤں گشت کا طواف

چل تو سنا کہ حافظ نوش کر جام شرب

اور کیا کرہ زماں پر غمتاں کا طواف

جو کہ کرتے ہیں ہمیشہ زلف پیچاں کا طواف
جو کہ عاشق ہیں عزیز و ثل میل سے قرار
ماسے ماسے پھرتے ہیں ہم شوق و لالہ میں
زانہ کعبہ ہوا غافل سے دل سے بے خبر
دل نہیں ہے زانہ یا یہ خانہ گل سے ترا
بے خبر دل سے یہ ہو وقت سے تو دل سے اگر

اُن کو وادہ فرغ سے خاطر پیشاں کا طواف
برائید گل کریں ہیں وہ گلستاں کا طواف
بیقراری میں سے کوہ و بیاباں کا طواف
رج اگر چاہے ہے کہ تو کعبہ جاں کا طواف
تو ثبت کرتا ہے اس تصویر بچاں کا طواف
بے تکلف تو کیا کر عرش سجاں کا طواف

از طیفل مرشد کمال شبہ والا نظام

حافظ ابدیل کو راجہ کھٹاں کا طواف

ایا صوب وہ قاتل سفک سے خنجر بخت
اشک میرے ہیں رواں ہجر صنم میں ادواہ
سیکھوں مقتول ہیں تیغ نگہ اس شوخ کے
کل جو تھا میخانہ میں وہ شوخ سستی میں بھرا

مستعد میں بھی ہوا سے کر کے اپنا سر بخت
رات دن کتے ہیں ہم تو دوستان گوہر بخت
وادخواہ پھرتے ہیں لاکھوں بس تو خیر بخت
باتجھ میں تھی اک سراسر باد و صاعر بخت

سرخ و مہر و نگاہ حافظ در محشر زابدا
ہوگا رندی مینوری کا اس کے اکہ فقر بکلف

جا بجا اور کو کو پہنان و پیدا ہر طرف
جس سے عالم میں پڑا ہے شو و غوغا ہر طرف
جس طرف دیکھو ہے اس سے فتنہ برپا ہر طرف
جتلا ہیں روز و شب حیران رسوا ہر طرف
سب ہیں جس سے بستہ زنجیر سودا ہر طرف
اس نے ایسا رکھا ہے ناز و پناہ ہر طرف

جہم نے دیکھے اس صنم کے زار و شیدا ہر طرف
کوچہ و دربے یا ہے شہید شہید اسے عشق
سحر و جادو ہے جہرا آنکھوں میں تیری اسے صنم
سیکڑوں ملاؤ واعظ اور ہزاروں شیخ و شاب
زلف و لبر ہے الٹی یا کہ ہے کالی بلا
جس کو دیکھو ہے وہ بیخود مبتلائی عشق یار

کیا تو ہی دیوانہ ہے عشق صنم میں حافظ
یہاں تو عالم کی نہیں ہے عقل برجا ہر طرف

چل ہی ہیں اس کی ہر دم تیر مڑ گاہ ہر طرف
اٹھ رہی ہیں عشق کے دیبا کے طوفاں ہر طرف
جل گئے ہیں جا بجا شہر و بیاباں ہر طرف
کو کو قاتل میں شمعوں میں غل میں غل ہر طرف
سر بہ حیران ہیں گبر و مسلمان ہر طرف
سینہ بریاں دیدہ گریاں پا بجولاں ہر طرف
خس تیرے بارگاہ تو جو نمایاں ہر طرف

جہم نے دیکھا اس پر ہی کا شور و افلاں ہر طرف
غرق صدا ہوئی اس بحر بے پایاں میں
آو آتش بارےشاقول سے ناصح دیکھ تو
دل کے دل لاکھوں میں کشتہ انکی تیغ ناز سے
کو نہ عالم میں ہے باہل جو اس بت پر نہیں
ایک عالم ہے ہیر اس زلف کا فر کیش کا
ہو رہا سب قیاسے باہر کل حافظ شباب

سے اسی کے حسن کا سبب ان سامان ہر طرف
دام ہے سب کے لئے زلف پریشاں ہر طرف
آتش الفت سے ہے بس سینہ بریاں ہر طرف
ابر و مڑ گاہ لگا دیں تیر دیکھاں ہر طرف
کال و ناقص ٹپے ہیں مردہ بچاں ہر طرف
رو برو اس کے ہیں نام اور پیشاں ہر طرف

سے اسی مردہ کا یہ جلہ و نمایاں ہر طرف
جس کو دیکھو ہے وہی پابستہ زنجیر زلف
سیکڑوں میں نہر غرورہ مار کا کل کے دلا
کشتہ ناز و ادا ہیں کیسی خمدار کے
جس طرف دیکھو اسی کے حسن کی ایک عوم ہے
رند و ناہ پار ملاؤ شیخ و محتسب

ایک حافظ میرزا سواتی دس خراب

اُس نگاہ ناز سے پہر تپے چیراں ہر طرف

کرتا تھا وہ شوخ جو سیر گستاں ایک طرف
منع کرتا تھا مجھے ناصح بجز کرات دن
تاب کیا ہے جو کوئی دیکھے جہاں یار کو
ہیں پروردیاں عالم ایک سو اسید وار
کیا ہے یہ حسن خدا داد اور استغنا و ناز
اللہ اللہ کیا غور حسن ہے اس شوخ کا

ایک طرف تھا شعلہ روا و خلق چیراں ایک طرف
گر پڑا غش کھا کے وہ ہو کر پریشان ایک طرف
منظر ہیں دید کے سب ماہر ویاں ایک طرف
اور کھڑے مشتاق ہیں عشاق بیجاں ایک طرف
رد برد جس سے عالم ناز و حیراں ایک طرف
سارے عالم ایک طرف وہ نامسماں ایک طرف

ردیف

حافظ نیرضائی کیا ہی از خود رفت ہے
ہے وہ رسوا ایک طرف گبر و سماں ایک طرف

القاف

سب سے بڑے عزیز و درگزر سلطان عشق
وہوں عالم غرق ہیں ایک دنی اُس کی موج میں
عشق وہ دیا ہے جو اصل جملہ حب و بر
وہ جہاں کی سلطنت برحق ماریں ہیں صدا
کیا ہے وسعت اور فراخی عشق کے میدان کی
مسجد و تہجاء کیا ہے جملہ ادیان و ملل

اور مرض لا دواسے درو ہے درماں عشق
کس قدر ہے انتہا ہے بحر ہے پایاں عشق
حضرت خیر الودا ہیں گو سیر عثمان عشق
سیر چشمی رکھتے ہیں کیا نندہ زامان عشق
لا مکان ہے ایک کتر گوشہ میدان عشق
توڑو اے دم کے دم میں صدمہ سندان عشق

پہنچا حافظ بر در شاہ شہاں پیر مغاں
وکر کس منہ سے کروں یہ منت احسان عشق

کیا ہی ہے آئین ہے یہ کشویر سلطان عشق
جس فلاطوں بوعلی سر و فقر عقلائے دہر
ول پریشان سینہ سوزاں لب پراز آہ و فغاں
داد عشاقوں کی میاں تو کوئی دیکھتا نہیں

پُر ہے سب رنج و بلا سے دوست و دوکان عشق
پر نہ ہرگز کر سکے لاجپاں کچھ درماں عشق
عاشقوں کو ہے میسر یا رویہ سامان عشق
حشر میں بھی پر کوئی سنتا نہیں افغان عشق

ناصر ناداں تو کیا اور اُس کی بایں حافظا
سیکون و فقر ہوائے دم میں طوفان عشق

گھو دیا سب خانان صل علی سلطان عشق
دین دایاں سب گیا اور جان کی بازی لگی
کو بیج کب کا کر کے تاب و توان عقل و خرد
ننگ و ناموس حیا پر سب جلتے رہے
درد اور رنج و مصیبت خوب سی برپا ہوئی
سے غذا خون جگر اور سیکستی و مفلسی

حافظا لکھتے تھیں چمن ابرو شوخ کے
سلطنت پانڈہ ہو کیا ہمدوس کار عشق
رانڈہ درگاہ کیسا ہو گیا ایک آن میں
وہ ملائک کیسے میں خالص مقبول خدا
سے اٹھی چال ہے اُس کی تحیر ہے دلا
غیر دلبر کے نہیں وہ جانتا ہے اور کو
عشق کچھ شرح و بیان کہتا نہیں ہے زینہار

سر جھکا ہے استان پر نظام پاک کے
دولت پانڈہ کیا ہو ہمدوس کار عشق
مرد و مطلق سے عالم ہے وہ مانند حباب
سب مروج اس کے مقابل پت ہیں اندر و سر
ذکر اوند گیر کیا ہے شغل اور او تمام
انبیاء و اولیاء اس کے طفلی سب ہیں یار
عشق حالِ حال سے بہتر ہے اُس کا مرتبہ
ذلت و خواری کی دولت بردہ پر مٹاں

مشتوق پیرتا ہے دل جان سے عاشق
عاشق کا ہے ایمان حیاں صحبت جانان

صدقہ کیا سب جسم جان صل علی سلطان عشق
اب ہوں میں بس نیم جان صل علی سلطان عشق
رہ گیا بس ناتواں صل علی سلطان عشق
ایک ہوں میں خستہ جان صل علی سلطان عشق
چُپ ہوں اور بستہ دیاں صل علی سلطان عشق
بدتر از خاک رگیاں صل علی سلطان عشق

اس کی پرش کیا ہو دیاں صل سلطان عشق
بیکراں جاری ہے اہم بحر گوہر بارِ عشق
طوق لخت کا ملاجئے کیا انکار عشق
کیسی ہی رفعت ملی جسے کیا اقرار عشق
صحت کامل ملتی ہے جس کو کہ ہوا زار عشق
چھوڑتا ہرگز نہیں ہے خنجر خونخوار عشق
کس سے ہو دی ہے بیاں اندک یا بسیار عشق

مرشد کامل ہے حافظ اور سردار عشق
ہیکہ تفصیل دو عالم ہمدوم اقبال عشق
زندہ جاوید ہے وہ جو کہ ہے پامال عشق
غالب جیسا ہے سلطان با جلال عشق
راحت داریں ہے یہ ذکر فرخ قابل عشق
کیا کہوں کس طرح بوں کیا توفیق قابل عشق
پاتا ہے وہ ہی کہ حسیں جو محض فضاں عشق
جا کے ہے حافظ ہی جو عفتِ جلال عشق

ہوتا ہے نثار اُسے وہ سو جان سے عاشق
بیزار ہے اس میں اور ایمان سے عاشق

میں دیدہ عاشق کے طوفانِ جبر سے یار ایک دم میں دو عالم کو بہا دیتا ہے پیار سے کب اس کی نظرتیں تو سماتا ہے ارے ملاً جزیرے کے وہ جانے نہ کچھ جنت و فردوس	کچھ خوف نہیں کرتا ہے طوفان سے عاشق بارش جو کرے دیدہ گریبان سے عاشق خوش ہوتا نہیں مرغِ سحرِ طوفان سے عاشق واقف بھی نہیں حورِ عثمان سے عاشق
--	--

اس خاک کے بستر کو ارے حافظ رسوا
خوش جانتا ہے تختِ سلیمان سے عاشق

کیا از دولتِ حق میں دلش بالی صورت میں فرق منہ تو دیکھو یوسفِ مصری کا اس کے مدبہ و فتنہ محشر کا کیا ہے سامنے رفتار کے عینِ ذاتِ حق سے اوصافِ خدا ہی پاک ہے	میں صفاتِ اس کی صفاتِ حق نہیں میں فرق ہو زبیر اور آسمان کا وہ دن کی صورت میں فرق بے تکلف سے قیامتِ جلوہ قامت میں فرق ایک دم کیا نہیں ہے منہ ملت میں فرق
--	--

واعظِ نادان کی باتوں سے حیرت ہے مجھے
تیری باتوں سے حافظ نہیں حیرت میں فرق

کیا ہی قدرت رکھتی ہے یہ ہوتا تاثیرِ عشق سب یہ کیا کثر آئی عشق ویرانی طلب زلف سے اس سوخ کی یا ہے وہ زندانِ بلا ریخِ ابرو تیرے کاری ہے کیا تیرے رجا کیا ہے سیتا و شکرِ حضرتِ سلطانِ عشق وصلِ جاناکا ہے ہر وقت عاشق کو نصیب	سب پر غالب ہے جہاں میں کچھ تو تقدیرِ عشق میں ہی کوہ و بیاباں ملک اور جاگیرِ عشق عاشقوں کے پاؤں میں جتنی ہے جو خیرِ عشق کرتے ہیں کام اپنا کیسا دیکھو تیغ و تیرِ عشق میں نالِ عشاق جس کے لانی بس خنجرِ عشق غیر اس کے کچھ نہیں کرتا کچھ تعمیرِ عشق
---	--

سرِ نہ آنکھوں کا ہے خاکِ درِ پیہرِ محال
غیر اس کے کچھ نہیں حافظِ ذرا تو قیرِ عشق

رہے ہے جہ سے جو لبرِ سدا تراقِ پُراق نہیں کسی سے لکاوٹ جو اس کے عاشق کو سنے ہے کب وہ کسی کی قہج میں اپنے	غیرِ حسن میں ہے یہ لقا تراقِ پُراق شرابِ عشق کا ہے خود تراقِ پُراق سے تاباں کسی کو دہا تراقِ پُراق
--	--

مجال کیا ہے ملائکہ تھریں کی ولا
کوئی ہو کیسا ہی مقبول یا کہ کا بل ہو
وہ ہے نیاز سے ایسا کہ لئے مفلس کو

جو اُس کے روبرو جاوے چلا تراق پُراق
جو مطمئن ہو تو پاؤں سزا تراق پُراق
جو چاہے بزم میں لیوے بلا تراق پُراق

پڑا ہے حافظ مفلس بدر لہ صابر
وہاں تو ایک میں شاہ دگر تراق پُراق

مجھ سے کچھ نہیں وہ نہ خود تراق پُراق
خدا ہی بھر میں وہ ہے ایک ہم جبینوں میں
نہیں ہے اُس کو مقابل کوئی زمانہ میں
برائی بادہ نوشاں سے بزم میں اُس کی
نہاں اُس کے ہیں مقتول و سبیل و شیدا
جو اُس کے عاشق جاں باز ہیں زمانہ میں

سہول سے رہتا ہے وہ فتنہ جو تراق پُراق
ہے غور و یوں میں وہ شعلہ روتراق پُراق
بہ عرش و کرسی ہے وہ جنگجو تراق پُراق
ہمیشہ جام و صراحی سب تو تراق پُراق
اگر میں غن جگر سے وضو تراق پُراق
رکھیں نہ دل میں کوئی آئندہ تراق پُراق

ردیف

نہیں ہے حافظ رسوا کی کچھ دعا اب تو
یہی ہے بس کہ رہے ماہر و تراق پُراق

الحاف

غلبہ شو جنوں سے ہو گریباں چاک چاک
فرقت دلبر میں ہوں چین ایسا رات دن
عقل و انانی و مہستی سے حجاب وہی یار
بلغ وستان دو عالم دیکھے ہم نے خوب ہی
فیض پاک تاک سے زاہد رہا جو بے نصیب
فیض تاک پاک کا اور صحبت جام و سب

آتش فرقت نے سینہ کر دیا، و خاک خاک
عرش سے لڑے و میری آہ و افغان و دناک
بیخودان و یخزدہ ہیں لایق دیدار پاک
جان بستان دو عالم جو دخت پاک تاک
آتش دو رخ سے رہتا بہت اندیشہ تاک
باقی آتا ہی نہیں خبر مجلس زندان پاک

جب کہ ہے فیاض عالم تیرا مولا حافظ
ان بخیلوں سے جہاں میں پھر تجھ کو اب کیا دیا

رات کو سوتا تھا میں یہ یار آیا سیک نک
مدتوں سے دہر پھرتا تھا میں زاہد خراب

ایک ٹھوکر مار کر مجھ کو جگایا سیک نک
ناگماں میخانہ میں مجھ کو بلایا سیک نک

کیا کموں پیر مغاں نے دے کے ایک جام
دو جہاں سے بے خبر جب ہو گیا پھر ناگہاں
لطف سے پیر مغاں کے جا کو تخانہ میں میں
مُسکرایا وہ صنم اور ناز سے بولا عجب

دونوں عالم کو میر دل سے بھلایا سیک نک
بلکہ کے در کو منہ سے پھر تو کھولا سیک نک
پیشِ بُت سجدہ کیا اور سجدہ کا کیا سیک نک
کس طرح ایسا پریشاں یہاں پہ آیا سیک نک

کیا تجاہلِ مارقانہ ہے صنم کا حافظ
بے خبر ہے تجھ سے اور آپ ہی بھلایا سیک نک

پہلے تو اُس شوخ نے دل کو بھلایا سیک نک
آپ ہی نک سیک دکھا کر مجھ کو دیوانہ کیا
یا الٹی ہے معلّم کون اُس بے مہر کا
ذاتِ بیچوں جب کہ آئی سیر کو گلزار کی
جزیرے در کے نہیں جھکتا ہے کعبہ کی طرف
جزیراتِ مفاہ سجدہ نہیں عشاق کا

پہر مجھے رسوا کیا درد بھرا یا سیک نک
پہر تماشا میرا عالم میں دکھایا سیک نک
جس نے یہ غور و جفا اُس کو سکھایا سیک نک
آپ کو صورت میں اُس کی بس بھلایا سیک نک
عاشقِ سسکیں نے سر ہیانہ بھجکا یا سیک نک
مشرپِ ندانِ می اُن کو سکھایا سیک نک

سُرِ یَعْنِ

کھو کر بندِ قبا حافظ کو لے لے اے صنم
تیرے آگے اُس نے اب من بھلایا سیک نک

الکافی الفارسی

جب سے ہے مجھ سے میرا وہ مہتابان الگ
آتشِ جہنم میں بھکتے ہیں پڑ پڑ سب گدے
اشکِ خونیں تو جُودے بہتو جہنم اتھرے
آتشِ عشق میں جلتے ہیں ہمیشہ دلِ جہاں
ہجر کے رنج و مصیبت تو بھروں ہوں یارو
کس مصیبت میں تر عاشقِ جانِ باز ہے یار

جان سے تن سے جلا دل پر پریشان الگ
دیدہ گریاں سے رواں شکر کا طوفان الگ
نالہ کرتا ہے اُدھر چاکِ گریبان الگ
شعلہ زن ہوتا ہے یہ سیدِ سوزان الگ
پہر ستاتا ہے مجھے نا صبح نادان الگ
جزیرے اس کا نہیں یار مہربان الگ

شکوہِ جورو جفا عشقِ عبث ہے حافظ
یار کرتا ہے ترے قتل کا سامان الگ

ہاں کیوں رہتا ہوں مجھ سے تو میری جان الگ

کیوں جُدا فی کے میری کرتا ہوں سامان الگ

آتشِ بھری جس جلتا ہے پڑا عاشقِ ناز
کر چکے ہم تو فدا جو کہ تھا سماں اپنا
ایک تو فرقتِ جان کی مصیبت مجھ پر
سنگ و ناموسِ خرد ہو گئی برباد بھی
پند دیتا ہے مجھے ملت و ایمان سے شیخ

غیروں سے کرتا ہے تو عہد و پیمان الگ
تیرے قرباں ہیں میرے بانیِ جان الگ
تیرے بگڑے ہے عہدِ شمعِ دوران الگ
سنگ کرتا ہے ادھر ناصح نادان الگ
اور یہاں عاشقِ شیدا کا ہے ایمان الگ

مصنفِ روئے صغم کی ہے تلاوتِ دانت
حافظِ تیرا تو ہے مصنفِ و قرآن الگ

عاشقوں کا ہے میاں ملت و سلام الگ
بگڑے ہے عاشقِ پیودہ کی باتوں سے بدل
غیرتِ عشق نے پھینکا ہی اسے دور و دراز
مبتلا فکر میں عقی کے سدا رہتا ہے شیخ
پاک ہیں فکر و عالم سے تو عشاقِ خراب
ایک تو دولتِ دیدار میرے اُنہیں

سائے عالم سے ہیں عشاقِ کبریا کام الگ
اس لئے اس سے رہیں عاشقِ بدنام الگ
عاشقوں سے جو ہو دوا عطا خوش کام الگ
عاشقِ رند کا ہے اور ہی انخام الگ
ساقیِ دبا دہِ جدا اور بوجام الگ
کیا مزادیتی ہے پہریار کی دشنام الگ

طاقِ ابرو میں تو ہے سجدہ ترا سے حافظ
دام میں ڈالے ہے پیرِ زلفِ سیفام الگ

مجھ سے جب ہوتا ہے ایک دم وہ دلِ ار الگ
بھجر کے رنج و مصیبت تو میری جان پہنچی
پہنچ و تاب و غم زلفوں میں تو تھا سرگواں
کیا کروں کس سے کہوں کون سینگا میری
شیخ تسبیح کو جانے سے برہمنِ زنار
عشق کے تحسن کا بازار جو دیکھا ہم نے

جانِ بختن سے جدا اور دلِ ناز الگ
مار ڈالے ہے مارِ زلفِ طرصار الگ
قتل کرتی ہے ادھر ابرو سے خمدار الگ
حضرتِ عشق کی ہے دوست و سرکار الگ
عاشقوں کا ہے میاں تسبیح و زنار الگ
اُس کی ہے جنسِ جدا اور خریدار الگ

سیرِ گلزار سے کیا کام تجھے ہے حافظ
سیرِ کاتیرے تو ہے دیکھئے گلزار الگ

ہر روز کرتا ہے ہر کتاب سے وہ کل کل
مفرد نہیں عرض کی جا کر جو کروں میں
جو عرض کری میں نے کہ دیکھوں رخ پُر نور
سو جان فدا ہوں تر سے ناز و ادا پھر

جو وعدہ وہ کرتا ہے سو کتاب سے وہ کل کل
اگر عرض کروں اُس کو جھٹکے وہ کل کل
چہرہ کو ہنار کے کہا چل پرے کل کل
جس وقت تو کتاب سے کہ جا جا پرے کل کل

حافظ تو بحث کرتا ہے دربار میں اُس کے
کیا فائدہ ہر روز جو تو کرتا ہے کل کل

مشکلیں عشق صغیر کی ہوں کہاں قابلِ حل
عاشق بیدل کی شکل کس سے حل ہونا صی
یہ کتاب عشق سے کس وقت دوری تو نہیں
جس میں حیراں تھے ہزاروں عاقل و کامل م

ناں اگر ہوں تو ہوں مجنون لاقیل سے حل
گہنچے کرتا ہے تو کز خبہ قاتل سے حل
ہوتا ہے یہ نسخہ ناداں پوری ہر حل سے حل
ہو گیا وہ تو نگاہ یار کے ایک تل سے حل

مشکلیں جو عشق کی ہوتی نہ تھی آساں کچھ
ہو گئی حافظ کو فیضِ مرشدِ کامل سے حل

عشق کا منصب تھے یار و ملا و راز ل
پیرِ ریشانی و رسوائی نہیں کچھ آج کی
ساجدِ بیتِ خانہ بُت کچھ میں نہیں ہوا بکل
تیر مژگاں تیغِ برد کیا ہیں اب میرے لئے
گریہ و زاری مری کیا دیکھتے ہو آج ہے
دشتِ پیرا کوہِ صحرا چھانتا ہوں کیا ابھی

میں تو دیوانہ ہوا ہوں بر ملا روزِ ازل
باتھ آئی ہے مرے زلفِ دو تار و ز ازل
بُت کے سجدہ میں مرا تو سر جھکا روزِ ازل
رخِ عشق اُس گلبدن کا ہو لگا روزِ ازل
درخِ جہراں اُس پری کا ہے ملا روزِ ازل
پیشِ از آدم ملک بہ مجھ ملا روزِ ازل

میں قدیمی ہوں غلامِ اُس شہِ نظامِ پاک کا
خطِ غلامی کا تھے حافظ لکھا روزِ ازل

کھلے تھے سیکڑے آیارِ بیویں تل کے تل
باد و جام و صراحی اور ساقی مہرباں
مطر بانِ بزلہ گو اور ہمردمانِ راز جو

ہر زماں اور دم بہ ہر مارِ بیویں تل کے تل
سب سے اسبابِ طرب سے شکستہ بیویں تل کے تل
ہر طرف سے نغمہ ہزار بیویں تل کے تل

جب کہ اپنے ہاتھ سے دیوار سے بھر بھر کے جام
صاف ہوتا ہی نہیں بے بادہ کو یہ زندگی
کیا زلی رحم ہے یا رو دیوار عشق کی

مست کیا سب عاقل و ہشیامیوں مل کر مل
اسنے اہل صفالاچار پیوں مل کے مل
اس میں جو ہیں کافر و دیندار پیوں مل کر مل

ساقی سرمست کا دل شہ نظام پیشوا
اُس کے در پر حافظ اسرار پیوں مل کے مل

ہو گیا دل کیوں حیران اسی دل صدوائی دل
تیرے ٹکڑے تیغ ابرو غمزہ خنجر بانگ ناز
کیا غضب کیا آگروہ بام پر رشک شہ
غیر تو بزم طرب میں اُس کی بیٹھیں بر ملا
مسند و قالیں بہرہ و اعظاب رہ رہو
کیا ہے قدرت غافلوں کو جو رضوان بہرشت

کر دیا کس نے پریشان اسی دل صدوائی دل
لگ گئے سوزِ خم پیکر اسی دل صدوائی دل
سُخ پہ ہے زلف پریشان اسی دل صدوائی دل
ہم پھر ہیں پریشان اسی دل صدوائی دل
ہم ہیں دھواں بیاں اسی دل صدوائی دل
عاشقوں کو سینہ بڑا اسی دل صدوائی دل

سر کو رکھ پیر مغاں کے آستین پر حافظ
غیر اُس کے کرنے ساماں وائی دل صدوائی دل

کیا غرض ہم کو کسی سے جبکہ حیراں ہے یہ دل
صدور اور سنج و مصیبت ہے ہماری یہ غذا
قید میں زلف سیہ کی ہم کو جمعیت کہاں
صدور پر صدور ہے اور پھر امید وصال
یار بھی مل جاوے اور یہ بھی ہے کیونکر یہ جو
کیوں دکھاتا ہے اسے و غفلت دل سکین کو

ہم کسی سے کیا ملین جیل پناہیوں ہے یہ دل
رحمت ہم کو ہے کہاں جیل پناہیوں ہے یہ دل
پایہ پنجیر جنون زلف بیجاں ہے یہ دل
انتقامت پر تو پنی کیسا نازاں ہے یہ دل
کیا اسی باطل آندہ کی کیسا نادان ہے یہ دل
جائے کیا تو قدر کی عرش حماں ہے یہ دل

حفاظا ہے سو کر دل سے غافل تو نہ ہو
دیکھ تو غفلت کو اس کی تختہ سلاطین سے یہ دل

عشق نے ایسا کیا ہے شور برپا آج کل
کو بگو میرے قصہ اور چرچا آج کل

کر دیا دیوانہ کو اور سوا آج کل
سب ہی ذکر اور فساد سب کو بھر جا آج کل

اُس پر ہی نے کرکھا ہے فتنہ برپا آج کل
اُس نے دُر کو میکہ کے ایسا کھولا آج کل
سر بسر پھر تاسے وہ بدست و شیدا آج کل
سائے عالم میں ہے ایسا کفر چھپا آج کل

محتسب تآہیں حیراں اور پشیاں شیخ و شاب
بادہ کش قاضی بڑا رو اور مفتی جرحہ نوش
ناصر عاقل جو کرتا ہو نصیحت روز و شب
بتکہ آباد ہے اور سجد و منبر خراب

ساکن میخانہ ہے دن رات حافظ بیٹوا
ہو گیا بدست وہ مجنون و شیدا آج کل

ایک عالم بن گیا مجنون و شیدا آج کل
چل رہا ہے رات دن بس جام صبا آج کل
دختر رز جوش میں ہے پُرسے مینا آج کل
کیا یہی وقتِ مِیش ہو اور کیا زمانہ آج کل
جس کو دیکھو تو نہیں جو تکل برجا آج کل
عشق نے ایسا کیا جو فتنہ برپا آج کل

وا کیا ہے اُس صنم نے رخ سے پرد آج کل
کیا اسی موسم سے عزیز ہو اُس کی بزمِ مِیش میں
سیکونوں خواہاں کھڑے ہیں بادہ و ساغر کو دہاں
شاہد و ساقی و مطرب کے سبستی میں ہیں
بادہ نوشی بہت پرستی کی عجب اک ہوم ہے
ننگ ناموس و خرد کا کچھ نہیں نام و نشان

ازامام ہے پرستار شہ نظام پاک دیں
حافظ بیچارہ میخانہ کو پہنچا آج کل

اُس صنم کے عشق میں سو پاشیاں آج کل
سب کے سب ہیں اس جسی کے دلِ خواں آج کل
صد ہزاراں دہری ہیں شمع حیراں آج کل
بحرِ مِوانِ جنوں جاری ہے طوفان آج کل
چھڑکا ہے اُس گل نے اپنی رخ پر فشان آج کل
کام اپنا کر رہی ہیں بیجاں آج کل
باتھ تیرے آگئی ہے زلف بیچاں آج کل

ہو رہے ہیں سیکونوں بچیں حیراں آج کل
کیا ہے مفتی اور حافظ محتسب شیخ و فقیہ
کر گئی ہے شوخ نے زلف یہ چہرہ سے دور
ننگ ناموس اُٹھ گئی عقل و خرد و باد سے
صَف کے صَفِ دل کے دلِ شاق ہیں اُس رخ کو
تیغِ ابرو تیراں غمزدہ و شوخی و ناز

شور ہے ایسا پڑا اُس گل کی بوکا آج کل
نورِ عشق اُس شعلہ کو کا ایسا پھیلا آج کل

حافظا تیری بلا سے گریہا بہ نام تو
لغہ ایسا ہے بجا اُس ماہر کا آج کل
روشنی عقل و خرد کی تیرہ و تار یک سے

کامیاب ایسے ہیں عاشق اسن پیرو کے ہوئے
ہو گئی برپا قیامت اُس کے قامت ناز سے
میکدہ میں مست ہیں بادہ خوار اور ناز میں
شیوہ عاشق نوازی خوش ہو ظاہر ان دنوں

لعل و گوہر قطرہ ہے اُن کے لبو کا آج کل
صور اسرافیل نے ایسا ہے بچو نکا آج کل
غل ہے ہر جانب مچا جام و سبو کا آج کل
ہر طرف ہے ذکر جاری اُس کی عو کا آج کل

حافظ رسوا ہے ساجد ہر زماں با جان و دل
صد ہزار احسان ہے اُس فتنہ جو کا آج کل

کچھ نہیں کام آتی یاد و ہوشیاری آج کل
کیا غضب کرات دن کے پاس اور ملتا نہیں
ناصح ناداں جو کرتا ہے نصیحت رات دن
خرد و تسبیح ہماری بہن بادہ ہو چسکی
جب کہ ملتا محتب ہیں بادہ خواروں میں ملے
ہم توجہ جانیں کہ بخواری سب توبہ کرو

لگ گیا تیر مژدہ ہے دل پہ کاری آج کل
خلق کی جاتی رہی ہے ہوشیاری آج کل
عشق کی دولت سے ہے محض عاری آج کل
شیخ صاحب تھائی سگی باری آج کل
کچھ شکایت ہی نہیں پھر اب ہماری آج کل
دیکھیں کسی حق پرستی سے تمہاری آج کل

ردیف

مستعد ساقی ہو ادینے پہ بادہ ناب کے
تیری حافظ دیکھینگے پرہیز گاری آج کل

المیہ

یہاں ازل سے لئے ہیں جو عشق کا آزار ہم
زاد بار کج سلامت تجھ کو روزی ہو سو ہو
میں ہوں کافر جو مجھے دیدار حق کی ہو ہوں
زائر کعبہ نہیں ہوں ناصح ناداں مگر

اب اسی گردش میں ہم بس طالب دیدار ہم
پھرتے ہیں بدنام اور رسوا سر بازار ہم
کرتے ہیں گل بصر خاک در مختار ہم
میں جیم دل کے اپورات دن و در ہم

حافظا کہنے سے واعظ کے نہ ہو دیں ٹول
چھوڑینگے ہرگز نہیں تصویر زلف یار ہم

جب سے اس گل کے ہوئے ہیں طالب دیدار ہم
آج تک دیکھا نہیں اُس کو مگر سنتے ہی ہن
زینت شکل ہے ہماری بے جہاں یار کے

ہو گئے بدنام و رسوا سر بازار ہم
در بدر پھرنے لگے بے آبرو اور غار ہم
خود ازل سے لئے ہیں عشق کا آزار ہم

کچھ خبر اسلام کی اور نہ کچھ ایمان کی غرض
اپنی جنت تو ہی سے ہم کو نہ یہ دیکھا رہے
کیا ہوس سے بیکشش کی ہمیں ای بیکشش

لیتو میں ایمان کے عیوض کفر زلف یار ہم
چھانتے ہیں مذہب خاک و رہنما رہم
سینہ میں کتڑ ہیں اپنی گلشن و گلزار ہم

مہرباں سے ہم یہ وہ ترسا کچھ عیار شوخ
حافظا کیا رکھتے ہیں یہ دولت بیدار ہم

دین دنیا کی نہیں کہتے ہیں کچھ درکار ہم
ہم نہیں ہیں جانتے یہ کیا ہو نور اور کیا ہو نا
وصل و جبرائیل دراحت نیک لبس کیا ہو کام
زاہد یا زہد تیرا عین غفلت حق سے ہے
سر جھکے کیونکر ہمارا منبر و محراب میں
سج و غم لیتے ہیں مل اور نقد رحمت یہ بیکر

اپنے جاناں کے فقط ہیں طالب یار ہم
ماسوا کے علم سے کرتے ہیں استغفار ہم
ایک رضائے دوست سے کہتے ہیں کاروبار ہم
کیا کہیں نادان بس عشق کا اسرار ہم
سر جھکا سکتے نہیں ہیں غیر دینی یار ہم
جانتے ہیں ہیقدر وہ مہر کا بازار ہم

ہم کو بھانا ہے طریقہ عشق کا حافظ مدام
کیونکہ پیرو ہیں طریق سید ابرار ہم

کفر سے نہ غرض اور نہ اسلام سے کام
زاہد عشق ترا تو بہ سا لوں سے ہے
رات دن گذرے ترا عیش و آرام میں شیخ
منع کرتا ہے ہمیں عشق بتاں سے داعظ

ہم کو ہے یاد فقط ساقی گلجام سے کام
ہم کو ساقی و صراحی ہے مٹا دجام سے کام
دل عاشق کو نہیں احت و آرام سے کام
جب تک اُس کو نہیں لاف بیاف سے کام

حافظا غیروں سے کیا کام تو اس عالم میں
تجھ کو تو چاہئے اُس شوخ محل اندام سے کام

غم سے مجھ کو سطح مودوں میرا ایمان ہے یہ غم
حوصلہ کیا ہے کسی کا دیکھے روئے یار کو
طالب جنت ہے جو غافل حقیقت سے وہ
حوض کوثر جو سنی زاہد نے سے عشاق کی

مونس و ہمد ہی سے یاد جاناں ہے یہ غم
نور سبحاں سے یہ غم اور دلی جاناں تو یہ غم
عیش و راحت سے یہ غم اور باغ رضواں سے یہ غم
اشک جاری ہے یہ کوثر دیدہ گریاں سے یہ غم

میوہای جنت المادی ہیں فکر عاشقان
واسطے غم کے کیا پیدا خدا نے آدمی

سے غذا ہجر صنم میں دل پریشان ہے یہ غم
سے رضائے دوست اور مرضی جانا ہے یہ غم

عاشقوں کا دین و مذہب درد غم ہے حافظا
حُسن دلبر سے یہ غم اور نورِ ایماں سے یہ غم

ہم ازل و لاؤ میں تجسہ ہی ایماں اے صنم
تیرے ہی کوچہ کی چھائیں خاک رسب کے خبر
ہو گئے ہم خاک پیائے جل کے نار عشق سے
آنکھوں سے طوفان جاری ہے فراقِ یار میں
دیکھتے ہیں جا بجا ہم جلوہ تیرے حسن کا
بُت پرستی میں ہوں کامل دور ہوں اسلام سے

ہم ہیں کافر عشق کے کب ہیں سماں کو صنم
رہتو ہیں ہم زار و سوا دل پریشان اے صنم
رکتے ہیں ہر وقت ہم توسیدہ بریاں اے صنم
رہتے ہیں برآں ہم تو دیدہ گریاں اے صنم
رات دن بستے ہیں ہم تو سخت حیراں اے صنم
شیخ دوا عطا کرتے ہیں شہرِ افغاں اے صنم

بُت پرستی اور رندی از طفیلِ شہ لطاف
حافظ رسوا کو ہے بس ہی شایاں اے صنم

سیکون ہی کر چکے تدبیر ہم
تیری ابرو قتل کو کافی ہے یار
قید کی حاجت ہے کیا عشاق کو
شعلہ سوزِ دروں رکتا نہیں
رہتے ہیں چوں نقشِ دیوارِ محض ہم
ذبح ہم ہوتے ہیں بسم اللہ یا

پر مٹا سکتے نہیں تفتیر ہم
کیوں اٹھاویں صدمہ شمشیر ہم
زلفوں سے ہیں پامی در زنجیر ہم
کیوں نہ ڈالیں اب گریبانِ حیر ہم
دیتے ہیں جب تری تصویر ہم
اپنے اوپر پڑھتے ہیں تبکیر ہم

حافظا اس زمرہ عاشاق میں
کچھ بہت سی رکتے ہیں تو قیر ہم

تیری فرقت میں صنم رہتے ہیں لگیر سے ہم
چاہا ہر چند کہ ہو وصل میسر اُس کا
یوں تو آتا نہیں تو مجھ سے الگ رہتا ہے

ہمزاں رہتے ہیں بس نالہ شگیر سے ہم
بس نہیں چلتا ہے لاجار میں تقدیر سے ہم
کینچ کر لاویں گے پرآہ کی تاثیر سے ہم

ہوتی سیری نہیں ہم کو ترے دیدار سے یار
سیر ہو جاویں گے آنکھیں شہیر سے ہم

دین و ایمان لیا تشنہ جاں ہے حافظ
خوب واقف ہیں ارے اُس بُت بے پیر ہم

بے تکلف و سہل ریا ہیں ہم سب کے شامل ہیں پالنگ رب گو بظاہر ہیں آشنا سب سے ہر جگہ اپنے آپ کو دیکھیں ہم ہیں مقصود دونوں عالم میں سب کے مطلوب ہیں ہمیں اللہ	بمخدا اور کبریا ہیں ہم اپنی وحدت کے آشنا ہیں ہم لیک باطن میں بے وفا ہیں ہم جس جگہ دیکھیں جا بجا ہیں ہم ذات کا خاص مدعا ہیں ہم مرہمیں اور مہ لقا ہیں ہم
--	---

کمیں رسوا ہیں اور کمیں حکا حفظ
صاحب ناز خوش ادا ہیں ہم

بُت پرست اور کمیں صنم ہیں ہم ہیں کمیں عبد اور کمیں معبود ہر جگہ طرز نو ہماری ہے کمیں عاشق بنے کمیں معشوق تاج شاہی کمیں ہے دل گدا ہیں کمیں برہمن کمیں ہیں شیخ	کفر و اسلام سے بہسم ہیں ہم ایسے بارونق و رسم ہیں ہم کمیں پیدا کمیں غلام ہیں ہم دفتر عشق میں ختم ہیں ہم ہر شبابست میرا آپ ہم ہیں ہم اپنی پوجا میں سرگرم ہیں ہم
---	--

مظہر ذات اور صفات حاکم حفظ
صاحب لوح اور قلم ہیں ہم

آپ ہی اپنے ہمیشہ ہیں ہم عاشق حق نہیں ہیں ہم بخند اپنے ہی حسن کے ہیں ہم ناظر بارغ عالم میں سخن اور شاداب	سب متلاخیر کے نہیں ہیں ہم اپنے عاشق ہیں نازنین ہیں ہم مہ لقا اور مہ جمیں ہیں ہم سروش و شادیں ہمیں ہیں ہم
--	---

جز ہمارے نہیں جہاں میں کوئی
سارا عالم ہے بس ظہور اپنا

بانی کفر و اہل دیں ہیں ہم
غیر ذاتِ خدا نہیں ہیں ہم

مرشد پاک ذاتِ شاہ نظام
مثلِ حافظ کے خوشہ چیں ہیں ہم

کشتہ ناز ادا ہیں ہم
عاشقِ رندِ بُت پرستِ قدیم
ساکنِ میکدہ حنرا بابتی
گرچہ بدنام اور پریشاں لیک

اپنے دلبر پر بس خدا ہیں ہم
زہد و تقویٰ سے بس جدا ہیں ہم
آج ہی کچھ نہیں سدا ہیں ہم
اصلِ جمعیت وہ خدا ہیں ہم

ہم نہیں نار و نور کے بندے
حافظِ بندہ خدا ہیں ہم

پوچھو ہم سے نہ کچھ کہ کیا ہیں ہم
گرچہ صورت میں ہم ہیں بیگانہ
گو بظاہر مریض و بے چارہ
کیا کہیں ہم حقیقتِ اپنی یار
دورِ امراض سے مریض جہاں
نار اور نور سے ہیں پاک ہم تو

حُسنِ جاناں کی بس غذا ہیں ہم
لیک معنی میں آشنا ہیں ہم
سارے امراض کی دوا ہیں ہم
کہہ نہیں سکتے ہیں کہ کیا ہیں ہم
درد کی اپنے خود دوا ہیں ہم
الغرض نورِ کبریا ہیں ہم

ردیف

کنزِ مخفی ہیں ہم تو اسے حافظ
عینِ دلبر کا مدعا ہیں ہم

النون

اعلیٰ دو جہاں میں سلطان ہیں تو ہم ہیں
یہ ارض اور افلاک سب ہے ظہورِ اپنا
شمس و قمر ہیں پیدا یہ نور سب ہویدا
ہر چیز میں ہے ظاہر ہستی ہماری یارو
گلشن سے یا کہ گلشن سے جلوہ سب یہ اپنا

اجسامِ دوسرا میں ایک جان میں تو ہم ہیں
قائم جو ہیں تو ہم ہیں گردان میں تو ہم ہیں
رخشان اور تاباں ہر آن میں تو ہم ہیں
گراں ہیں تو ہم ہیں اور شان میں تو ہم ہیں
گلزار ہیں تو ہم ہیں بستان میں تو ہم ہیں

ہم زبان ہیں تو ہم ہیں مہمان ہیں ہم ہیں

ہم سے سوا نہیں ہر دونوں جہاں میں کوئی

کرتے ہیں ہم ملاقات صحف کی رخ کے اپنے
حفاظ جو ہیں تو ہم ہیں قرآن میں تو ہم ہیں

اس بادۂ خدا سے سرشار ہیں تو ہم ہیں
اشجار دو جہاں کے اثمار ہیں تو ہم ہیں
گر شاہد ہیں تو ہم ہیں اور ناز ہیں تو ہم ہیں
گر باغ ہیں تو ہم ہیں گلزار ہیں تو ہم ہیں
ہر تن میں جلوہ فرما ہر بار ہیں تو ہم ہیں
غافل جو ہیں تو ہم ہیں ہشیار ہیں تو ہم ہیں

مختارۂ جہاں میں میزوار ہیں تو ہم ہیں
یہ انتظام عالم سب کچھ ہے اپنا یارو
یہ رنج اور راحت اپنی ہی وہ ہیں حالت
جو کچھ کہ گل کھلیں ہیں سب ہے تماشا اپنا
یہ آنا اور جانا سب ہے بطور ایست
مہراری اور غفلت اپنی ہی حالتیں ہیں

مجموعۂ حنائی والہ ہم ہیں حفاظ
گروہ ہیں تو ہم ہیں اور نار ہیں تو ہم ہیں

محبت کے صبر اٹھا کر ہوئے ہیں
بہت تنج اور تاب کھا کر ہوئے ہیں
کسی اور کے ہم بنائے ہوئے ہیں
وہ آنکھوں میں میرے شگ ہوئے ہیں
بہت بازار آپ آزمائے ہوئے ہیں
دل و دین دونیا نوائے مجھے ہیں

نہ ہم سے ہنس ہم ملا کر ہوئے ہیں
جو ہم دام گیسو میں آئے ہوئے ہیں
بنائے ہو کیا ہم کو باتوں میں ناصح
میں آشفۂ خاطر ہوں میں مجاہد کا
نہیں مرویدال کے تم رخ صاحب
ہمیں کیا نصیحت کرو ہم تو صاحب

پریشان حفاظ کو کیا دیکھتے ہو
وہ ان ظالموں کے ستائے مجھے ہیں

سزا دل لگانے کی پائے ہوئے ہیں
وہ ہمسایہ میں میرے آئے مجھے ہیں
ترا نقشہ ہم بھی جمائے ہوئے ہیں
زمانہ میں یہ ہم سنائے ہوئے ہیں

ہم اُس یار سے دل لگائے ہوئے ہیں
سے کیا حال لگنا جب ہم نے
اگرچہ نہیں ملتا مجھ سے تو پیار سے
میں جاں ناز ہوں جان پر کھینچا ہوں

میرے دل کو بس ہی بھائی ہوئے ہیں
وہی دل کو میرے بھائی ہوئے ہیں

منیں غیر سے کچھ سہرا میرا
سبھی ناز و انداز طرز و ادا سے

لگا کر کے دل اس پر یو سے حافظ
بہت رنج صدمہ اٹھائی ہوئے ہیں

بہت ناز و محبت کو بچائے ہوئے ہیں
بہت خون و دل کا بہائے ہوئے ہیں
جو مجھ سے بہت بل کھائے ہوئے ہیں
رقیبوں کے شاید بڑھائے ہوئے ہیں
میرے دشمنوں کے کھائی ہوئے ہیں
مرا عشق کا بس چکھائے ہوئے ہیں

جو دل میرا دل لہجائے ہوئے ہیں
سبھی دام زلفوں میں ہو کر کے پابند
منیں جانتا میں کہ کیا صدمے مجھ سے
میرے نام کو وہ بڑھاتے ہیں بیشک
میرے ذکر سے جو کہ نفرت ہے اُن کو
ترے زلف رنج ہر زمان مجھ کو پیاسے

ازل سے بھلا حافظا میرے مرشد
مجھے جام وحدت پلائے ہوئے ہیں

بہر قتل عارفان مشیر و مخبر اور ہیں
ذرا ذرا اُس کے ظالم اور سنگم اور ہیں
دامن عشاق میں تو لعل و گوہر اور ہیں
عشق کے ایوان پر اُڑنے کے شہسوار ہیں
خواہشیں صدمہ یا بھری اس دل کو اندر اور ہیں
گل کھلیں یاں ہر زمان زخم جگر پر اور ہیں

ترخ ابروئے صنم کے وصف جو ہر اور ہیں
مقتل عشاق سے کو چہ بھائے یار کا
عاشق گنج و گمر ہے ناصح ہے درد آہ
قصر شاہی کی ہوس سے بال پر کچھ بھی نہیں
پھوٹتا ہے درد اور اوجھیں پر جو شیخ
سیر باغ و بوستان کی کچھ نہیں حاجت میں

کردیے خمخانہ خالی حافظا بیدل نے پر
ہم کئے جاتے طلب ساغر و ساغر اور ہیں

ماسوا اپنی پرستش سے رہا کرتے ہیں
جب کہ عاشق سے صنم ناز و ادا کرتے ہیں
جان و ایمان کو عشاق خدا کرتے ہیں

بست پرستوں پہ جو بُت جو رہا کرتے ہیں
غیر کا نام و نشان دل میں منیں چھوڑتے ہیں
جلوہ افروز ہو تا ہے لب بام وہ شوخ

<p>و صفائے حسن کا تیرے ہونے کرتے ہیں جو کہ غافل ہیں تیرے عشق و محبت سے سدا بے نیازی سے تری اور کبر سے ترے</p>	<p>اور کچھ ہوتا نہیں تجھ کو دعا کرتے ہیں وہ بھی دن رات تری مدح و ثنا کرتے ہیں دل عشاق بہت تجھ سے ڈر کرتے ہیں</p>
<p>تم تو ہوا عشق جاننا جہاں میں حافظ وہ جفا کرتے ہیں ہم خوب وفا کرتے ہیں</p>	
<p>تجھے جب کہ ہم اے صنم دیکھتے ہیں نہ زاہد نے دیکھا عمر بھر میں ایسا جو شیخ و برہمن مخالف ہیں دونوں نہ ہم کفر میں اور نہ اسلام میں ہیں</p>	<p>ادب سے وہ خاک و مہ دیکھتے ہیں جو ایک ساغرے میں ہم دیکھتے ہیں حقیقت میں ہم تو بہم دیکھتے ہیں مگر سیر و رسم دیکھتے ہیں</p>
<p>یہ جھگڑے مذاہب کے عالم میں حافظ اُسی زلف کا تیج و صنم دیکھتے ہیں</p>	
<p>کوس ہم عشق کا میدان میں بجا سکتے ہیں ساکن میکدہ و سرور رندان زمان منہ تو دیکھو بھلا رندان بلا کش سے کبھو جوش میں آویں اگر اپنے جنوں کے دالند جو کہ عیا ربخدا فی میں وہ رندان زمان وہ جو رکھتے ہیں دم آتشیں اور شعلہ مزاج غور کیجئے ذرا اپنے میں میاں حضرت شیخ جاہلوں میں بھی تو کچھ چرب ساں ہو واعظ ایسی سخی تھے لائق ہی نہیں اے ناداں حرم و دیر کی آواز سے گو ہیں محروم</p>	<p>ہم تو دیوانہ ہیں عالم کو سنا سکتے ہیں ہم ہیں اسی شیخ کیں داناں نہ جا سکتے ہیں شیخ و زاہد بھی کہیں آنکھ ملا سکتے ہیں عرش عظم کو ابھی دم میں ہلا سکتے ہیں دونوں عالم میں عجب دھوم مچا سکتے ہیں آگ وہ نوح کے طوفاں میں لگا سکتے ہیں کس طرح چٹکی میں آپ ہم کو اڑا سکتے ہیں ایسی باتیں تو بہت ہم بھی بنا سکتے ہیں رنج و اُنکلیوں پر تجھ کو نچا سکتے ہیں اپنی زنجیر جنوں کو تو ہلا سکتے ہیں</p>
<p>جب کہ بے درد ہیں یہ واعظ و ملا حافظ اپنا احوال کب ہم اُن کو سنا سکتے ہیں</p>	

روز و شب ہم جو بھلا شور و فغان کہتی ہیں
رات دن رہتے ہیں ہم محو جمال و لہر
تو جی زاہد ہو جس حور و جنتاں میں غافل
مست و مہربان کو نہ کوئی سن سہی کچھ بھی غرض

آتش عشق جہان میں نہاں کہتی ہیں
ہم نہ پتھر تن سے خبر اور نہ جال کہتی ہیں
ہم تو پس عشق بت عینہاں رہتی ہیں
ہم نہ یہاں کہتی ہیں کچھ اور نہ وہاں کہتی ہیں

کہ جو نقد نہیں حقا فقط املس مے مسکر
کے فقط تجھ پہ فدا کر نیکو جاں رکھتے ہیں

ہم نہ اوس در کے سوا کون دیکھاں کہتی ہیں
عزت و جاہ و چشم جید و دستار و کسب
عاشق حسن خدا داد ہیں ہم اسے زاہد
اپنا دلدار وہ جی جسکی غلامی سے یہاں

عشق سے اوسکے یہ کون دیکھاں کہتی ہیں
نہ و قلاش یہ سو جھگڑے کہاں کہتی ہیں
کب ہم آزاد ہو جس حور و جنتاں کہتی ہیں
فخر کو دین میں سلطان جہاں کہتی ہیں

لکھو ہنر ہم وہ نہیں کہتی ہیں حقا فقط امیلن
خطا غلامی در صابر کا عیاں رکھتے ہیں

ہم نہ تن رکھتے ہیں یہاں و نہ جہاں کہتی ہیں
سید کر نیکو دل زار کے خواہاں جہاں
پاک ازلان دو عالم میں نظر باز ہیں ہم
ہم تو کچھ بھی نہیں کہتی ہیں جہاں میں و املا

تیر ہی دھیاں صنم دلیں نہاں کہتی ہیں
تیر ہر گز نہ دے اور وہی کہاں کہتی ہیں
لوگ ہر عکس میاں ہم پگڑیاں کہتی ہیں
ہاں اگر کہتی ہیں تو شورش جہاں کہتی ہیں

مے کے پینے سے تو حقا فقط نہیں کرتا تو بہ
شیخ و ملاں یہ جھٹ شور و فغان کہتے ہیں

نہ بد و لغو کے کو تر عشق میں ہم چھوڑتی ہیں
جہاں جاوے تو بل سے نہیں یہ داہ گویں
جو کہ کرتے ہیں ملامت تر سے دیوانو کو
تیرے دیوانہ جو آوارہ ہیں در و دشت جنوں
کیا غصہ ہے جو لکھیں میرا بڑا بے خط کا

مستے عشق میں داخل کی قسم توڑتے ہیں
پر نہ او کی ہم تمہی سے منہ موڑتے ہیں
لے خیر عشق سہی میں ساغر جم وارتے ہیں
خار و عرا کی بہت زیر قدم توڑتے ہیں
آہ و جہت نام تو بھجھلا کے قلم توڑتے ہیں

شیخ توڑے ہر ملامت سے دل زار مرا
بیت حق توڑے ہر وہ سچہ کو ہم توڑتے ہیں

حضرت عشق جو شور میں کہوا جادیں
دل حافظ میں بہت نشتر غم توڑتے ہیں

گرچہ عشاق بہت شور و بجا کرتے ہیں
جو کہ امید و فراق کہتی ہیں خوباں سے عجب
جس قدر ظلم و جفا ہم پہ کرے وہ ظالم
دریا بہر وہ مرا سرور خوبان جہاں
دیکھ تو مقل عشاق میں کس شوق سوس
ناصحایت کی پرستش ہر اصول کیاں
مگر غاں کب یہ بھلا ترک جفا کرتے ہیں
سخت نادان ہیں وہ محض خطا کرتے ہیں
وہ ہنراؤ سکا ہی ہم ادس کو دعا کرتے ہیں
سچہ ادس بت کو سبھی ترک و خطا کرتے ہیں
جان اپنی کو فدا اہل وفا کرتے ہیں
بیت کی پوجا سبھی مردان صفا کرتے ہیں

حافظ اسرار الہی ہر تو کر بند زباں
دیکھ عشاق کہ اس راہ میں کیا کرتے ہیں

ہم ترے لطف و نزاکت سے حذر کرتے ہیں
سوزش نار جنم کی ہر مشہور مسگر
دونوں عالم کو کرے خاک ہماری آتش
بار مجھ کو نہیں گویا طرب میں تیرے
ورنہ لغری مری پتھر میں اثر کرتے ہیں
خاک ادس کو یہ مری دیکھ شر کرتے ہیں
آتش عشق سے ہم تم کو خیر کرتے ہیں
پر تری یاد میں ہم عمر بسر کرتے ہیں

لوحی آباد رہو کدھر ہو تم جاناں
حافظ سوختہ دنیا سے سفسر کرتے ہیں

کون ہر ایسا جسے عشق کا آزار نہیں
جس کو دیکھو ہر اوی زلف کا پابند و اسیر
ہوا مشہور زمانہ میں بھی رسوائے جہاں
کیا ہی نادان یہ ناصح ہر خدا سے غافل
جائے ہر کشف و کرامت کو ہی عرفان خدا
پیچ و خم سینکڑوں دل و سن لطف سیل و کشتی
ہر کوئی ایسا جو اس گل کا خریدار نہیں
میں ہی اس بند میں تنہا تو گرفتار نہیں
حیف ہر برس مری وہ بیت عیار نہیں
عیش میں اپنی پڑا حق کا طالب گار نہیں
طالب کشف ہر اور طالب دیدار نہیں
غیر عاشق کے کوئی محرم اسرار نہیں

مصطفیٰؐ کی تلاوت ہر مبارک حافظا
غیر عاشق کی تلاوت یہ منہ ادا نہیں

مرضِ عشق میں ہر کون جو جیتا نہیں جسکو دیکھو وہ ہی ہر عشق سے موجود یہاں زلزل اور رخ کا تماشا ہر ظہور و جہاں کیا تماشا ہر کہ نادان ہوں دانا مشہور وہ ہی حافل ہر جو ہر شیفۂ حسن صنم وہ جو ہر غیر سے مشغول خدا سے غافل	کون ہر ایسا جسے عشق کا آزار نہیں غیر ادا کئے کوئی یہاں کا فردینا نہیں دونوں عالم میں کسی غیر کا اظہار نہیں جو کہ دانا ہیں وہیں کہتے ہیں ہشیا نہیں ویسا دنیا میں ذلیل اور کوئی خواہ نہیں اوس سا عالم میں کوئی مومن و دیندار نہیں
---	--

ہر یہ نیرنگی عشق اور ہر غیرت اوس کی
حفاظت چاہیے ہو کوئی محرم اسرار نہیں

ہم کو دلبر کے سوا اور سے کچھ کام نہیں تفرقہ دین و مذاہب میں بگڑتا ہر یہ دل کا کچھ بھی نہیں ہر عشق کو عاشق کو ذرا سب ہر رکشا ہر یہ ناصحیہ ہو وہ مسگر دیکھنا رکھنا قدم اس میں سنبھل کر واعظ بارشِ کفر سے رہتا ہر سدا سبز یہ کشت	اسیج تو یہ ہر کہ سوا عشق کو آرام نہیں اکا فر عشق صنم بندہ اسلام نہیں کچھ خبر او سکونہ جز شغل می و جام نہیں حیف ہر عشق بیت و ساقی گلشاد نہیں کو کچھ عشق ہر یہ فقہ اور مدام نہیں دین و ایمان کا ہرگز بھی یہاں نام نہیں
--	---

کیا مزا بھگو ہر حافظ بھلا سوائی میں
سارے عالم میں کوئی ایسا تو یہ نام نہیں

کون خوبی ہر جو وہ احمد سرور میں نہیں کیا ہر قدرت کہ جو وہ احمد صابر میں نہیں اللہ اللہ ترے دریا کی روانی پیاری کیا تجلی کرے حسن کی دلبر و اللہ منتظر نہ تھے کہ میں ہزاروں تیسرے	کونسا حسن ہر جو حضرت قادر میں نہیں کیا تصرف ہر جو وہ آلِ ہمیسر میں نہیں ایسی سرعت کہ جو جبریل کی شہر میں نہیں ایسی تنویر میاں شمس منور میں نہیں حسرتیں کیا ہیں جو وہ اس دل مضطرب میں
---	--

چھایا ہر حسن ترا میری نظر میں ایسا
غیر ترے مرے اس ریدہ اہر میں نہیں

کیا لطافت بر تجھے نام ہی سے حافظ

یہ لطافت تو کسی ایک سخن میں نہیں

مکمل وقت ایسا مری آنکھ تر نہیں
نستور ہوئے مال مرا دیکھے کا نہیں
ہوتی نہیں شہر ہی شب ہجر کی مرے
جو کھٹ کا دیکھی بوسہ کہاں ہو مجھ نصیب
پچھ میں ہی تو نہیں ہوں طلبگار یا رکھا
غافل ہے حق سے شبہ کو دستاویز خوش
افسوس یار کو مری پچھ بھی خبر نہیں
کو پچھ میں یار وادیکھے ہوا کا گذر نہیں
بہو کیا شب فراق کہ ادھ کی سحر نہیں
مفلس کے پاس کچھ بھی تو گنج و گھر نہیں
گردش میں کیا فاکٹ یہ شمش و فخر نہیں
افسوس تجھ کو عشق بہت سیم بر نہیں

مولانا اکرم اور ابن الکرم

حافظ ترے قصور یہ او کو نظر نہیں

زندگی کو بخیر ہو دنا آشنا ملتا نہیں
جبریل آکر کے دھونڈھو حشر تک سکے اگر
چرخ نازا و حسن میں وہ مست ہو مغرور و شوش
سیکھوں یا مال میں دیکھی مثال گرد بار
سو تلاش و سگی کرے دو ہوا ملتا نہیں
نقش پا کا دیکھے والہ کچھ پتا ملتا نہیں
کرتا ہر عشاق پر جبر و جفا ملتا نہیں
جملہ خوابان جہاں پر وہ ذرا ملتا نہیں

گرچہ وہ ملتا نہیں حافظ مگر عشاق میں

تجو سا جانا تازا اور رند و دیوانہ نہیں

گرچہ ہم نے دوستو وہ ملقا دیکھا نہیں
کسی عورت تو ال دیکھے جہاں یار کو
جسے جو کھٹ کو تری جو ماہر ہم نے اسی صنم
خوف ہر روز قیامت کا تجھے اس واسطے
یوں تو ہیں عالم میں صد ہا ناز و نگہ
دوست و واقف نہیں ہم کیا ہر کعبہ مستکہ
لیکن اس در کے سوا بس دوسرا دیکھا نہیں
ساری عالم میں کسی نے تو خدا دیکھا نہیں
کعبہ کی جانب گھو پھر آکھو و خدا دیکھا نہیں
حسن کا یا زار تو نے زاہدا دیکھا نہیں
ایسا ناز و ناز نہیں گلگوں قباد دیکھا نہیں
جز وہ جاناں کو ہم نے دوسرا دیکھا نہیں

انجا کرتا ہوں در پر یا نظم یا کدین
حفاظت بیدل نے تجھ سا دوسرا دیکھا نہیں

جز بہال یار کے تسکین مگر ہوتی نہیں
یا الہی یہ شب چراں ہے یا کالی بلا
سیکنوں تدبیر وصل یار کی ہم کر چکے
گرچہ میرے آہ و نالہ عرش تک پہنچ کر
کوئی وہ رات ہے یہ آنکھ تر ہوتی نہیں
بسکے پیچھے عمر بھر کوئی سحر ہوتی نہیں
پر کوئی تدبیر دہانہ پر کارگر ہوتی نہیں
پر موثر کچھ بھی وہاں آہ عز ہوتی نہیں

آہ و نالہ کیا ہے حفاظت بارگاہ یار میں
جان کھود دی کوئی کیسی دل خیر ہوتی نہیں

کیا ہے طاقت کوئی اور عشق کی میڈیکل
بے ہنگام لطف اوس پر مغال کی زینما
وہ کیا پر مغال ہے درخرا بات خراب
ساقی کلفام سے جس کو ملے اک جام مری
عشق حق چاہے تو میخانہ رنداں میں آ
دوست رکھتا ہے سلامت کو ملا سے دردور
بیدہ و داشتہ گرتا ہے کوئی طوفان میں
کون ہوتا ہے شمار اس رحمت رحمان میں
اک نظر سے جسکی پیو پیو ہر کوئی اک تمیں
سو ہو عشق صنم پیدا ہو دل در جان میں
کیوں پڑا غافل ہے تو سو محبت و برائے
کشتے محشاق رہتی ہے سدا طوفان میں

صدقہ پر مغال شاہ شہاں پر نظر سام
حفاظت عیاں ہو بچا کو بچہ جانان برسین

غیر حق کے کچھ نہیں ہے عالم امکان میں
کیا ہے انسان کیا ہے حیوان کیا ہمارا و نبات
وحدت و کثرت یہ دونوں ایک ہیں ہوشیا
یہ زمین و آسمان و یہ ظہور و ہم بطون
زادہ غافل ہے تو وحدت کثرت میں پڑا
کیا ہے طاقت جو کہ حیوان رس انسان کی کر
تجھ کو کیا طلب ہے حفاظت صلیب کل حق رکھا
ما سوا حق کے کہیں ہے صورت انسا نہیں
اصل سب کی ایک ہے وہ نور ہے ہر شائیں
فرق انہیں کچھ نہیں ظاہر ہے جسم و در جانیں
جلوہ سب ک نور کا وہ نور ہے انسا نہیں
اور اگر غافل نہیں ہے عشق کے میل نہیں
فرق حق سے کر یا انسان اور حیوان نہیں
سب سے ہو کر تجھ مشغول ہے قرآن برسین

نہیں ممکن ہر ایسا خیر و اسرار کا بخیر
تری حسن و وجاہت کو جو دیکھنا آگیاں
چمن میں جا کے دیکھا سب کو تیرا جو حسن
جو دیکھا تیری کوچہ میں دیکھا کچھ بھی جنت میں
یہ جو کچھ خار اور گل ہیں تری ہی یاد کر تو میر
ہو کر ہیں ہم تو سوداوی تری اس حسن والا پر

ہو کوئی نہیں پیدا تری مانند انسا نہیں
خجالت کر اگر اوس صفت بھی جا کر جاہ کتنا نہیں
عز کیا جا کے پایا تیری عاشق کو گستاخ نہیں
ہمار تیرے نہ کبھی کچھ ذرا گلزار رضوان نہیں
سوا تیری نہ دیکھا کچھ چمن میں باغ و بہتا نہیں
کئے ہیں تار تار سخن سبھی حبیب و گریباں میں

بہت مشکل سے ملے آئی ہر یہ دولت ملامت لی
پھر احبب لہما حافظاری کوہ و بیاباں میں

دل نہیں لگتا ہر میر انگشت و گلزار میں
بے صدف دیکھو ہر شہر او کی زلف رخ کا یا
کا فرد دیندا شیخ و برہمن اور رند و مست
مسجد و نمین شیخ صائم معتصب فی فقیہہ
میکوہ میں بخود و بدست میں سبب خوار
جو تماشا ٹائی ہیں ہر جا حسن اپنی یار کے

چمن آتا ہی مجھے تو کوچہ دلدار میں
مبتلا ہیں سب کے سب سے لفت و دیار میں
اوسکا چرچا کر رہیں کوچہ و بازار میں
تنگہ میں برہمن مشغول اوسکے کار میں
بلیس خوشحال میں دس گلشن گلزار میں
فرق کچھ کرتے نہیں ہیں کا فرد دیندا میں

بھگو کیا لینا ہے حافظ کا فرد دیندار سے
ہر نگہ رہنا تماشا ٹائی جس سال یار میں

جز یار کے نہیں ہے دل بقرار میں
باد صبا ادھر بھر توجہ ضرور کر
کیا گل ہر او چمن ہر کسی میں نہیں لطف
جس نے پہ رنگ نہت ملا لک ہو لک شیخ جو
ایسا غور حسن میں مغرور ہے وہ شوخ
ہے اوسکی بام حسن اگر یہ لطیف و پاک
غمگین نہو فراقی صنم سے تو حافظ

سب عمر گذری میری اسی انتظار میں
پہونچا دی خاک میری ذرا کوئی یار میں
جو لطف اور مزا تیری کوچہ کے غار میں
شیخ ایک ہی بھلا کس شمار میں
کیا حوصلہ کسی کا جو جا اوس دیا میں
لیکن یہ دل نہیں ہر مرے اختیار میں
دل شاد رکھ بھلا تو خزان و بہار میں

<p>نور احمد کا جہان میں جہنم ہوتا نہیں بادہ عشق الہی کا جہنم ہوتا نہیں دیدہ عشاق میں خود عشق کا جہنم نہیں دیکھ تو آ کے یہاں روضہ رضوان نہیں دیکھ حقیقت کو مری عشق کا طوفان نہیں چمن حسن میں گویا گل خنداں ہوں میں</p>	<p>حسن و انوار خدائی کا گلستاں ہوتا نہیں دیکھ میں تو میں آوارہ ہوں دشت جنوں دراختک مجھ دیکھے ہر ویران و تباہ طلب خلد میں پھر تا ہرے اونادال غرق ہیں دونوں جہاں حسن میں گمراہ بلبلین مغموم چاہی ہیں مری عشق میں یہاں</p>
---	---

ہوں تو عشاق زمانہ میں کبھی بھی بدنام
ایک حافظ بخدا سرور رنداں ہوں میں

<p>سرو اہل ملامت سر رنداں ہوں نہیں اپنی ہی زلفوں میں بھر خود ہی پریشاں ہوں نہیں کہیں یعقوب کہیں یوسف کنعاں ہوں نہیں کہیں کافر کہیں مومن و مسلمان ہوں نہیں اپنی ہستی میں مگر آپ ہی حیراں ہوں نہیں اور کہیں خور و محض طفل دبستاں ہوں نہیں</p>	<p>بندہ عشق نہیں عشق کا سلطان ہوں نہیں کفر و اسلام یہ دونوں میں مری زلف و دوتا حسن کے میرے ہیں بازار یہ دونوں عالم مسجد و دبر و خرابات میں ہر اپنا ظہور سنت گل آفریں میں ہے یہ نقشہ اپنا ہوں کہیں شیخ پرانا کہیں ہوں عین بے</p>
---	---

ہوں کہیں حافظ قرآن کہیں رند و خراب
عاشقون کے کمر بستہ و برہاں ہوں میں

<p>جن دانش ور ملایک میں جو مسجود ہوں نہیں کہیں مقبول ہوں ظاہر نہیں مگر ہوں نہیں اور کہیں منبع الطاف و سخا جود ہوں نہیں اور کہیں عبد ذلیل اور کہیں معبود ہوں نہیں اور کہیں اونگی اطاعت میں بھی موٹو ہوں نہیں اور کہیں محسن و بخشش اور کہیں مسعود ہوں نہیں غیر اوس نور کے بس نیست و نابود ہوں نہیں</p>	<p>ہر نگاہ ظاہر و باطن میں تو موجود ہوں نہیں سب تعین میں مگر غیر مری ہر نہ کوئی کہیں ہوں سرور و سرور انگلیوں کا بھلا ہوں کہیں بندہ مذہب کہیں برابر و خیار ہوں کہیں میر و وزیر اور سلطانین و زمن ہوں کہیں حسین اور لطیف اور کہیں زشت بدنام نور احمد کا ظہور ہر دو جہاں میں حافظ</p>
--	--

نظم نور خدا حسن کا گلشن ہوں میں
دو دنوں عالم میں ہوا میری نہیں جی پیدا
روح اور جان ہوں نہیں ساری جہانگی و اللہ
ہر جگہ شان نئی آن نئی ہے مسیری
رنج و راحت غم و شادی میں مری دو جہا
ہوں کہیں غلامی اور کہیں کفر و جہل
ہوں کہیں پشت و قاضی و تاج پھر عجب
ہوں کہیں بلبل نالال ہوائے گلشن

صاحب امر و نہی عشق کا مسکن ہوں نہیں
ہر جگہ مشکل مجھ صاحب ہر فن ہوں میں
دو دنوں عالم کی اصل جان ہر اک تن ہوں نہیں
ہوں کہیں صلح محبت کہیں ان بن ہوں نہیں
کہیں ہوں مولد فرحت کہیں مدفن ہوں نہیں
ایتری آپ سے خود آپ ہی بدظن ہوں نہیں
ہوں کہیں طفل و جوان بزدل خوش تن ہوں نہیں
اور کہیں زیب جہن خود جمل و گلین ہوں نہیں

اگر صورت میں ہوں میں خواہ مال حافظ
تو عشق پر رشک تہمتیں ہوں میں

کتور عشق میں صد شکر کہ سلطان ہوں نہیں
بت پرستوں میں بکنا ہوں حیدر و راں
برقرار ہر جہاں کفر و ایمان سے الگ
کیا کوں کس سے کوں ہر میں محرم کوئی
ناپتہ پھرنے ہو کیا یکے یہ تہ تیغ حضرت
غیر کی یاد قطع کر نیکو دل سے و اللہ

اپنی پچھلوں میں یہاں صناد و راں ہوں نہیں
لاحرم عشق کے نہ ہو بسے مسلمان ہوں نہیں
دوست و دشمن خیالات کا مہاں ہوں میں
شاہ و ندان کی عجیب مورد احساں ہوں نہیں
بجدا حسن محمد کا تو قرآن ہوں میں
اوسکے عشاق میں جوں تھی سفاں ہوں نہیں

کیسا ہر طالع موزوں مرے حارِ وفا
کو نچھو یار میں سو جان سے قرباں ہوں میں

عشق کے شہر میں سر حلقہ زنداں ہوں نہیں
یہ خبر حال سے میرے ہیں فقیہ و مکار
کہ عدد رکنا ہر سامان و تمنا و اخطا
سیکھوں بخت کے پرستار ہیں کیا حق و عشق
عشق میں کوئی تمنا نہیں میرے دلیں

یہ قرار بند مل گبر و مسلمان ہوں میں
اونکی نادانی کو بس دیکھ کے حیران ہوں نہیں
عاشق زندہ ہوں اور بے سرو سامان ہوں نہیں
ساجد اک یار کا ہوں بند و زماں ہوں نہیں
اپن دلدار کا بس تابع فرماں ہوں میں

<p>چھوڑ کر در و در و در میر معیناں</p>	<p>مرحبا کر کے عجب مست حیراں ہوں</p>
<p>مصحف رخ کی تلاوت بخیر اور حافظہ</p>	<p>شکر کس نہ سے کروں حافظ قرآن ہوں نہیں</p>
<p>جان اور تن سے جدا آپ ہی جاناں ہوئیں خالق عشق ہوں در رازق عشاق ہوں نہیں عشق کا حوالہ کیا ہو دو مرادہ مدرک میر ہی عشق میں عالم ہیں ہزاروں حیران اپنی ہی حسن کا ہوں ناظر و مست شاق اپنا گرچہ ظاہر میں مجھ دیکھتا ہے تو کلمن سن</p>	<p>عشق ہر صفت میری عشق کا ایمان ہو نہیں عشق سوا کے بہت سرور و سلطان ہو نہیں اک نئی شان سے ظاہر ہوا ہر آں ہوں نہیں حسن میں ہنر میاں کا مل نویشاں ہوئیں کمیں جھپٹا رہو نہیں در کمیں نادان ہوئیں بندہ عین حقیقت ہوں گستاں ہوں نہیں</p>
<p>غیر حق کے نہیں موجود کوئی اسے نامداں</p>	<p>کہیں جاہل ہوں کہیں حافظ قرآن ہوں نہیں</p>
<p>کیا مصیبت پیش آئی ملک ہستی میں نہیں گردش گردو سنسے یار و چھٹ گیا اپنا وطن بے خبر ایسے ہوئی بیہوش ہم خانہ خراب کل جو ہو پوچھے ہم اچانک بردہ ہر مغال ساقی سرشار نے ایسا پلایا جام مے دین و دنیا دیکے اب ہو ملا ہر ملک دل</p>	<p>کس بلندی سے گرایا اس کی پستی میں ہمیں چین کچھ صحرائیں آئی اور ہستی میں ہمیں کچھ نظر آیا نہ یار و خواب ہستی میں ہمیں حق پرستی ہاتھ آئی بت پرستی میں ہمیں اور ہی دولت ملی باہد پرستی میں ہمیں نفع کیا کچھ ہاتھ آیا بنسستی میں ہمیں</p>
<p>ہیں رواں یہ اشک میں شہم سے حافظہ کراں</p>	<p>چاہئے ہر جام گردلی پرستی میں ہمیں</p>
<p>کیوں ستانا ہو عیث نالہ شہگیر ہمیں قید میں زلف سیک کی ہر دل زار مہسرا گھر مری آادو جو آہ میں ہوتی تاخیر غرت و جاہ پہ مفتون تو ہے بے ناہج</p>	<p>دہیاں میں لاتا ہمیں وہ بہت لی پر ہمیں چھوٹی ہی وہ ہمیں زلف گرہ گیر ہمیں کچھ نظر آتی نہیں آہ کی تاثیر ہمیں پیارے عشق میں کیا عزت و توقیر ہمیں</p>

ہم ہیں دیوانہ اسیر پرغ و زلف و لبس
عزت و جاہ و چشم و نگاہ حضرت شیخ

دین و دنیا کی نہیں آتی ہر تدبیر ہمیں
دشمت و صحرابی ملا عشق میں جاگیر ہمیں

خاک روئی در میخانہ مجربے حکا حفظ
حق نے بخشی ہوا زل کر ہی اسیر ہمیں

پھر دل ہوں در بد حیران عشق صمن میر
جو جلوہ ہوا دیکھا او کج ہر ذرہ کف پا میں
ہوا میں لی خدا بہر جو اپنی جان کو کھو کر
نہیں سنتا میں سودا کی کسی پند و نصیحت کو

خدا نے کھدیا تھا لبس ہی میری مقدر میں
نہیں ہم دیکھتے ہیں روشنی ماہ منور میں
پھنسا ہوا دل مرا جا کر کے او کی زلفا تبر میں
ہوا کی عشق آ کر کے بھری ایسی حریر میں

ہوا لگ کر تزلزل حاکم زلفا بالو نسو
دماغ اپنا معطر کرادی زلف معطر میں

ہوتی نہیں خوشبو وہ کہی مشک غن میں
ایسا ہوں قفا عشق بنم میں میں عزیز
دشنام میں اس شخص کی کیا قند بھرا کر
غصہ میں بھرا تیغ برہنہ لئے سسریر

عاشق کے ہو کی جو ہو خوشبو وہ کفن میں
ہاں باقی نہیں کچھ بھی رہی میری بدین میں
اب ذکر سے آتا ہر مزا میرے دہن میں
وہ آن کی پونچا میری ایک شہم زدن میں

جان دے گا ہر وقت نہ اب چو کیو حاکم حفظ
پڑتا ہر تو کیوں زیست کا اب رنج و محن میں

رات دن بہر میں ہم تو یا تیری تاک میں
الشرائع کیا ہی مست ناز ہو وہ شعلہ رو
آرزو کرتی ہیں صد ہا ماہر و بر باد ہیں
صد ہزاراں دلبران بخت ہیں چنچہ و دھن
کوئی ایسا ہے کھلا عالم میں یا ر و خوب رو
خبر ہوا کہ عاشقوں کی مشکبک پرغ بھی
ایک نظر کافی ہے چھو حاکم حفظ اوس شخص کی

آگ تپتی ہو گی بس سینہ صد چاک میں
چاہ میں جسکی ہزاروں سرے ہیں خاک میں
کاش وہ سیاد ہو گیا نہ ہر فقر آن میں
ہو گویا بر باد و سب تلکے ہیں خاک میں
جو کہ افتادہ ہمیں فزات ادنیٰ خاک میں
رخسہ صد ہا پر ہو جس سینہ افلاک میں
ہر کہاں تاثیر ایسی دیکھ تو تر یا ک میں

جب تڑھا دیا آستیں دیکے غم ہاتھ میں کیا ادب جو عاشق کو فوج جب کرنے لگا نبض گرد کچھ طیب کرم پیش عشق کی زندگی کیا خوب و عشاق کی دنیا میں داد	بجائے واعظانہ پتا پھر دیکے منبر ہاتھ میں طاہر جہاں درگیا اور وہ کچھ ہاتھ میں شعلہ زن ہوں آبداد کی مقرر ہاتھ میں سیکونوں میں گرداؤ دیکے پتھر ہاتھ میں
--	---

حافظ آجائے زلف پریشاں تیر ہاتھ سانپ کچھ کچھ سپر اڑھکے منبر ہاتھ میں
--

کچھ عجیب وحشت ہر ہم کو اندنوں راحت و آسائش و آرام سے دیشیوں کی طرح ہوں صحرا نور سارے عالم میں ہو کر بدنام ہم نام سے ہے ننگ ہم کو دوستو ایکدم میں قطع ہر صبر سالہ راہ	یار سے فرقت ہر ہم کو اندنوں کچھ نہیں رعبت ہر ہم کو اندنوں بس یہ ہی راحت ہر ہم کو اندنوں کچھ عجیب فلت ہر ہم کو اندنوں تنگ سے خست ہر ہم کو اندنوں ایسی کچھ رعبت ہر ہم کو اندنوں
---	--

دوم بزم رونے سے ہجر یار میں حافظ راحت ہر ہم کو اندنوں
--

عشق کے ہاتھوں سے حیراں سیکنوں ہیچ و تاب زلف کافر سے دنا کامل مشکیں کے بل کھانے لے یار اوس خندنگ نازمراگاں سے ترے آیا جب وہ مقتل عشاق میں ناز سے کہنے لگا ہم نے بہت	ہو گئے زار و پریشاں سیکنوں ہو گئے کافر مسلمان سیکنوں کر دئے تاراج ایماں سیکنوں ہو گئے میں مردہ بیجاں سیکنوں دیکھو سر جوں گئے غلطاں سیکنوں ایسے دیکھے ہیں پریشاں سیکنوں
---	---

عشق کی ننگ ایک نظر سے حافظ ہو گئے واعظانہ پشیمان سیکنوں
--

عیش و جہاں رنج و مصیبت سرتہ بدلوں آزار محبت کو میں راحت نہ بدلوں

برپا ہوں اگر مجھ کیماں لاکھوں قیامت
لے زائد ہو وہ میں ہوں نہ نظر کے باز
یہ یاد ہے تیری سلامت وہی ہاؤر شیخ
الطاف و کرم سارے زمانہ کے اگر ہوں
مسلطانی داریں سے وہ خج خرابات

وہ لاکھ قیامت تری قیامت سے نہ بدلوں
زندان غم الفت تری جنت نہ بدلوں
اک فرد بھی میں اپنی ملامت نہ بدلوں
اوس بت کر جفا خورد و ملامت نہ بدلوں
اگر لاکھ ہو دیں میں کسی صورت نہ بدلوں

حافظ اگر ہوں چشمہ حیوان خفہ سر کی
واللہ کہ ایک نظر عنایت سے نہ بدلوں

کہو کر ہوا و مکہ و تہجوں تو کیا تہجوں
جہاں طاقت فرشتوں کی بھی ہو طاق اونداد
انگار تیرا ہوا میر تری شمع جدائی سے
تو جہاں کس طرح بھگو کہ میں مر باز ہوں پیکار

میں تحفہ اوسکو جزا ہے تہجوں تو کیا تہجوں
تجھے اک پرہیزگار نامہ تہجوں تو کیا تہجوں
نشانی اپنی جزائت حکایت تہجوں تو کیا تہجوں
سوا اس کے کہ میں مر کا تہجوں تو کیا تہجوں

تو شفقہ ہر دوانہ شمع کے عشق میں حافظ
بجز دیوانگی تری تہجوں تو کیا تہجوں

جب سے میں اوس شمع کو رخصت ہوں پروانہ ہوں
وہ جہاں سے فرغ عرض سود و زیا نشینا امید
سر سے آنکھوں کا کیا خاک و بریر مغاں
وہاں کہ جب پہنچا بلنگا و خرابات خراب
ہوں میں حیران یا الہی دور بزم یار میں
حدی گزری حرامت اور بدنامی مری

نیک و بد تیرے خبر یار و محبستانہ ہوں
مست و سودا کی جہان میں اعجب نہ ہوں
سجدہ پیش بت کیا میں کافر نجات نہ ہوں
پیکے ایک دو جام می سرشار و مستانہ ہوں
ختم ہوں یا غمخانہ ہوں یا ساغر و پیمانہ ہوں
جا بجا اور کو کو میں قصہ اور افسانہ ہوں

کہوں ہوا حیران حافظ میں تو جو کچھ ہوں ہوں
میں غلامی میں نظام حق کی بس مردانہ ہوں

ہمدرد عشق صنم میں بیخود و دیوانہ ہوں
عشق خود عاشق ہر میر عشق کی ہو جائیں

سحر و عشاق ہوں سرور فرزانہ ہوں
اپنا عاشق آپ ہوں اور آپ ہی جانانہ ہوں

غیر میری خلق میں چرچا نہیں سزاور کا
مطرب و ساتی حریف و نغمہ و ساز و نوا
میکدہ اور جام موم اور ہوں شراب کشیں
قاضی و قتلان و مفتی محتسب و شیخ ہوں

ہر جگہ پر وجواں میں ذکر اور افسانہ ہوں
مجلس عشاق میں ہوں اور چوں ہمایہ ہوں
بادہ و ساغر صراحی اور خم و مخمنا ہوں
کافر و بت پرست و بتکدہ و بتخانہ ہوں

شہر و آباد میں ہوں درگشن و گلزار میں
حافظ و نذیر خدا اور ساکن ویرانہ ہوں

عشق میں چر کمیں میں آپ ہی سلطان ہوں
جلوہ فرما ہر جگہ میں صاحب ہر شاں ہوں
عاشق مسکین و رہوں کمیں معشوق میں
عابد و زائد کمیں ہوں در کمیں ہوں دہ توڑ
عالم و عامل کمیں ہوں جاہل و غافل کمیں
کعبہ و بتخانہ میں ہوں مختلف اطوار سے

بزلوا مفلس کمیں ہوں در کمیں سلطان ہوں
کسوت شاہ و گدا میں صورت بھان ہوں
اور کمیں زار مطلق بے خبر حسیں ہوں
حبیبہ و دستار میں ہوں اور کمیں عریان ہوں
عاقل و ہشیار میں ہوں سنت نادان ہوں
قاضی و کافر کمیں در شیخ و الاشان ہوں

بتکدہ میں برہمن پڑھتا ہوں ہاں پیدا و پریراں
مسجد و کعبہ میں مومن حافظ قرآن ہوں

عشق میں دس بجے رسوا بر سر بازار ہوں
بس نہیں چلتا کسی کا اوپر وصل و مجاہد
دین و مذہب عاشق پیدا کیا پوچھی و پوچھی
گر یہ میں نہ ہوں سوداگر زلف یار کا
بادہ و جام و صراحی شغل ہے یہ رات دن
ہے نیک طرز و اداسی یار ہر دم جلوہ گر

ہجر میں دس ماہر و کز زیست بیزار ہوں
اوسکی خود رانی کسی یار و ہر طرح لاچار ہوں
ہندوئے زلف صنم از مرہ کفار ہوں
عشق میں بس ہزار صد عاقل و فرزانہ ہوں
بادہ عشق صنم کی مست اور سرشار ہوں
ہزارا پر میں قدما ہر آن اور ہر بار ہوں

بندہ بیر مغال عیسے نظام بادشاہ
حافظ بدنام در سوار ندا و رعنا ہوں

رات دن مخمخیال بت بے پیر تو ہوں
اوس تصویر میں مکرر صورت تصویر تو ہوں

اد کیا ہونگا بھلا یاد و گرفتار بلا
میری ہستی ہر اگر پردہ حجاب رخ یار
تیرے خراک کے لائق جو نہیں میں صیاد
واعظا و شیع کی نظر نہیں گر ہو نہیں ذلیل
گرچہ کچھ کشف و کرامت نہیں مجھ کو نصیب

زلفت و گیسو میں مگر پائی برنجیر تو ہوں
اوسکے کھونے کی مگر کتا میں تدبیر تو ہوں
نا تو اں کیسا ہی ہوں برنیر انجیر تو ہوں
بہت پرستوں میں مگر صاحب تو فر تو ہوں
عاشقوں میں شکر میں صاحب تاثیر تو ہوں

بادۂ وصل سے سیراب نہیں گو حاقظ
پیتا و نرات میں بیدم تم شیر تو ہوں

عاشقوں میں وسکے کیا بد بخت نافہام ہوں
ہو گئی میری غلزار سوائی عشق یارگی
عیش و راحت سے کسے رنج و غنا حاصل ہو گیا
خاک راہ سیکھہ ہر سر پہ آنکھوں کا مری
کچھ رہا ملت نہ نذیب چھٹ گیا سلام بھی
کیا ہر نفرت کرتی ہے مجھے دشمنی شہر بھی

سارے عالم میں عزیز و محنت میں بدنام ہوں
بیچیا ہوں زار و شید عاشق کلفام ہوں
برنج و خم ہر بار دور از راحت آرام ہوں
روز و شب میں طالب بادۂ صراحی جام ہوں
رات دن دیر و بخت میں عابد اصنام ہوں
کیونکہ درد و سہجہ میں کچھ نہ نیکو نام ہوں

حافظا مقبول ہے تو در خیالات خراب
اگرچہ میں دنیا میں ہوا اور بدایام ہوں

تجھے خمیہ سے جو بہم دیکھتا ہوں
کرم تیرا غیروں پہ دن رات ہووے
تیرے زلف ہیں ناگ کا لے رستمگر
نظر پاک سے اس گلستاں میں پیاری

دل اپنے میں بس رنج و خم دیکھتا ہوں
غضب ہر کہ میں یہ ستم دیکھتا ہوں
دوا برو کو تیغ و دودم دیکھتا ہوں
ترا حسن تیری قسم دیکھتا ہوں

نہ بھیر و نگام نہ ان ہونے میں حاقظ
اگرچہ میں سب رنج و خم دیکھتا ہوں

لے ہمدوم میں زخمی روز است ہوں
خواہاں نہیں ہوں جان نہ ایمانکا ذرا

جام شراب عشق سے دنیا میں مست ہوں
اگر جاں طلب ہے مجھے تو میں سر بردست ہوں

ترا بدخود پرست ہو دعا غلام دین پرست
بتخانہ جہان میں میں بت پرست ہوں
میں زندہ میں خراب ہوں چوں خاک لپٹوں

حافظ کو کیوں ستانا ہر صبح خدا سے ڈر
میں یہاں کی فرگس شہلا کا مسرت ہوں

ناصحیادیکھے نہیں عاشق بدنام کہیں
جو کہ میں زخمی شمشیر دو ابرو والے
ہر درمیکدہ ایکبار جو گزرا دعا
رندستان غریبات جو دیکھے اوسے
وہ تو نادان تھا جلدی سے تنہا بھاگا
کشتہ مارسیہ زلف گل اندام کہیں
لہتا ہوا نگو بھلا چین اور آرام کہیں
دیکھا وہاں اوپر پڑا شیشہ کہیں جاگ کہیں
دیکھا ہرگز بھی حیا کا نہیں ہاتھ کہیں
اور لگا کہنے نہو جاؤں میں بدنام کہیں

کیا ہی خوش گزری عشاق کے اوقاف حافظ
دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں

کہا ترے پاس سر ہم جاؤں بھلا او کہیں
خاک کو پچھتی ترے افسر شاہی ہر مجھے
سبک بیگانہ ہو نہیں غیر ترے احوال
کیا غضب ہے کہ جدا مجھے نہیں جانناں
پاس ہوا اور الگ خوب تماشا ہر نیا
چاہو جسطور ہو ہم تمھاری ہیں گدا
دل تو لگتا ہی نہیں تیرے ہوا او کہیں
جز ترے در کے نہیں میرا مر او کہیں
آشنا میرا جہا نہیں نہ ہا او کہیں
پر مری نظر و نسو رہتا ہے چھپا او کہیں
مجھے در پردہ رہو رخ کو چھپا او کہیں
جز ترے کوئی نہیں میرا خدا او کہیں

آستانہ در مخدوم علی احمد حق
کعبہ حافظ کا نہیں اس سے ہوا او کہیں

لب لبو دھو میں مچالو یہ گلستاں بھر کہاں
شور و غل اور چھپانا اب ہر سکام کا
گلشن اور تماشا باغ و بستان ہر طرف
خاک و زانی جیسی چاہو اب زالو عاشقوں
فصل گل و رش بلبل آہ افغان گل کہاں
ہو چکا جب فصل گل یہ ساز و سامان کہاں
عصبت گل کی ہر سر غنچہ خنداں بھر کہاں
پھر کہاں ہر جز و دل اور کوئی جاناں پھر کہاں

دولت عشق صنم جسکو ہر روزی آج ہر
گوہر اشک روال در آب چشم عاشقان
عشق کی دولت جو کچھ بھی توئی کی لوٹا
عاشق کو تو ملات مصطفیٰ روی صنم

جو کہ ہر محروم اب وصل و ہجران پھر کہاں
جسکو ہر سواج ہر چیب داناں پھر کہاں
ورنہ یہ آہ پریشاں سینہ بریاں پھر کہاں
جب چلے با دخراں یہ درس قرآن پھر کہاں

خاک بر سر چاک امن حافظ اشورید ہر
ہاتھ مت پکڑو مریاں و گریاں پھر کہاں

تھے عاشق کہ مریے خطر ہو تو میں جانوں
شب فرقت تری پیار نہیں ہوتی کہی آخر
رقیب کو ذرا چپک مری آنکھوں میں آ پارے
ارہی ز اہرانی ناداں ادھر آہزم زندا نہیں
شمر نخل محبت کا جو دیدار جاناں کا
مرا دلیر ہر دہر اللہ ذات حق مطلق ہے

سواک جان ہی کے ہر ہو تو میں جانوں
بجز تیری رضا و سگی سر ہو تو میں جانوں
اگر سولا کھ پھر دھونڈے خبر ہو تو میں جانوں
یہ ہی ہر جس نفع تیرا ضرر ہو تو میں جانوں
اگر کچھ ادجز اسکے عمر ہو تو میں جانوں
مثال دیکھی اگر کوئی بشر ہو تو میں جانوں

تھے ناصح کی یاد ہر حافظ عاشق ہر
نصیحت کا تجھے کچھ بھی اثر ہو تو میں جانوں

نصیحت کا تجھے ناصح اثر ہو تو میں جانوں
ہر عشق حق سے تو غافل بننا ہر رسم بٹا ہر
جو اسرار محبت ہر نہیں کرتا ہر فاس عاشق
ہر نار عشق تیز ایسی کہ دوزخ اوس کے گرد ہر
جو اس آتش سے ہر محروم نابینا ہر وہ حق سے
جو جلتا ہر اس آتش میں دی دیکھ حال کا

عداوت جیسی چاہی کر ضرر ہو تو میں جانوں
تجھے گر عشق جانا کی خبر ہو تو میں جانوں
ز باسی او کی ایک نکتہ بد ہو تو میں جانوں
برابر اسکے گرا دیکھا مگر ہو تو میں جانوں
جو حاصل و سکویہ لڑ بصر ہر ہو تو میں جانوں
مقابل اسکے گر شمش و قمر ہو تو میں جانوں

خیال وصل و ہجران کچھ نہیں دلیں تو حافظ
نشاں اوسکا تری دلیں گر ہو تو میں جانوں

ہمارا پھنٹہ نیار ہر دی چکے یا میں جانوں

ہمیں جس کے مارا ہر دی چکے یا میں جانوں

محببت اور رسوائی فراق یار میں ہر دم جفا و جد و جہد پھر گریہ ہوں ساری تہائی کے میں دسکا عاشق نالائیہ میرا دلیر جانناں تمامی نرا دشمنی ادا و غمخوار حساب دو میں جانوں و سکودہ مجھ کو نہیں بغیر مطلب	مجھے سب کچھ گوارا ہر دہی جگیا میں جانوں وہ میری دلکایا ہر دہی جانی یا میں جانوں میں دسکا ہوں میرا ہر دہی جانی یا میں جانوں یہ سب حسن دلارا ہر دہی جانی یا میں جانوں کسی کا کیا اجارا ہر دہی جانی یا میں جانوں
---	---

محببت ہر نہی و سستی تری اس کا فطر سوا تجھے جس کا سہارا ہر دہی جگیا میں جانوں	
---	--

وہ دلیر ہر گم ہر یادہ جگیا میں جانوں ہوا ہوں میں پریشاں دین دینا سب میرا کسے ہر تاب طاقت جو کہ دیکھ کر جانے لگو کسی کو کہ مطلب رہائی چاہی عاشق کی	ہمارا دسکا جھگڑا ہر یادہ جگیا میں جانوں دل و ایمان گم ہر یادہ جانی یا میں جانوں عجب کچھ دسکا لکھتا ہر یادہ جگیا میں جانوں کسی نے اسکو جھگڑا ہر یادہ جانی یا میں جانوں
--	--

ہو اور سوا بلا اس کا فطر بدل زمانہ میں مگر اک در کو کیرا ہر یادہ جگیا میں جانوں	
--	--

جو طوفاں لگاؤ مندا ہر یادہ جگیا میں جانوں مرا دلیر وہ ایسا ہر نہیں ثانی کوئی اس کی بسا ہر میری نظر و نہیں ایسا دلیر جانی میں گھر ہوں جو میں کس حیم میں در جانتی جفا ہوا وفا کچھ بھی نہیں اسکی خبر ہر گز ملاست کرتا ہر نادان تو عشقاں شیدا کو	یہ جو کچھ شور و غوغا ہر یادہ جگیا میں جانوں حسین نہیں دیکھتا ہر یادہ جانی یا میں جانوں کہ اسکا حسن ہر جا ہر یادہ جانی یا میں جانوں وہی حسن و فراس ہر یادہ جانے یا میں جانوں سبھی کچھ اسکو زبا ہر یادہ جگیا میں جانوں یہ ناحق لکھتا ہر یادہ جانی یا میں جانوں
---	---

محببت اس کا فطر لی جواب دہ رہا ہر یہ اترو دلکاسو دہی یادہ جانی یا میں جانوں	
--	--

مرا محبوب دیکھتا ہر یادہ جانی یا میں جانوں وہ میرا دلیر جانی میں دسکا عاشق و شانی	جو فتنہ مجھ پر یا ہر یادہ جگیا میں جانوں میں دہوں وہ دلا ہر یادہ جگیا میں جانوں
--	--

<p>اگر یو مال وہ مجھ کو میں اپنی جان دو اؤ کو اگر کسی ناز وہ مجھ میں دے جس میں مضطر کسی کو کیا ہرے پار و نصیحت جو کر مجھ کو بھلا یہ واعظ و نساں جو عشق دہشت عریا</p>	<p>میں دسکا ہوں میرا یہ یادہ جانی یا میں لو ہمارا اوسکا مجھ کو یادہ جانی یا میں لو یہ جاننا کیا سو یادہ جانی یا میں جانوں مرا کرتے ہیں کیوں کیا یادہ جانی یا میں جانوں</p>
<p>میں سقا فطر اند سودانی وہ دبیر میرا ہر جانی ہمارا ڈھنگ لاسی یادہ جانی یا میں جانوں</p>	
<p>دیکھ نازک تجھے تم آپ ہی مل جاتی ہیں وہ جو عاشق ہیں ترے رات کو پڑتے سہ روکے رکھتے نہیں کرتے ہیں طوفان یا بے حجاب ہو کے جو آتا ہے لب بام پہ وہ</p>	<p>ورنہ ان غرور نسو تو کوہ بھی مل جاتے ہیں روز چو کھٹ کو تری آنکھوں میں مل جاتی ہیں طفل اشک بخیر حیدم کہ میل جاتی ہیں دل عشاق بھی ادھو وقت دہل جاتے ہیں</p>
<p>ردیف</p>	<p>دیکھ کر سقا فطر اسوا پہ ہر ماں اوس کو نا حسرت سے رقیب پہی مل جاتی ہیں</p>
<p>قہ میرا وہ سخی تدبیر ہو ایسی تو ہو تیغ ابرو کی یاد کو مری زخمی بھلا قتل کر کے لاشہ پر میری وہ آیا کف لاش سب ملا مت کر چکے لو نہ میرا قصہ دل</p>	<p>کان غیروں میں جالتقریر ہو ایسی تو ہو واہ واہ کیا تیرا ہر شمشیر ہو ایسی تو ہو واہ رو شو جوں تاثیر ہو ایسی تو ہو واہ کیا ہو بھنگی لقمہ میرا ہو ایسی تو ہو</p>
<p>ہو گیا یا بند سقا فطر زلف میں دلدار کی قید کو خوشی کے گرز بغیر ہو ایسی تو ہو</p>	
<p>تجھے اس شمع سے واعظ محبت ہو تو کیونکر ہو ارمناواں تو ہر مہر و پزیر و تقویٰ پر پھر میں ہیں شیخ و داعی حیدر دستا پر ناز ہوس جو جنت المادی کی دین گھڑی تر</p>	<p>کری جو راتوں انکار و غیبت ہو تو کیونکر ہو بجز حیر و ندامت صرف حمت ہو تو کیونکر ہو صفا یہ نشہ پندار و نوح ہو تو کیونکر ہو یہ دولت عشق جانا کی عنایت ہو تو کیونکر ہو</p>
<p>گروہ عاشقوں میں عذر کب تر ہو سقا فطر</p>	<p>ترا یہ عذرا حاصل سماعت ہو تو کیونکر ہو</p>

کام حسین کو تماشا کر دینا سے ہو
دعوائے زہد و ورع کرتی ہونا دالِ حلق
حبِ جنبت نے ہمیں کندیا میں جماعت
واعظ و منبر و محراب ہی بھاتا ہر محبتیں
جو کہ زنجی ہیں تری تیغِ ننگہ سے جاناں
دلبر تھا اس کے کھول اپنی مصیبت یارو

کیوش بیزار وہ سیر گل و گلزار سے ہو
زاہد و تقم بھی محبت میں گرفتار سے ہو
بے خبر تم جو بھلا کو نچہ دلدار سے ہو
خافِ لڑ طاق خمِ ابرو کی دلدار سے ہو
اونگو کب فاکہ اس مرہم رنگار سے ہو
دیکھا جب دیکو تو ہم رہ گئے لاپاس ہو

حافظِ عشق کی تاثیر سے واعظ ملتاں

ہو گئی سبکِ ضعیف اور بے ہمار سے ہو

سب کو عشق اس بُت ترسا بچہ عیار سے ہو
کیا ستم کر کے جو آئے ہو عیادت کو مری
کیا ٹھکانا ہر بھلا ایسے ستار کا میاں
منہ تو دیکھیں راخو شید جہاں کا ہم بھی
زاہد و منبر و محراب کو جانو ہو حشر
بے خبر عشق سے ہو عمر عبث کھوتے ہو

ادب کو کیا کام بھلا تیغِ دہزار سے ہو
حال کچھ بوجھتی ہرگز نہیں بیمار سے ہو
آئے ہو پوچھنے کو باتو کہیں اغیار سے ہو
گر مقابل وہ مری آئینہ رخسار سے ہو
سر کو نکراتے عبث تم در و دیوار سے ہو
حیف آگاہ نہ کچھ گل سے نہ گلزار سے ہو

حافظِ جاوے کیا وہ دل بید رہے تھے

جو کہ واقف نہ کہو عشق کے اسرار سے ہو

ہو گئی ہم قید زلفِ یار ہونا ہو سو ہو
جا پڑی کشتی ہماری عشق کے طوفان میں
ہم کو جو چاہو کوشش دو واعظِ خوب سے
جان جاو تو بلا سے اپنی راہ عشق میں
کر کے آئینہ بند ہم کو در ہیں بحر عشق میں
صحت آرام تن گئی کچھ غرض ہم کو نہیں
گر پھر سارا زمانہ تجھ کو کیا ہے حافظ

اب تو ہم بھی پھنس گئے لاپار ہونا ہو سو ہو
کچھ نہیں غم غرق ہو یا پار ہونا ہو سو ہو
ہم نہ وہیں عشق سے بیزار ہونا ہو سو ہو
دیکھنا ہر حسن کا بازار ہونا ہو سو ہو
غرق ہوں یا پار ہوں یا دار ہونا ہو سو ہو
لگ گیا ہر عشق کا آزار ہونا ہو سو ہو
یا رب سے ہر نہیں سبب زار ہونا ہو سو ہو

ہمارا جیسا سلطان جو مسلط ہو ایسا ہو
خزیدار ایک جاگہ ہو گشتہ دہزاروں
بحری رہتی ہیں ہر دم دریکتا حبیب میں
کبھی ثابت نہیں ہوتا گر بیان میری سینہ پر
نقصیت کرتا ہر اعظ ہمیشہ درمند و نگو
مکستان محبت سے یہ دل عشاق شیدا کا

انہیں عاشقان دور جاں ہو تو ایسا ہو
انہی عمر کے میں قاتل جاں ہو تو ایسا ہو
براغرا شکست میں حبیب دامان ہو تو ایسا ہو
بہ عشق مگر غاں چاک گریبان ہو تو ایسا ہو
ہر نوا واقف محبت جو ناداں ہو تو ایسا ہو
اکھلے رہتی ہیں صد ہا گل جو بستان ہو تو ایسا ہو

پریشانی در سوالی تری مشہور ہے حافظ
بہ عشق شعلہ زد ہر دم پریشان ہو تو ایسا ہو

ہمارا جیسا دلبر ہے جو دلبر ہو تو ایسا ہو
اوسیکے حسن جلوہ ہر جہاں ساری عالم میں
رہوں ہر آن در زنجیر جیسا اوسکی زلفوں میں
جفا و ناز دلبر کا کہانہ شکرا دہوے
دماغ اپنی میں گنجائش نہیں ماسوا اوسکے
تری میخانہ میں ساقی عجب نندی ہمہتی ہو

جسم ناز اور خوبی سرا سر ہو تو ایسا ہو
خدا کے احسن محال منور ہو تو ایسا ہو
کوئی گرفتاری زلف معین ہو تو ایسا ہو
عائے عاشقان یارب ستمگر ہو تو ایسا ہو
دماغ عاشق شیدا معطر ہو تو ایسا ہو
خدا یا میکدہ میں شور اور شر ہو تو ایسا ہو

رہوں ہوں محو نظارہ جمال پاک جاناں کا
صحیفہ عشق حافظ کو جواز بر ہو تو ایسا ہو

عجیب بار قادر ہو و جاہت ہو تو ایسی ہو
قد و کبریا ہرگز نہ جانی اولیاؤں کی
کریم ابن الکریم ایسی میں لاکھوں بیضا فلس
ہوئی خدا میں مرید بنی و حامی جہاں ہر
اتمامی اولیاؤں کے ام اور مقتدا و نون
کسی در جہ میں ہر عاشق کہیں مشوق و دوق

زیر درگاہ صابر ہو و جماعت ہو تو ایسی ہو
نظر ہوا سبکی دلیوں پر دلایت ہو تو ایسی ہو
تو مگر گرد خود میں سخاوت ہو تو ایسی ہو
حمایت الیہ کی سستی حمایت ہو تو ایسی ہو
عیدیم الشمل ہیبت امامت ہو تو ایسی ہو
نزداد مصطفیٰ عاشق رقابت ہو تو ایسی ہو

سواد الوہد فی الدارین حافظ امینوا البتر

بدگاہ علی صابر امت ہو تو ایسی ہو

ارے یارو مری گفت پر دیکھو
 ہمیں دیں گالیں اور دیکھو
 کرے ہر قصد قید ہو نیکام ہے
 مرے دیکھو یہ خراک ستمگر
 ہمارا دل ہر عشرت گاہ باناں
 ملاست پر مری شہ مندرہ ناصح

چرا مجھ سے بیگ پر دیکھو
 ہماری عشق میں توفیق دیکھو
 ذرا اس زلف کی زنجیر دیکھو
 مثال عاجز پنجسہ دیکھو
 یہ قصردل کی تم لقمہ دیکھو
 ہوا تم عشق کی ناشیر دیکھو

بدامان کہن حافظ کی
 ہمیشہ عشق دامن کشیر دیکھو

ہوا عشق کا تماشا ایک خبر الدجا جھکو
 دکھا دی اسی صنم چہرہ تو از بہر خدا مجھ کو
 پھروں ہوں در بدر اور کو کچھ حیران و سرگرداں
 در پیہر مغال پر ہوں پڑا میں اک بھروسہ پر
 خدا را رحم اے ساقی بجال بے تو مفلس
 میں دیوانہ ہوں سودائی رخ و زلف معبر کا

خدا جانے کب دیکھو میں نور خدا جھکو
 کروں قربان سو جاں پاؤں درہ شعلہ کی جھکو
 پریشاں کر دے میں ہر لحظہ وہ زلف دو جھکو
 سوا اس در کے عالم میں نہیں ہے دہرا جھکو
 پیاسا اک نظر کا ہوں نہیں کچھ آسرا جھکو
 خدا لے بیچ وہم میں سقد زلف دوتا جھکو

نہیں نظر نہیں حافظ کی سوا اک دھڑکاٹے
 ہے کافی دو جاں میں سنت خیر الورا مجھ کو

چہرہ کس نے دکھا دیا مجھ کو
 عشق کس نے سکھا دیا مجھ کو
 غیر ولس بکھر ہے نہیں کوئی
 کچھ رہا میرا نام اور نہ نشان ہے
 سوتا تھا میں براحتی مستی
 بزم میں اپنی کیسا ساقی نے
 پیرنداں نے حق کے مصحف کا

ایسا بخود بنتا دیا مجھ کو
 در بدر کیوں پھیرا دیا مجھ کو
 نفس یہ ہی سنا دیا مجھ کو
 مجھ سے ایسا متا دیا مجھ کو
 کیوں اچانک جگا دیا مجھ کو
 جام وحدت بلا دیا مجھ کو
 کیا ہی حافظ بنتا دیا مجھ کو

خون دل کا پالیا مجھ کو
خوب کچھ جلا لیا مجھ کو
دعطلبے حد سنا لیا مجھ کو
کیسا جلدی پالیا مجھ کو
خاک سے بس ڈٹھا لیا مجھ کو

کس نے مائل بنا لیا مجھ کو
آتش عشق نے مجھ کو مہر ہے
داعظوں نے بچھڑ جھٹسا م
بزم دلبر میں ساقی جاں نے
حضرت عشق پر تثار ہے جاں

حافظ رند عشق جاناں نے
مست و شیدا بنا لیا مجھ کو

غیر دلبر کے کسی تھر کا طلب گار نہو
گل جو وہ دل جو محبت میں گرفتار نہو
کیا ہر عاشق جو وہ سوا مہر بازار نہو
کیا ہر ملک کی جو وہ مثل سنگ مر دار نہو
کیا ہر اسلام جو یہاں بخود و شہر نہو
آنکھ میں دیکھنے کوئی جزیر نہو دلدار نہو

ہے مزا عشق کا عاشق سے جدا یار نہو
حیف اس چہن پہ جو طالع لدا نہو
جب دیا دل تو کہاں عزت ناموس فرو
مقتل عشق میں محروم جو ہر قتل سے وہ
میکدہ سے ہر الگ ساقی جانی غافل
عاشقو نکا ہر ہنر کچھ طلب غیر کے ہو

ہے عجب رند و نعل باز تو حفاظ و التبر
کیا ہر عاشق جو پہلا چاہک و عسک ار نہو

کیا ہر معشوق جو عاشق پہستہ نگار نہو
حشر تکا و سہیں بجز رحمت و ادبار نہو
مرض عشق صنم میں جو کہ ہمیت ار نہو
جو کہ مقتول باغ بنجر خوشخوار نہو
بیچ میں زلف سے بیگنی جو گرفتار نہو
کشتہ ناز و اداس تہ طسار نہو

کیا ہر عاشق جو مگر کشتہ دلدار نہو
یارو جس دلیں خیال مرغ دلدار نہو
وہ ہر مرد و ازل مردہ دل و ناہنجار
خاک ایسی ہر عبادات خدا سے غافل
ہے وہ محروم ازل مردہ جاوید دل
دو جہاں کی ہر مصیبت میں کھینچا نہو

حافظ دولت امیر ان میں دیکھو نصیب
سیکھ میں جو می و جام سے شہر نہو

ایرو کی دلدار اور مہ کو برابر کر دو
دوستو اس نقد جاں کو میں گردن تم پر نثار
زاہد و نجیس تمہاری حق پرستی کیا ہو اب
شیخ صاحب نجیس ہم بھی دانہ تسبیح کا زور
ہمدرد ہو مگو غرض کیا ہو مرد نہیں یا جیوں
ناصحا درد و مخالف آپ کا دیکھیں دُعا

زلف اور ماریسہ کو یار و ہمسر کر تو دو
بہر حق تم کچھ ذکر اس کے سنبھل کر کر تو دو
حشوق کے میدان میں سر زیرِ خنجر کر تو دو
کوئی لبِ ہرستِ جنت تم برابر کر تو دو
محبہ سے واقف تم او سرابِ ہوا کر کر تو دو
مردہ بستاں جان کو تازہ و تر کر تو دو

شیخ کا تسبیح و جہہ دیکھ لیں گے حافظ
زاہد بہودہ کو ملک غرقِ ساعر کر تو دو

ہمدرد ہو اشک میری آنکھ سے آنے تو دو
دیکھیں کیا سمجھایا گادہ عاشقِ دیوانہ کو
زہر سے ماریسہ کی جو درد ہو زار ہمدرد
جل جگہ نارِ جہنم آو آتشبار سے

خونِ دل آتا ہی یار و اسکو بہ جائے تو دو
ناصحِ نوادان جو آتا ہو اسی آنے تو دو
زلف اپنی کچھ ذرا اب او کو سلجھا کر تو دو
داعظ و دے مجھے اک شعلہ بھڑکا کر تو دو

ہمدردی برپا قیامت حافظِ گلزار میں
قامتِ سرو نشی تک اسکو دکھلانے تو دو

مہ کو تو ذرا کو خیمہ دلدار دکھا دو
تلوار کی حاجتِ تجرۂ کچھ لبیل جاں کو
چوں سنا غز سے تشنہ لب ہوں میں یا سیا
کا فر ہوں خیال آو جو جو رانِ جنان کا
سو تیج گوارا ہیں مجھے حضرتِ دل کے
ہو جاؤں مرید آپ کا اے شیخ ابھی میں

از بہرِ خد افاضہ خسار دکھا دو
اکبار مجھے ابروئے خسار دکھا دو
نقشِ کتبِ پاساقیِ ششمار دکھا دو
اکبار مجھے تابشِ خسار دکھا دو
لے دو ستودہ کا کل خسار دکھا دو
تسبیح جو بے رشتہ زار دکھا دو

الکرم میں ہوں ویران یہ محبِ دیر و مستجاب
حافظ جو تماشا شہرِ بازار دکھا دو

یارِ آجا و محو ذرا اب مر مر دیکھیں تو

تیری تاثیر کو اے جگر دیکھیں تو

باغ دل ہوتا ہے سرسبز و شاداب کہو
گر ذرا ہو دے نقاب اس رخ پر نور
وہ کھڑا ہو گا ابھی گور میں اپنی والہ

تیری سیلابی بھلا دیدہ تر و کیمیں تو
کس طرح روشنی دین شمس و قمر دیکھیں تو
آپ تک چشم عنایت سے ادھر دیکھیں تو

ردیف

دین و لکان دیا جان جی دیدی حافظ

ہائی

کیا شان ہماری ہے کیا شان ہر والہ
سامان نہیں کچھ بھی جز صابر مولا
سب تن میں برکات ال میں صابر ہی عالمی
جز صابر مولا کے نہیں میری نظر میں

جبریل سا در پر مرے دربان ہر والہ
اب کس کا خدائی میں یہ سامان ہر والہ
کیا تن ہر مرا کسی مری جان ہر والہ
یہ نظر سچی در دی در مان ہے والہ

ردیف

سب کچھ میرا پروہی مستحق حافظ

یاعی

عشق میں رنج و مصیبت سکھو اور خطائی
کیا ہی دولت حق نے بخشی جو بزدان ہر
کیا تماشا ہے عزیز فاؤ کی الفت میں مرے
ناصح نادان بکھتا ہے ذرا تا ہر مجھے

نار دوزخ بہتر از نعمتے جنت ہو گئی
بست پرستی او گئے حق میں جو عباد ہو گئی
خود بخود بس دشمن علی ساری خلقت ہو گئی
یہاں تو اس سرور کی سرور قیامت ہو گئی

پاکبازی جی کہ دیکھی حافظ بیدل کی یا

واعظ سجادہ کو خود ہی ندامت ہو گئی

یا محی الدین قادر ہر دہائی آپ کی
دو جہاں میں رہم ہر او جاتر میں غم عام
میں خدا و مصطفیٰ عاشق تہیکار کیمیاں
لا تمکاں تحت الشریٰ رض و سماں تحت دولت
صورت فضل خدا ہر صورت محبوب حق
نام تیرا ہر شفا کرم در مداخل اغیاث

سب میں آسمان میں ہر خدائی آپ کی
خلق احمد جو صلت مصطفائی آپ کی
دو نو کچھ حسن و صورت خوب گئی آپ کی
ہر جگہ چھائی ہوئی ہر بادشاہی آپ کی
جا بجا روشن ہر بس جلوہ نمائی آپ کی
ذات کو دار الشفا حق نے بنائی آپ کی

حد سے گذر رنج و رحمت حافظ ایزد نام کا
ففضل و رحمت ایزد و املین سمانی آبی کی

چھاد ہی پر طرف بس روستانی آئیگی
ایسا بجا آئیگی نظر میں پر خدائی آپ کی
شمس سے برتر ہے بس جلوہ گائی آئیگی
ذره درہ میں جو ظاہر بس خدائی آئیگی
ہو نرالی دھج غیب مشکل کشائی آئیگی
عرش سے بہتر ہے بس کشور کشائی آئیگی

یا علو الدین احمد ہے دہائی آپ کی
جس نے دیکھی ہے صنم نازک کلائی آپ کی
سجو تاملی ہو برستاں تیرے میخانہ سے پر
پاک ہوزات مقدس تشبیہ و تشبیہ سے
کیسی ہی مشکل ہو لیکن کچھ دراز کر نہیں
میں گدا در کے ترے دونوں جہان کا

فصل و حرمت ابنو دلیس سمائی آپ کی

چتون میں لگاوت سین غضب مڑگاں جھبک پھر دیسی ہی
دل چھین لادو کی چین میں ابرو کی دھمک پھر دیسی ہی
غیش میں لبو کے قند بھرے دانتوں کی چمک پھر دیسی ہی
رخسارے میں اُوس کے رنہ بھرے مینی کی پھر پھر دیسی ہی
نک مک سے بنی اور خوب سگی اور چال لچک پھر دیسی ہی
سج دھج پر عجیب نگاہ پر غضب بالونکی اوچک پھر دیسی ہی
مچھیں میں کشلی رس کی بھری عشوہ سر انگ پھر دیسی ہی
سوناز کرشمہ لطف و حیا غصہ سے آنک پھر دیسی ہی
خوبی و لطافت لطف و حیا اور دل کی جھٹک پھر دیسی ہی
گردن کی عراجی ٹوٹے بھری باتوں میں متک پھر دیسی ہی
عشاق سے ادب کی چھین چھپٹ اور ناز و جھٹک پھر دیسی ہی
ابرو کی گماں اور شوخ جواں جبرے کی چمک پھر دیسی ہی
ہونٹ نہک کران جبرے شوخ سر جھٹک پھر دیسی ہی
اسکا خطا سر گردن ہاں الگ اور دیک پھر دیسی ہی

الطاف کو کئی بار میں کیا بھیڑ بھار ہر
معنے میں جوش زن وہ میخانہ صابری
وہ چاہی جسکو دور میں شامل ہوید ہر گ
محبوب ناز میں ہر جو محفل میں شوخی

فاشاں کو جو وہ لکھا گویا نعل تار ہے
صورت میں گرچہ بعضو نکو ہائے ستار ہر
جسکو بچا ہر آنا بھی او کو پستار ہے
عشاق سی جود کیو عجیب چھیر چھار ہر

جز کوئے یار نہ کیا جو سحر فطائے غور سے
آبادی اس جہان کی بالکل اوجاڑ ہے

زلف ہیں حیرتہ دلدار پہ بل کھائی ہوئی
جن انسان ملک اقصیٰ سما حور و سری
یہ سج کا کل مشکیں کے رہائی ہے کسے
یا دھیری مری مغز کو ہر تسکین کہاں
جو ہیں محروم محبت کی پریشانی سے
دل عشاق پریشان کو کچھ خوف نہیں

سیکھوں مائل و فرزانہ میں حکرائی ہوئی
ہیں پریشان مگر بھرتے میں کھائے ہوئی
سب گور کہتے ہیں مگر باتیں اچھائی ہوئی
سب پریشان ہیں دلجمعی ہوئی عم کھائی ہوئی
رہتی ہیں بیخ سودہ خون جگر کھائے ہوئی
گو پریشان مگر رہتی ہیں دل پائے ہوئے

دیکھ کر عارف سواہی پریشانی کو
سب ہیں حیران مگر عقل کے بہکائی ہوئے

جبت سنئے ہیں کہ ہمایہ میں پائی ہوئی
رہی تصویر کی مانند ہم اس بت کی محفل پر
کل جو اس شوخی محفل میں نغماں کرتا تھا
آج بھی اوسکے جو آئین کی نہ بھیر گئی تو بس
جو ہیں طالب تری دیدار تیار می و اللہ
آہ افسوس پھنسا چاہہ رنخدا تمیں عبث

کیا دوام پہ ہم بھرتے ہیں گمراہی ہوئی
رو نہیں سیکھی ہیں سنگ آنکھوں میں گمراہی ہوئی
آج لوگ دسکو لڑ جاتے ہیں کفنائی ہوئی
ہم وہ کر سٹھینگے جو ہمیں ہیں ٹھیرائے ہوئی
راہنما ہوتی ہیں در پر تری عم کھائے ہوئی
پھر کے آنا تھا جو اوجھا ہمیں سمجھائی ہوئی

آفتاب رخ دلدار ہے تاباں سحر فضا
زلف دو ماہ ہیں اوس چہرہ پہ لہرائی ہوئے

سنگ لہری ہوئی ہم ترے دم کے آگے
سنگ لہری ہوئی ہم ترے دم کے آگے

خاک کوئے در جاناں کے جوئے ہیں لا
حسن و خوبی میں جو ہیں شک فرماؤ ہمیں
دیکھ لیغز میں جو مشہور ہیں جوان جہاں
جہاں کس طور کوئی کوئی قاتل میں لا
وہ نظر باز ہوں میں ندبہ نوش مسگر
جہاں و ایمان فدا نفع و ضرر سے غالی
ہوں غلام دیر محمد علی احمد حق

وہ جہاں کہ نہیں میر گنج و گوہر کے آگے
ہیں وہ بقدر مر و خوشی و فقر کے آگے
کب وہ بھیر میں میں نہا میری نظر کے آگے
کون آتا ہے جلا تیر و تبر کے آگے
قد چھوچی نہیں دید و تر کے آگے
دنک ہوتے ہیں فلک میرے خطر کے آگے
دو دنوں عالم ہیں فنا میرے تر کے آگے

حافظ آقا ہو گدا در گدا صابر کا سلام
مستعد رہ بچہ آقا تو اوی در کے آگے

عاشق کہا نے لا و دل جاں نے نئے نئے
ناز و ادا سے تیری کہا تنک بچے کوئی
ملو فان فح کیا ہے نظر میں مری بھلا
وہ آوا تیشیں و کہا سب جگر مسد ام
مال و منال ملک سے کیا کام ہے ہمیں
عاشق کو کیا غرض جو تماشا کی غلد نے

ہر دم کرے جو بچہ وہ قرباں نے نئے نئے
تو بے کرے جو قتل کے ساماں نے نئے نئے
اشکو نشو میری و مند میں ملو فان نئے نئے
ہم کو ملے ہیں عشق میں ساماں نے نئے نئے
حاصل میں چشم و گوہر غلطاں نے نئے نئے
کھلتے ہیں اوسکے املیں گلستاں نے نئے نئے

حافظ سے تنگنا صبح ناداں ہے بچہ نہیں
منکر ہیں اوسکے گبر و مسلمانے نئے

سیراب عشق سے حق بیتاں نے نئے نئے
کس طور ہو گذر ترے کو بچہ میں ہے صدم
میں ہی نہیں ہوں کشتہ شمشیر ناز کا
شوہر جنوں سے راہی کہا تنک ہر آؤں میں
سامان ہو کہا نے غرا بات عشق میں
تم ہو ناز و روزہ میں مشغول شیخ بھی

عاشق کے املیں ہیں گلستاں نئے نئے
در پر تر تر ہیں سیکنوں درباں نے نئے نئے
بہمن ہیں اوسکے سیکنوں درباں نئے نئے
ہوتی ہیں پاک روز گریباں نے نئے نئے
رہتی ہیں دہان تو بے سرو ساماں نئے نئے
عشق صدم میں یہاں ہیں پریشاں نئے نئے

زادہ مرغ خانگی جڑہ میں حافظا
تھنے گئے ہیں قطع میاں باں نئے نئے

پھنے اونٹیں پیڑ و جواں کیسے کیسے
کریں ہمیں شور و فغاں کیسے کیسے
ہمیشہ وہ شیخ زمناں کیسے کیسے
ملے خاک میں گلرغاں کیسے کیسے
تباہ ہو گئے کارواں کیسے کیسے
ہزاروں وہ شیرزیاں کیسے کیسے

بچھے دام الفت یہاں کیسے کیسے
بہت شیخ و زنا پرستی و عطا و مثلاًں
ہوئے ہاتھ سے اسکے غارت عزیز
ہزاروں جہیں اور کسمیں بدن
برہم و محبت عزیز و جہاں میں
ہوئی کم زرو باہ انہ کس معرکہ میں

تری کیا مجال اور طاقت ہے حافظا
مری اسمیں میں پہلوں کیسے کیسے

رات بھر اس در دہر آخر شماری چاہے
ہم سے دیوانہ کی تلوعم گساری چاہے
کو نیچہ جاناں کی ہم کو خاکساری چاہے
مینو کو ہر زباں زاری زاری چاہے

ناصح عاشر کو ہر دم جان نثاری چاہے
ہمد مومرا عیث دل لنگ کر رہو بھلا
سلطنت کرد و جہاں کی غارتگری چاہے
شیخ و زنا پرستی کی غارتگری چاہے

گرچہ مستغنی ہو حافظا وہ غرور حسن میں
تھکو ہر دم رات دن غم شکن زاری چاہے

عاشق کو خاک راہ کو جاناں چاہے
رند عیاد و بھو ہر دم آہ سوزاں چاہے
بستر عشاق پر خا و مغیلاں چاہے
عاشق کو خاک سرخ و دیدہ گراں چاہے
ہم کو سوائی ملامت خانہ دیران چاہے
عاشق کو دل پریشان خاک دامان چاہے
تھکو حافظا محض فضل شاہ جیلان چاہے

زادہ و کمزور و جہاں باغ و بہاں چاہے
زمین پرست شیخ صاحب سحر مرغان چاہے
مسند قالین ہر دوا عطا مغرور ہے
مبتلا ہر عتبہ گنج و اگر کی قید میں
دولت خیر و سلامت ہو تجھ کو ناصیب
جیہ کو ستار و جامہ بس تجھ کو روزی ہے
غرّت کو نین جیہ کو چاہے اگر دسکو ملے

عشق میں سارا عاشق سارا ابترا ہوا
شیخ صاحب کو تو حق سے گنج دگو ہر جا ہوا
عاشق کو ہر حرام ان کی خواہش میں
فرقت جاناں میں حیراں اور پریشان بنا
شنگ و ناموس حق عالم سداہ عشق ہے
ذلت و خواری ہو بہتر سلطنت و عشق میں

حال عاشق سرسبز دیو در سر چاہا
اور زام کو خدا سے حوص دگو ہر جا ہوا
ہر صید عاشقاں اک لعل تر چاہا
عشق تر سامع بچہ اور شوخ کا فر چاہا
جیجا اور زار در موادید تر چاہا
لی کہ داغ طرچ جاو سکندر چاہا

فاک راو میدہ آنکو نکا اپنی مسکر کر
بجو کجا حفظ پیر دی زین پیس چاہا

عاشق کو کب جہانگیر لیت شہر چاہا
صبر الوب نبی اور گریہ یعقوب ہو
عاشق حسن صنم کا مرد میدان تو خوب
مسکنت عاجز نبی و فقر و فاقہ فر ہے
وہ تکبر اور رعوت شیخ صاحب کو دے
نا تو اتنی بیگسی بنجار کی ہر حسن حق ہے

رات دن ہر صنم میں حال تر چاہا
روز و شب زار و پریشان دیدہ تر چاہا
بچہ فقر و اور شجاعت مثل حیدر چاہا
ہر زماں دگو لئے خالق پیس چاہا
زندگی عاشق کو چوں شیر و شہر چاہا
عاشق کو پیر دی سبط پیس چاہا

دلی جمیعت سوزیا ہر حافظ او سکوی
تو ہر عاشق دل ترا بس زار مضطر چاہا

اس قدر گرمی سے حسن کے بازار کی ہے
سرو قامت سے تری کیا ہر قیامت برپا
بجدا کوئی تمنا مجھے دنیا میں نہیں
نا صحا خار و قیامت سے تری کیا ہر ہمیں
کس خیال آتا ہر جنت کا تری کے داغ
ترخ تر آنشکہ اور ابرو میں محراب جہاں
چھوڑ کر صدمہ زارہ کو تو بیل او حافظ

کچھ حقیقت نہ یہاں یوسف لہار کی ہے
مثل منصور زمانہ کو ہوس دار کی ہے
ہاں اگر تو تری سایہ دیوار کی ہے
سیر ہر آن نہیں دس گل گلزار کی ہے
جب پرداہ میں کچھ گلشن گلزار کی ہے
پوچھ کیا وہاں پہ بھلا کا فرو ویندار کی ہے
دل میں تیرے جو ہوس خانہ خوار کی ہے

ناصح نادان پر تو کھتہ گیسری ختم ہو
بے ادب عشاق کو کیا دیکھتا ہو حقیر
زادہ انیسر و دل اندھا ہو بوجہ جان سے
حضرت سلطان جان و نظام پیشوا

جہاد و سبکی پندوں کو نہ گیسری ختم ہو
عشق کے سلطان میں دینا سبکی ختم ہو
عاشقوں پر عشق سے روشن گیسری ختم ہو
زمین راہ خدا پر دستگیری ختم ہے

حافظا ہوتا ہو صید و حشیاں تو دام سے
تجھ پہ دام و قفس ہر دم اسیری ختم ہو

جسکے ہم عشق میں سوا ہیں وہ جاناں کی لپی
کعبہ و دیر سے مقصود یہ ہی ہے واللہ
تاب کیا ہو جو کوئی جلوہ صابر دیکھے
جلوہ احمد صابر کعبہ اجلوہ حق
طاق ابرو کے سوا سجدہ عشاق نہیں
آستانہ درمقدم علی احمد حق
زادہ اخاک عبث ہو تری یہ تخت رنج
خاک روئی در میخانہ جہانم آدمی

منظر ذات خدا صورت رحماں ہے یہ ہی
احمد صابر مقدم وہ سلطان ہے یہ ہی
ہاں مگر نکس بعد پردہ سوا یاں ہے یہ ہی
طور اور موسیٰ کا بھی حال پریشاں ہے یہ ہی
فتویٰ پیر مغاں مشرب رنداں ہے یہ ہی
عاشقوں کو تو میاں تخت سلیمان ہے یہ ہی
دو گہ پیر مغاں درخشہ رضواں ہے یہ ہی
سر نہ نور لہر دیدہ گریاں ہے یہ ہی

حافظا کیا ہو تمنا ہے جنت کی بھلا
باغ فردوس جو خلد کا بیتاں ہے یہ ہی

زہد و تقویٰ اور سحر اور عشق جاناں در ہو
عاشقوں کے در و عطا سحر نادان کے خیر
وہ پری پیکر بشر ہے یا کہ ہے نور خدا
کیا نزاکت رکھتا ہو وہ تند خو آش مزاج
باتوں توں میں بگڑتا ہو عجیب نازک مزاج
کچھ نہیں ملتا پتا یہاں لطف و ہر و قہر کا
صابر و دلدار ہو یا جا بر رعیت ہے

خلد و جنت اور سحر اور کوئے جاناں در ہو
یہ تو در و لا و اہر اسکی درماں اور سحر
حسن مغربی میں عجیب و سکا نزال طور ہو
وہ میں لطف و قہر کی اکدم میں ظلم جو ہو
اک نظر دیکھا تو بچے بچہ جو بیچھا اور ہو
چہن سے باس چہن سے تو کہ کچھ عجیب ہی طور ہو
یا ہو حافظا مینو اور عجز کا سا طور ہے

ہمارے دل کے لہجے کو زلف یار کافی کر
رقیبوں سے جو مل کے مرے دل کو جلا کر ہو
ترے سجدے کو اعتراف دے عراب عبادت ہر
بھر و سحر مجھے دعا حفظ تو از بند و تقو کا
انہیں کہ تیرے ہم غفلت بخش نہ تیری
میں پوانہ جوں سودا کی بزلت رخ تماشائی

فل کر ملک و عارضی کے نیک و لدار کافی ہر
ہمیں تو تیری فرقت کی ہی انار کافی ہر
عبادت کو ہماری ابرو سے لدار کافی ہر
غیر زند غفلت کو وہ بھٹک یار کافی ہر
ہمیں دنی تو جہستہ یار کافی ہر
نظارا نور پاک اہل مختار کافی ہے

جناب عشق کی مہر دم خدا جو خون عاشق ہر
اموہینے کو حافظ کو بہت خوشوار کافی ہر

لورحق ظاہر ہوا صورت انسان میں ہر
تراپدا غفلت و تنہائی مجھے سے زیبا
شیخ کو حور و قصور اور لغیم حبست
جو ہر مخلوق کا عاشق وہ ہر محروم ازل
طعمہ ذائق و زمین حق نے کیا گلشن کو
حق کو وہوند ہر پہلا مجید و دستا میں شیخ

جلوہ ادس نور کا سب شہر و بیابانیں ہر
چہین عاشق کو بس عشق کے سید انیس ہر
راحت عاشق کو فقط کو نچہ بیابانیں ہر
عاشق حق کو طلب رحمت رحمان میں ہر
رزق ادس بلبل شیدا کا گلستان میں ہر
جلوہ خاص غدا میں غدا سیر سوزان میں ہر

ہو گیا مجید مہربان وہ دسبہ حافظ
کیا ہی تاثیر تری آویز لیشان میں ہر

تو ستو ادس یار کی نازک کلائی ہر سو ہر
شہرہ دوران کے آدابے لاجار ہوں
میں حقیقت ادس کافر کی کسکتا نہیں
تنگدہ کی سیر میں سا پھر حیات نے
میکدہ میں لیکے مجھ کو ساقی شہار نے
تو تو میری دروہاں فصیح بہلا اب کیجے کیا
دولت مٹی و رندی دولت جاوید ہے

ذات حق سدا کو میں جیسی ساقی ہر سو ہر
ورنہ جو تقریر میری دل میں آئی ہے سو ہر
پیر زنداں مجھے انیوں کملانی ہر سو ہر
تبت کی قدرت اور عظمت جیجہ کملانی ہر سو ہر
جیجہ کچھ چھاک چھاک کے مجھ کو بیٹانی ہر سو ہر
بادہ و جام و سب کو جو صفائی ہر سو ہر
حافظ ابو عمر میری دلو بہانی ہر سو ہر

عشق جاناں یا ہر اسرار خدائی ہر سو ہر
عاشق جاناں جو ہیں آزاد طلق سب طرح
دین و ملت تیرا ہی خوب دیکھا و اعظا
بار ڈالا اک نگاہ ناز نے اوش کی
ایک نہو کر ناز و زور نہ کیا مقتول کو
ہر شعلہ شمس محروم جو خفاش بار

قلب میں عاشق کی جوتی کی سمائی ہر سو ہر
دیکھ تو نادان یہ رسم خدائی ہے سو ہر
وہ تو بہتر ہو مگر تیری صفائی ہے سو ہر
میرے دلبر میں لمبی دلربائی ہر سو ہر
اوس میسحا میں خدایا نوش والی ہر سو
آنکھ میں اوسکے عجب بی بی بی ہر سو ہر

ہر گدائی قادر می حافظ غلام صابری
سلطنت کی خوشی میری یہ گدائی ہر سو ہر

ایک عالم ترے شمع پر پروانہ ہر
سبکدہ میں گذرا اکدن ناصح نادان کی
ہوش سبک کرے جب دیکھا حسن سبکدہ
کیا ہر منہ نامر دکا جو سوئی میخانہ وہ جا
یہ خودی دیوانگی تو ہر شعاع عاشقان
اکا خر عشق صنم ہیں دین ایما نسو غفور

اس جن میں جو کہ ہر دہیرا ہی دیوانہ ہر
جسکو دیکھا میکے مر دہ بخود و مستانہ ہر
بولایا یہاں تو چہ نہ غیر جام اور پیانہ ہر
ساکنان سبکدہ جو کوئی ہر مردانہ ہے
اسے ہر محروم وہ جو عاقل و فرزانہ ہر
اب تو ہم ہیں اور بیت اور کا فر تھانہ ہر

ہل گئی آنکھیں ہماری در نظر آیا بچھا اور
دیکھنا حافظ تیرا یہ کیا سخن رندانہ ہر

ہمارے قتل کو وہ دلبر جانانہ آتا ہے
میں یا بس شمار ہو نیکو او کی رد و برعلدی
ششابی سے براتی جان بختن سے بکھنے کو
دام مل رہا ہر دے او کی بزم شہرت میں
یہ میدان محبت ہر نہیں ہر صومعہ زائد
یہاں تو بہن بخود اور خالی عقل دانس
یہ یمن پر وحدت شاہ شاہان سلطام دین

ذرا دیکھو تو یارو کیسا کچھ مردانہ آتا ہر
کہ جیسا شمع کے اوپر گویا پروانہ آتا ہر
نواہ سے پہلے دل میں لغزین ستارہ آتا ہر
جو کوئی چاہے وہ یہی نظر میخانہ آتا ہر
سراپا ہر تیرے رکن کوئی مردانہ آتا ہر
کب اس سید انیس وہ عاقل و فرزانہ آتا ہر
سراپا ہر تو حافظ عجب مستانہ آتا ہر

کے حسن جمال کے ادھر ہر اک دیوانہ ہوتا ہے
جہاں سلطان عشق آتا ہے آبادی کا کیا امکان
نہ طرف کعبہ مسجد نہ سوئے دیر و میخانہ
رہیں میں شاد و خوش وہ دشت و بیابان
عجب ہے یہ تصرف حضرت شاہ محبت کا
نہیں ہر اس کی مجلس میں شام و شرم کا کچھ کام

تری الفت میں بخود عامل و فرزانہ ہوتا ہے
ہزاروں سہر دل آباد ہوں ویرانہ ہوتا ہے
تو چہ کرتا ہے ہر ساکن میخانہ ہوتا ہے
بیگانہ رنج و غم راحت کرد و بیگانہ ہوتا ہے
جہاں دیکھو وہاں بس سکائی افسانہ ہوتا ہے
اگر ہوتا ہے تو جام و سیو پیمانہ ہوتا ہے

یہ کیا رندی وستی ہے تری احاطہ فطر سوا
ترا جو شعر ہوتا ہے تو بے باکانہ ہوتا ہے

جس پر و پر دل نادان ہوا دیوانہ ہے
میں ہی کچھ تنہا نہیں و سکا گرفتار بلا
مسجد و محراب منبر مدسہ میں قیل و قال
حج کعبہ حاجو کچھ اور زیارت شیخ کو
ہر کوئی تھوڑا بہت اسکے نشہ میں مست ہے
ایک قطرہ جز چکھا تیری غم سے ساقیا

متلا او سکا ہر اک ہشیار اور فرزانہ ہے
ہر جگہ اس لطف و رحمت کا دیکھ لو افسانہ ہے
یہاں تو وہ جام و صراحی و سیو پیمانہ ہے
بوسہ گاہ عاشقان خاک درخمار ہے
کیا ہی فیض عام ہے اور یہ عجب خم خانہ ہے
تا اب وہ دین دنیا سے محض بیگانہ ہے

ایک جر عدا ز کف ساقی جاں شاہ نطاسم
پہنچا حافض کو عجب و سکا سخن مستانہ ہے

جسے مجھ کو وہ تصو چہرہ تابان ہے
غیر جاننا مجھے نہیں ہر دولوں عالم میں کوئی
جب دیکھا ہمیں او سکو جلوہ فرما ہر جگہ
یا آئی یہ عالم یا سہی گلزار چشم دا
ہر کہیں گل و گلشن غار اس کے ہنکو ہر عجب
جو کہ ہیں مل نظر بینا میں حسن یار کے
بجھو جو کیا کام حافض از طفیل شہ نام

سار عالم میری نظر و نہیں کی بنیان ہے
یہ ہی مذہب ہے مرا اور یہ مرا ایمان ہے
جو نظر آتا تھا گلشن اب وہ باغستان ہے
حیف ہے نظر و نگاہ کی مگر زندان ہے
صنعتیں عشق کی ہیں عشق کی کیا ہے
وہ جو نابینا ہے اس کی سخت تیران ہے
تیر حق میں سار عالم عشق کا قرآن ہے

یا الہی عشق کا دلیں مری مسکن رہی
 ہو دی کر سینہ مراد دل مجھ سے نکار
 گزریوں صد بار دم دلبر تیخ ابرو صم
 لکھرا تھ ادھر جیسے گزرتیخ ابرو کا
 سجدہ میرا جو تھ خاک درخمار کا
 رہبری کو میری عشق شعلہ رو کافی رہی

طوق عشق دریا کا حلقہ گردن رہے
 حشر تک دشمن مرادہ تربت دہن رہی
 تا ابد ویران میرا شک صد گلشن رہے
 تا بہ محشر خانہ ایمان میں شیون رہی
 ناصح نادان مجھ سے روز و شب ظن رہے
 واعظ بیہودہ کیسا ہی مرار ہزار رہی

حفاظا کیسی ہی مشکل ہو تو کچھ غم نہیں
 ایک تیری دلیں گر عشق تربت پر فن رہی

جسکے ہم عہد میں تہ تو بہت بڑی رہی
 کچھ نہیں دلیں مری غیر رخ و زلف صم
 تیخ ابرو میں گنجے دونوں طرفی اللہ
 مجھ میں طاقت یہ کہاں کیوں نہیں دی
 تو بہ ایمان کی کڑی کفر صم مول لیا
 دین دنیا زباں سے ہوا بیگانہ

جسکے ہم قیدی ہیں وہ زلف گہ گہ رہی
 دلی تعمیر جسے کتنی ہیں تعمیر رہی
 مستعد قتل پہ جہیز کہ وہ شمشیر رہی
 جسکی بوجا میں توں ہر آن وہ تصویر رہی
 چارہ کچھ اسمیں نہیں میری تو تقدیر رہی
 حضرت عشق کی اک تہذیب سی تاثیر رہی

یوں تو آتا نہیں کہ میں تری دلبر حافظ
 مر لیٹان محبت کو شفا ہو دی تو بہتر رہی
 ہزاروں بلبلان میں و افغان چین رہی
 چین میں جو کہ شکی ہو گا غم کے صد کہ
 دین جہیز غنچہ نکادہ ہیں سب انصاف رہی
 تری اگر بار رحمت گلستان کل کہلا رہی

شاید آجادی اگر تو نہ تو بہتر رہی
 جو مشتاقوں پہ پیر اب عطا ہو دی تو بہتر رہی
 جو کل دماغ او نکا صفا ہو دی تو بہتر رہی
 وہ ہو سب بزم کج و جفا ہو دی تو بہتر رہی
 کہی باد صبار رحمت جودا ہو دی تو بہتر رہی
 جو حفاظت بندہ اہل صفا ہو دی تو بہتر رہی

دیکھیں

ہمارا حال اپنوں جو کل جادی تو بہتر رہی
 یا و بار رحمت کی چین سب بزم ہوسار رہی

پریشانی دل تری بل جادی تو بہتر رہی
 خزانہ دہر صم غم کا نخل جادی تو بہتر رہی

جلے باد صبا ایسی کہ لکڑیاں گستاخیں
 ہزاروں بلبلین جو دین نثار اگر گستاخیں
 ہر بلبل مست و رشید ہمارے گل ہو پس پیدا
 حقارت عاشق تو کی دین مٹھی جو جود کی

جنوں و درمزل رنج و غل جاد تو بہتر
 ہمارے گل سے ہر بلبل جو بلجائی تو بہتر
 دماغ آن خشک مغز و نکاح اصل جاد تو بہتر
 منور ہووے دل و سکا سنبھل جاد تو بہتر

بفضل احمد صابر ہر حافظ رند شیدائی
 یہ جھگڑا جملہ ادیان و دمل جاد تو بہتر ہے

کہاں کی عبادت ہے اور کیا عمل ہے
 اگر تاہر تو زہد و تقویٰ پہ زائید
 جو نازاں ہے علم و عمل پر تو وا عہد
 اچے شیخ صاحب ذرا آنکھ کھولو
 یہ ذہن و ذکاوت یہ تسبیح و خرقہ
 بغیر از فضل کچھ ٹھکانا نہیں ہے
 گدا کو کرے دم میں سلطان عالم
 شقی کو سعید اور کافر کو عارف
 بد نیا و عقبے محراز و حقیقت
 کوئی کچھ کہو میں تو اتنا ہی جانوں
 محالات ممکن ہوں جسکے سبب سے
 فضل جسکے ہمراہ ہو خیر و شر کے
 فضل ہے جو پایا وجود اس جہاں میں
 وجود محمد ہے صورت فضل کی
 محمد کی امت کے عاصی و غافل
 مجسم وہ قدرت ہے قادر کی دیکھو
 وہ ہر سلب کا حامی حمایت ہے اور سکی

حقیقت جو دیکھو فضل ہے فضل ہے
 یہ کچھ بھی نہیں بس فضل ہے فضل ہے
 بد نگاہ حق تو فضل ہے فضل ہے
 اگر غور دیکھو فضل ہے فضل ہے
 نہ کچھ کام آدمی کے فضل ہے فضل ہے
 اگر ہر کمال کا فضل ہے فضل ہے
 یہ ہر شان کی فضل ہے فضل ہے
 اگر ہر کون دیکھو فضل ہے فضل ہے
 جبر و دیکھو وہ فضل ہے فضل ہے
 فضل ہے فضل ہے فضل ہے فضل ہے
 وہ کیا ہے یہی فضل ہے فضل ہے
 نہ پرشش ہے اس فضل ہے فضل ہے
 وجود نبی ہے فضل ہے فضل ہے
 بلا شک صورت فضل ہے فضل ہے
 سبھی جنتی ہیں فضل ہے فضل ہے
 وہ صابر ہے احمد فضل ہے فضل ہے
 سبہو کے لئے بس فضل ہے فضل ہے

بہ اطراف عالم ہی بس ندا ہے
جسے ہر بحر و سماوے فضل کا ہر
خدا کی کتاب اور حدیث نبی میں
بہ ادنا و اعلا فضل ہے فضل ہر
سبح و تحمید کا گذرا فضل ہے فضل ہر
یہی ہر اشارا فضل ہے فضل ہر

انہ مایوس ہو کفر و عصیاں سے حافظ
ترا تو ارا فضل ہے فضل ہر

جیسے ہم ادشمن رخ کے ہیں خاکسار و نہیں ملے
بادہ خواری خاکساری جیسے ہر غم اہیاں
شیخی و دستار دولت جھکو روزی ہو و شیخ
آفت جہاں آئی بادہ ہر آتش مزاج
سیدھی میخانہ کو جا کر بادہ خوار و نہیں ملے
پھر ہمیں کیونکر جگہ پر ہر گار و نہیں ملے
ہم تو ہیں بس زرد درواہ و شرمسار و نہیں ملے
بادہ جود اسکے عجب ہے خاکسار و نہیں ملے

برادر ہر کریم ابن الکریم اے حافظ
انہ غلام اد کے ہو کر اتنا جبار و نہیں ملے

دن رات جو بھیریں ہیں اوس ہر دے کچھ
میخانہ کو گئے ہم صومہ ہر کے توبہ
چول لعل اور گہر ہیں یہ اشک خون نکلیں
زاد تو ہر محنت اور بے وضو سراسر
ہم خاک میں ہیں یوں ایک آرزو کے پیچھے
لیتے ہیں خاک میرے جام و سہو کے پیچھے
اول میں شک آفرینہ لہو کے پیچھے
جائز نماز کب ہو اوس بے وضو کے پیچھے

اہوتا نہیں ملائم حافظ سے وہ پری رو
اگر عمر ساری گذرے اوس فتنہ جو کے پیچھے

کب ہوویں مریض اس دل بیمار کے اچھے
تدبیر سے کیونکر ہوں بہلا چارہ گرو نیکی
آگے بھی ہوئی ہیں کہیں عالم میں طلبگار
واعظ ابجد شتر تلک ہو گئے نہ زہار
زخمی ہوں کہاں برد کی تلوار کے اچھے
مجدوح نگاہ کرم یار کے اچھے
ہاتھوئی کسی کا فر عیسا کے اچھے
سودہ زردہ اوس کا کل خمدار کے اچھے

آرام کہاں جھکو ہو اس درد سی حافظ
ہیں تیر مرہ اوس بت خوشخوار کے اچھے

ہم نے ہر آن تری طرزداد اور سنی اک نرالا ہی عجب طور پر تیرا دلش کچھ نہیں ملتا پتا لطف و قدر کا تیرے کیا ہی چس خداداد ہر پیارے تیرا	صبح کچھ اور سنی وقت مسا اور سنی گالیوں میں بھی تری مدح و ثنا اور سنی ہم نے ہر آن تری ناز و داد اور سنی ہند میں کچھ خبر ترک و خطا اور سنی
--	---

زادہ اجنت کی خواہش اور عبادت چھوڑنے بے محبت کے عبادت پر محبت کے بوالفضل درگاہ پر مغاں ہو درگاہ سلطان عشق مشرابِ رندی وستی مشربِ مخدوم حق در پہ مخدوم خدا کے جامِ بادہ صابری کی پل رہا ہر دور سا غریب میں و شمع کی	تیری پر رندی وستی تو عجب پر حافظ یہاں تو کچھ ہی ہو دوسری جا اور سنی
راشدان عشق صنم میں عیش و راحت چھوڑ دے عشق میں پر مغاں ہو عبادت چھوڑ دے جام و حدت نوش کرینہ زہد و طاہر چھوڑ دے اگر میسر ہو تجھے رب سب دلت چھوڑ دے دور میں ہو جا کے یہ شکر کی برکت چھوڑ دے ہر نہیں محروم کوئی جسکو حجت چھوڑ دے	

اللہ کرے عشق کا بیمار تجھے بھی جسطور کہ محبت میں ہوں تیرا سلامی جسطور سے میں در پہ تری گریہ کنان ہوں جیسا کہ ستم تو نے کیا مجھ پہ ستمگر	بندہ صابر پر حافظ از طفیل شہ نظام کیا عجیبے بندہ ادسکار پنج و محنت چھوڑ دے
جو ہر مجھے ہو دے وہی آزاد تجھے بھی کرنا پڑے پس اور کا دربار تجھے بھی روتا ہوا دیگوں پس دیوار تجھے بھی ایسا ہی ملے کوئی ستمگار تجھے بھی	

فرقت میں تری جانانِ لب پہ مری تائی چھڑتا ہوں میں دارہ ہجرال میں تری دلبر شکل پر وصالِ جال و ناصح یہودہ	بدنام ہوا جیسا زمانہ میں یہ حافظ رسوا ہوا دیگوں سربازار تجھے بھی
لے میری خبر جلدی اور ثنا سبھی تائی دنرات میں ہمتا ہوں دیوانہ صحرائی حل ہو نہ یہ شکل جز ساغر مینائی	

باتیں ہی بنانا ہے عشاق کی تو دعا عطا
گر دیکھنے نادان تو اکبار رخ و لبس
لیتا ہے حساب کسی جو ہیں گے زخو درختہ

دیکھی ہی نہیں تھے وہ شوخی و زیبائی
سب بھول جایا باتیں جاتی رہی گویائی
محشر میں ہو دیگی دیوانہ کی شنوائی

دلدار تری بریں رہتا ہے سدا حافظ
اگر جاں نثار اپنی ہے عاشق شیدائی

کیا طرز واداشوخ کی دل کو مگر بھائی
کیا حسن لطافت ہے اس شوخ کے چہرہ
وہ خال و خط و ایر وادیر مژدہ دیکھو
وہ چشم سیہ جادو ہے سحر بھر جس میں
پر جلتی ہیں جس جا پہ نادان فرشتوں کے
جب چہرہ ہمیں شکی پوجا تو بہر حال

اس عمر میں اپنی میں بس چہن نہیں پائی
پیشانی سے ہے تاباں صد جلوہ موسائی
ہر زلف سیہ سپر اور وہ قدر عسائی
دوب سے ہویدا ہے اعجاز مسیحائی
انساں کو ہے کیا قدرت پنجر سے بہ بیکتائی
خوش آتا ہے عاشق کو ناخوس کلیسائی

چہرہ جو نظر آیا ترسا بچہ کا منہ سرکا
حافظ کی رہی جاتی سب صبر و شکیبائی

کیا حق نے مجھ بخشی یہ سیکل و زیبائی
چھوٹا نہیں عالم میں سوا اپنی کوئی غنیر
ہر حسن ترا پیدا ہر جا پہ تو ہی تو ہے
کیا خوب تا شاہی ہر جا پہ تو ہی پیدا
جب ناظر و منظور سوا تیرے نہیں یار
یہ زلف سیہ تو نے کیا رخیہ بکیری ہے

بے شبہ خدا سے ہے یکذاتی و یکتائی
اللہ ہی تری غیرت ہے محو خود آرائی
تجسسا بھی نہیں شاید عالم میں بس ہر جا
ہر تیری طلب میں ہیں سب والد و شیدائی
پھر کس سے چہ پایا منہ نکھا دلیں تے آئی
اس رخ کے چہانے سے صد ہا ہو کر سودائی

صد مات جدائی کے جو حافظ نے اٹھائی
باقی نرہی او میں اب تاب و توانائی

معتشوق جو کہتا ہے خود بخود درائی
دل لیز کو عشاق کہیں کیسی تری باتیں

عاشق کو ملے یار و بدنامی و دروائی
کیا جانے کہاں سیکھی یہ طرز دلارائی

جز تیرے نہ عاشق ہو معشوق نہیں کوئی
اک آن مجھ اہم ہو تا نہیں تو دلبر
پردہ ہو ترخی خیر کیا زلف پریشان کا
فرقت میں تری جانان کیچ نہیں تھیں

معلوم نہیں ہوتا پھر کس سے تیرہائی
پھر آنکھوں کی غائب کیا طرز مجھے بہائی
عشاق تری دید کے سب پھرتے ہیں حواری
فریاد کہو لب پر ہرگز نہ مرے آئی

کوئی نہیں حافظ کا جز تیرے صنف والہ
پھر اوس الگ کیوں ہوا کا جز ترسائی

مریض ہم ہیں الف کے آزار کے
نہیں کچھ عرض کفر دیں کی ہمیں
رہا ہم تو ہیں قید کوئین سے
نہیں الکی جمعیت ہی ہم کو نصیب
کسی سے نہیں رکھتے ہم تو خیر
یو جہاری ہیں اک بت کے والہ ہم

دل و جان سے بندہ ہیں اوس یار کے
میاں ہم تو طالب ہیں دیدار کے
ہیں قید ہی مگر زلف خندہ کے
پریشان ہیں گیسوئے طرار کے
سوا ایک اوس اپن دلدار کے
نہ قابل ہیں غیر اوس طر حدار کے

کسی طرف جھکتا نہیں پنا دل
ہم حافظ ہیں قرآن رخسار کے

کیسے کیسے شہ میں دس قاتل سفاک کے
ماشقاں گریخ سیاہی کی سہیل ہوں
بقدر حسن سبک روبرو اس رخ کے
عالم علوی و سفلی دنگ اور حیران ہیں
جو کہ سودا ہی ہیں بحر ظالم خوشنوار کے
خاکرد ہاں کو محو صابر دور و گردش بری

کشتہ بکشتہ ہیں در پر ویش تپا لاک کے
غضب کے بکھر خاں شیدا میں حسن پاک کے
جملہ خوبان جہاں گویا ہیں ترہ خاک کے
سب کے سب مقتول ہیں دس قاتل مہاک کے
زخم کب چھو ہوں دیکھ سینہ صد چاک کے
وہ کہاں بایل میں رو انجم و افلاک کے

آستان حق ہے حافظ درگہ شاہ نظام
اولیا بھی منتظر ہیں کنگا و پاک کے

جب آتی ہے ہمو کو نچہ جانان کی

کچھ خبر رہتی نہیں بسند کی بستان کی

تنکے نظر دیکھیں میری بین دنیا کی گھٹنا
 خاک ہر کوئی کی تیرے برتر از خلد بریں
 کیا ہر محرومی الہی دولت دیدار سے
 ہووینگے جنت کے موتی اشک زما عاشقا
 اپنی حفظ نفس کو جان فیروزہ دین بنی

دلیں کج اگر زہرِ بے شق کے میدان کی
 کیا قدر ہے یہاں ہلاکچہر و صفہ رضوان کی
 بعد مر نیکی بھی خواہش جو راہِ علمان کی
 کیا ہر رفعت اور شوکت دیدہ گریبان کی
 یہ مثل سچ ہر زیاں ہر دوستی نادان کی

منکر دین نبی ہر منکر عشاق کا
 حافظ رکھ دلیں غفلت عشق کے سلاطین

ہم خوب خاک عشق میں تیرے اور اچکے
 رسوا ہوئے خراب ہوئے اور ذلیل ہم
 اب ہم نہیں ہیں تاب تو اں بھی نہیں
 ہم کچھ نہیں ہیں یا تو ہی ہر تو ہی تو ہی
 غائب ہو میری نظر دھنسے ہو تو ہو لڑیا
 کیا خاک زندگی ہر ہمساری جہا نہیں

اس جان تن کو ہر جس تیرے جلا چکے
 جو کچھ کیا تھا مجھے سزا اپنی پا چکے
 صدمہ پہ صدمہ عشق میں تیرے اٹھا چکے
 ہم نقش اپنا رو بہر تیری مٹا چکے
 کیا ہوتا ہے جو تم مرے دلیں سما چکے
 کیا کیا نہ داغِ عمر میں پنی ہیں کھا چکے

حافظ کو مدرسہ میں کہاں ہونہ دیتے ہو
 مدت ہوئی کہ دیر مغاں کو وہ جا چکے

ہم نقش اپنی ہستی کا یار و مٹا چکے
 اب تو خدا کے واسطے آؤ گلے لگو
 در در پھر آیا ہم کو تمہاری فراق نے
 فرقت میں تیری اشک بن جا رہی آنکھوں
 باقی رہا ہر ظلم و ستم میں سے کیا صنم
 آؤ گلے سے لگ کے اگر وہ لگی کو لود

صدمہ پہ صدمہ عشق میں صدمہ اٹھا چکے
 اے یار تم تو ہم کو بہت سارا لاپ چکے
 شورِ جنوں میں دشتِ دیبا بان کھا چکے
 اک عمر گزری خونِ جگر کا بہا چکے
 مجھ کو نہ اپنی عشق میں کیا کیا دکھا چکے
 آیا ہر دم لبوں پہ بہت ساستا چکے

حافظ کرو تار دل و جان پار
 خیمہ خانہ صنم میں بہت تم تو نہا چکے

پریشاں ہوں زلف سیدیا سے
رقیب سید دل جو چاہے کرے
مريض محبت کو دنیا میں یار
ہے کیا منہ کسی کا کسی طور سے
ازل سے ابد تک جو ہیں سب کے سب
خدا جانے مشغول ہے وہ کدھر

میں بچان زخم ستمگاری سے
تلوں کا نہیں ساکیم دیوار سے
بہت ہے الف کے آزار سے
بچے خنجر عسکرہ خونخوار سے
میں خواہاں سمی میرے دلدار سے
ہے ناداں سے خوش یا کہ ہشیار سے

غنی ایسا مولا ہے حافظ ترا
وہ ہمسراز ہے لبر و دیندار سے

دلبر و بھی یار و مہنے دلربائی دیکھ لی
خاک چھائی ہر بہت عشق بتاں میں عمر بھر
رات دن دشت بیابانیں بھر کر حیران خواہ
خانقاہ شیعہ میں در حجرہ زاہد میں بھی
ایک مدت دانہ لبتیج بھی پھرے بہت

اور طبیعت اپنی ہر جا پر لگائی دیکھ لی
گلہ خوں کے ہر طرح وصل جدائی دیکھ لی
گرم و سرد عالم میں جو جو ہم پہ آئی دیکھ لی
دو لون حضرت کی بہت حق سوسائی دیکھ لی
وہانہ جو جو حکمتیں حق نے دکھائی دیکھ لی

بے خبر جام و سوسو در بدر مارا پھیرا
حافظار سوائے بس باتیں نئی دیکھ لی

عمر بھر جو کہ میری دلیں آئی دیکھ لی
علم و علوم جہاں کی سیر بخوب کی
صحبت شیخ و برہمن ہم بہت سچا چکے
درو و ادراد و مصلیٰ کی بہار میں مہتری
ہر طرح کی صحبتیں در سب طحلی لذتیں

جو طرح نظر و نمیں میری بس سائی دیکھ لی
مدرسہ والوں کے جو باتیں بنائی دیکھ لی
کفر و دیں کی تیرگی اور روشنائی دیکھ لی
روشنی دل لطافت کی صفائی دیکھ لی
خوب برقی اور جوہر لکھ بھائی دیکھ لی

ناگماں پیر میغاں کے ایک دنا لطف سے
حافظار سوائے کیا ساری خدائی دیکھ لی

جے یہ عالم نیم مہل و من غنائی سحر تری

ہے سلامت دوست خیم خورشید دانی سحر تری

عاشقاں ہیں مضطرب جمیع فانی سرتری
تو ملامت کرتا ہے عشاق کو اسے نا صحا
کیسا ہو یہ علم تیرا صحبت حق سر ہے دور
دور تا ہے دوزخ سرنا داغ حق پچھو کاغیر
وصل ہجر کے غرض کچھ بھی نہیں عشاق کو

ہر کوئی طالب ہے جانان و ربانی سے تری
میری رندی خوب ہے اس پارسانی سے تری
جہل میرا ہے بلہ فہم و ذکا ئی سے تری
مرے ہیں عشاق تو نادر کائناتی سے تری
ہر زمان مطلب ہے اور بخوش رضائی سے تری

حافظ کیا علم ہے تجھ کو اور سر مطلب ہے کیا
جب تیرا مولیٰ ہر راضی جاں فدائی سرتری

ایسی ہے مرنی آہ شرر بار میں گرمی
کیا شعلے بھلتے ہیں مری تخت بانشے
اس آتش فرقت کے چھکا جاتا ہے دل بھی
جزیر کے ہرگز نہ بجا دونوں جہا نہیں
چوں سایہ مرا تن تھارتی قدویر جانان
جل جل کے ہوا خاکت سینہ دگریاں

پہیلی ہے ہر اک کو پنجہ و بازو میں گرمی
ہے شعلہ زن ایسی مری گفتار میں گرمی
ہے یار و بھری میری دل زار میں گرمی
ایسی ہے نگاہ بیت خو خوار میں گرمی
وہ بھی نہ رہا ایسی سرفقار میں گرمی
ایسی ہے مرے اشک شرر بار میں گرمی

گلزار میں بھی جا کے جلا سا حفظ بیمار
قسمت ہوئی اوسکی تو گلزار میں گرمی

کیا ہم عاشق ہیں فقط یہ رنج اٹھائے لڑ
دل دیا اللہ نے کیا بس لگانیکے لئے
کیا غضب ہے ہو سنبھلا ہے یا دوس توخ فی
یہ بنیاد کیو تم ہول منہشیں اوسکے قریب
جب کیا شکوہ کہیں اسے ہنسکے لگا لگا
دعویٰ میر عشق کا کرتا ہے تو ایہ بوقوف

آنکھیں کیا رہتی ہیں ہم آنسو ہائیکے لڑ
شعلہ رو پیدا کو کیا دل جلا نیکے لئے
ہر زبان عاشق کی یعنی غل مچانیکے لڑ
اور دربان میں معین مرے آنکے لڑ
ہم ہوئی پیدا میں تیری بھول جانیکے لڑ
تجھ سے کس نے کہیا تھا دل لگانیکے لڑ

ہو فنا جمکو محض ہرگز نہ تو حافظ
یہ تو بس سامان ہے اوسکے بلا نیکے لڑ

زندگی عشاق کی ہر دل لگانے لگو
 مار کا کل تیغ ابرو اور وہ تیسرے
 عاشق کو زلیست پس خاک ڈرائیے لگو
 شادی دارین ہر دعا حرام عشاق پر
 خور و پیدا ہوئے ہیں کھل کھلانے کیلئے
 کیا ہر یہ ہر صنم بھرتا نار عشق کا

اویسی آنکھوں کا مزہ دیدار انکے لگو
 ہیں یہ سبساں میری زخمی بنانے لگو
 گلر خوشگو ہی بنایا دل جلا نیکے لئے
 دنیا میں پیدا ہوئے وہ غم کے تھانے لگو
 اور سب عشاق ہیں رش امچانے کیلئے
 آپ وصل گلر خاں آتش بھانے کیلئے

ہے بقادر کو دایم حافظاً تو غور کر
 نقش تن عشاق کا ہر بس مٹانے کے لئے

آیا کل وہ شوخ جو میرے مٹانے کے لئے
 کر کے سونا زو کر شمع جبکہ وہ جانے لگا
 کس داؤدازسی بولا کہ چل چل ہو پیرے
 تو ہر اپنا آپ ہی شبنم چاہی ہر دیکھے مجھ
 جب کہ ہم آؤ گماں تو اور کیسا دیکھنا

باتیں کچھ ایسی بنائیں غم اٹھانے لگو
 عرض کی میں نے جو پھر تشریف لائے لگو
 یہ مرا آنا ہر تیرے دل جلا نیکے لئے
 ہر مراد دیدار بس تیری مٹانے کے لئے
 ہر ہمارا آنا داں تیری جانے کیلئے

آیا جب لدار بریں حافظاً پھر تو کہاں
 تیری سستی ہر محض و سکو چپانے کے لئے

دل دیا حق نے بشر کو دل لگانے کیلئے
 عالم ملکوت میں شور و یہ غوغا کہاں
 جرم و عصیاں تیری تقویٰ زاہد نادان کو
 عشق سے زیادہ ہر کیا جرم و خطا اگر بغیر
 رحمت جمن ہر نشہ جرم اور عصیانگی
 مجرم عشق صنم میں زہد اور تقویٰ سے دور

نے جنت پیدا کیا تا فیل بنانے کیلئے
 پیدا آدم کو کیا یہ غل مچانے کیلئے
 عاصیاں ہیں منتظر رحمت کے آئینے لگو
 رحمت رحمن ہر عصیانگی پانے کیلئے
 متقی حسب ہیں بس حنت میں جاؤ کیلئے
 رحمت دیدار ہر اونکے دکھانے کیلئے

رحمت جنت ہر روزی زاہد بیدرد کو
 حافظ بنام ہر دیدار پانے کے لئے

عشق کیا ہم کو کیا جنت میں جانے کیلئے
 آگ سے ہر جگہ بچنا عین رسوائی و فتنہ
 جل بجھے نار جنم اک ہماری آہ سے
 فکر و ایم رات دن ہر شیخ صاحب کو لگا
 کس قدر ہے خوف و ترخ زائد مقبول کو
 خوف ہر دوزخ کا جیسا ہر کہاں اللہ کا
 کیا تماشا ہر کہ نام او سکار گما ہر دین حق
 دین حق وہ ہر کہ غیر از حق کہ کچھ دلمیں ہو

یہ مصیبت ہر ہمیں کیا یہ وہ کھانے کیلئے
 ہم سمندر آتش میں آگ کھانے کیلئے
 کیا کریں تدبیر ہم او کو بچانے کے لڑ
 وائے تسبیح رکستی میں بچانے کے لئے
 زہر ہر دوزخ میں حضرت کو نہ جانے کے لڑ
 کچھ زباں پر جو تو گو گئے سنائے کیلئے
 حق سے کیا نسبت ہی ہر آپا بچانے کیلئے
 نہ غم دوزخ نہ فرحت خلد پائے کیلئے

صد ہزاراں بار توبہ حافض اس دین کر
 مستعد رہ اپنی سستی کے مٹانے کے لئے

کیا عبادت ہم کریں جو دغا مانگے لڑ
 عاشق دلبر الگ ہیں جنت دوزخ سے ہر
 وہ خموشی اور گوشہ شیخ صاحب کو ملا
 انہر دلبر کے سوا عاشق نہ جانے غیر کو
 جنت و دستار تسبیح و مصلحہ شیخ کو
 ناصح ناداں پھنسا ہر دین دنیا میں

کھو دیئے ہم آجیو بس عشق جاناں کیلئے
 ہر یہ جہیز او دست و گبیر مسلمان کیلئے
 عاشق بدنام ہر بس شور و افتخار کیلئے
 کار و بار عاشقاں جو کچھ میں جاناں کیلئے
 عاشق زندہ خدا چاک گریباں کیلئے
 عاشقاں پابند ہیں دس لعل پچاں کیلئے

شادی و غم پر جہانکے حافض تو خالداں
 اگر توجہ بیت اللہ میں دل پریشاں کے لئے

اے کہ میں کیا نہ ہم سیر گلستاں کیلئے
 شیخ بانی ہے کہ آئے مرغ بریاں کیلئے
 جیسا کچھ تو حیا کر اپنی نادانی کو دیکھ
 یہ تو ہی تیری عبادت ہے ہر اتنا غرور
 عاشقوں سے بچ رکھتا ہر توبہ اللہ العظیم

بلکہ ہر آنا ہمارا دل پریشاں کیلئے
 یہ نہیں جانے کہ آئے سنیہ سوزاں کیلئے
 کیا خدا کو یو جتا ہے باغ و بہستاں کیلئے
 تو نصیحت کرتا ہر بادہ پرستاں کیلئے
 رحمت حق ہر مہیا مے پرستاں کیلئے

بے شراب جام کے رت عبادت کفر ہر
سجدہ عشاق ہی پر خمستاں کے لئے

ہمان کے دینے سے حافظ کو تنہا نہیں مل
تحفہ جاں جل تو لیکر نذر جانان کے لئے

جو دلبر بے نیاز ہو کہ وہ دلداری کو کیا جائے
ہو مست جام ساقی ہر دما دم بادہ نوشی میں
جو ہر محروم عشق جانان سے طمع رکھتا ہے
اسیر زلف و گیسو کا بھلا کیونکر مقید ہو
بے کیسا بے نصیب لی الہی ناصح ناداں
بے جسکے دلیس عشق مال و جاہ و جنت الہاوی

سر اپا ناز خوبی جودہ غم خواری کو کیا جائے
رہی محو بخود یار و ہشیاری کو کیا جائے
بجز زہر ربانی کے وہ عیاری کو کیا جائے
وہ آزاد دو عالم ہر گرفتاری کو کیا جائے
مئے وحدت ہی محروم میخواری کو کیا جائے
مقصیت عشق کی اور ذلت میخواری کو کیا جائے

جفائے دلبر اس حافظیہ تاثر محبت ہر
وگر نہ دلبر زیبا جفاکاری کو کیا جائے

اوس پیدا نہیں دنیا میں شکر کوئی
کیا ہی مارا ہے مجھے ایسا نہیں عالم میں
زلف اترے کیا ایسا پریشاں مجھ کو
ناصر یہ وہ عشاق کو دیکھے ہے حقیر
ہاں صد حیف کہ ذرات تو محنت میں مرا
منع کرتا ہے محبت سے وہ دیوانوں کو

ہم سا عالم میں نہیں پامضطر کوئی
مثلاً بروئے آئینہ کے کہیں تجس کوئی
مجسا دنیا میں نہیں بدتر و ابر کوئی
جاتا ہے کہ نہیں مسکے برابر کوئی
لیک محروم نہیں ایسا سر کوئی
اونکو وہ پند نہیں ہوتی موثر کوئی

قید اوس زلف کی کافی ہے تجھ سے حافظ
ایسی عالم میں نہیں زلف معس کوئی

میدان محبت میں خطر ہم نہیں رکھتے
آزاد ہیں دل شاد ہیں ہم دونوں جہان سے
ہم سیر و سفر کرتے ہیں اقلیم خدا میں
ہم محو جمال و رخ و لہار ہیں نا صبح

ہم تن نہیں لگتے ہیں جگر ہم نہیں رکھتے
جز اشک رواں گنج و گہر ہم نہیں رکھتے
جز اپنی کہیں اور سفر ہم نہیں رکھتے
جز اوس کے رخ و زلف خبر ہم نہیں رکھتے

سب صن و سما عشق کی لذت کے معرور
ہم جن ملک و ملک پر ہیں مسکرم
واعظ کے لئے کچھ بھی اثر ہم نہیں رکھتے
نادان کی نظر و نہیں قدر ہم نہیں رکھتے

حافظ کا تو مسکن جو مگر کوئے خرابات
اس مسکن فاقی میں گذر ہم نہیں رکھتے

ترجی اس میں بندہ شامل ہو تو خوب ہو
تمہاری بزم عشرت میں جو شش و غریب ہو
وہ زہرا کا جو حرکت مبدل ہو تو خوب ہو
مراد اہل عالم سے حاصل ہو تو خوب ہو
ترجی خود سبھی عقد اہل ہو تو خوب ہو
مقاصد بندگان حق جو حاصل ہو تو خوب ہو
ترجی اس میں بندہ شامل ہو تو خوب ہو
تمہاری بزم عشرت میں جو شش و غریب ہو
وہ زہرا کا جو حرکت مبدل ہو تو خوب ہو
مراد اہل عالم سے حاصل ہو تو خوب ہو
ترجی خود سبھی عقد اہل ہو تو خوب ہو
مقاصد بندگان حق جو حاصل ہو تو خوب ہو

تو ہی احمد تو ہی قادر تو ہی صابر تو ہی بے
غلامی سے تری حافظ جو اصل ہو تو خوب ہو

عنایت حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بیاباں گس مند میری ہو کیونکر تمہاری ات لہر کا
رقم کرتا ہوں کا غدیہ جن نام پاک سرور کا
عجب کشمیریں میری اسم پاک حمد حق کی نظر کا
عبیر خلد کیا ہے جو شمار ہم کر دل و دلی
شبابت کس سے ہو اول نف مشکین کو غدا
ہو انا اک تجلی اوس رخ پر نور کی دیکھو
جس میں کوئی بھی حرکت ہو جس کا سکائی پایا
ہو ایہ حسن کا عاشق نہیں ہو دور کوئی
قلم میری لغو آنا ہے محض اللہ اکبر کا
پیدا جاتا ہے سینہ اس گزشتی مکر کا
ہوا میری میری نقشہ لطف کو شر کا
جہاں میں نقشہ میری کیسے سمجھنے کا
ہر سنبل بس بے نشان لہر مشکاف فر کا
ستارہ سا جھلکا ہے جو گردہ شمشاد کا
روئے عالم میری جلوہ حسن اوس میرے ہمیر کا
فقط پردہ ایہ حکمت سے خدا کا اور ہمیر کا

ظہور احمد ہے خاص جو دہم احمد ہے
 نہیں ہر دوسرا کوئی سوا اکتے رحمت کے
 یہ سب جن بشر جو در ملک میں سکون شائے
 امام الانبیاء میں سے پہلے خیر زری دولت
 طفیلی ہیں دسی کے انیس او لیس سارے
 اک انی ہر تجلی طو پر اوس نور احمد کی
 رہی مشتاق ساری انبیاء تیری یارت کے
 سبھی سے طفیلی ہیں سبھی میں تیرے شیدائی
 یہ سب مخلوق تیری تو خالق دونوں عالم کا
 تری ہی خوان نعمت تیری کورزق ملتا ہر
 طواف کعبہ گوہر کن اعظم دین احمد میں
 ترے اس شخص کا عاشق بری محراب منبر
 طفیل اوس بتول پارا خاتون رحمت کے
 تمام امت ہر زیر پا در تطہیر زہرا کی
 ہر اوسکا مسند والا تمہارا زانوئی عالی
 وہ آوین نامیں جہدم بڑا نوئی رسول اللہ
 تری امت کے عاصی ہیں تیرے شہ والا
 تری در پر پرچہ میں ہزاراں آرزو آ کر
 تمہاری ہیں وہ نور العین ہیں شکار مل
 وہ در گاہ غوث صمدانی ہر گاہ محمد کی
 گدایان در قادر میں مقبول محمد کے
 طفیل قادر مطلق توازیں فضل سے ہر دم
 ہر بتلی آنکھ احمد کی سراسر نور احمد ہے

وہ در جہ خود ہر عاشق ہر محمد پیار سے دلبر کا
 جہدم دیکھو جہان کیو وہ ہر نور اوسن میر کا
 اوی کے عشق میں جگر ہر بار چرخ اخضر کا
 ہر شفق اپنی امت پر عجب خالق سرور کا
 سبھی محتاج ہیں سکے وہ صدوح لب کبر کا
 دید بیضا جو ہر مشہور اوس موسیٰ پیمبر کا
 سبھی رکھتے ہیں دلیں ایخداغ عشق پیمبر کا
 وہ ہر لب کو لٹا ایسا انہیں ساجد جہدر کا
 حسنا اب کیا رہا یہاں زین و چرخ اختر کا
 ترا یہ خوان نعمت رزق ہر مومن کا فر کا
 نہیں حاجت کے کچھ او ملک جو ہر ساجد رزور کا
 لٹکا فضل ہر وقت ہر شہر و شہر کا
 وہ نصیحتہ ہم پاک در ہر جگر گوشہ پیمبر کا
 برستا بر رحمت ہر یہاں خلاق اکبر کا
 ٹھکانا پھر نہ کیونکر ہو کسی چین مضطر کا
 نہ موجود پھر کوئی ہر صہ ذات اظہر کا
 ہزاروں ہاتھ ہیں در دامن لب پیمبر کا
 بھر دیا صرف او نکو ہر محی الدین قادر کا
 تری امت کو ہر کامل بھر دیا سب اوسنی کا
 تفاوت کچھ نہیں دہمیں ہر دروازہ پیمبر کا
 وہ نہیں پر پیار ہر دانشور دم میری سرور کا
 رسول اللہ امت کو یہ خاصہ ہر پیمبر کا
 سہارا سب کو ہر بیشک علاؤ الدین صابر کا

رسول اللہ کا یہاں دولا را فاطمہ زہرا
بشر کیا ہر ملائکہ بھی جین کلاں دیرا دوسکی
اوی کرنا زبھی ایسا پھر ایخو جبراً محبہ پر
پیل لعین سبھی عارف جو کاروبار میں آئے
برای احمد صابر اغثنی یا رسول اللہ
گداہوں میں ترے در کا نہی محتاج مانبر جو
نظام دین احمد جو نام پاک اس شر کا
ترا ہی دستگیر ایسا کہ مقبول محمد سے
مری جیت شکر کی کی تو ادنی لاج جو سکو
فضل سے کیا ہو اب جو شہر اسکی بھی ہو جا
پے یعقوب لانا کہ میری پیر کا بل میں
دنی حق جوہر شیک کے عارف کامل بنی
جو اسکا ہر سراپا پر از الازار عشق حق
عجب کیا ہو کہ ہو یہ بھی شرف ایسی دولت ہو
بحق جملہ عرفا و طفیل اب اس پر دیکھے
مری ہر مال میں جو فضل شامل آپکا ہر دم
سمایت جبکہ ایسی ہو کر ممکن محالوں کو
ہمیشہ درد کر اپنا درد پاک پیغمبر

نرالا ڈھنگ ہر اسکا وہ ہر نور محمد کا
قیاس ہم ہوتا ہر غلط وہاں جا کے اکثر کا
جو جاسی پلین کر ڈالے نہیں محتاج داور کا
وہ بخشش میں آجا دے تو منہ پھر یاد کرنا
نظر رحمت کی ہو مجھ پر یہ صدقہ ہو دوسکا
طفیل شہ نظام پاک دس ہادی رہبر کا
لے اسکو بھی اک درہ مگر خوان ہمیں
بھروسا ہو مجھے اسکا میں کتا ہوں دنی کا
میں آل دنی غلام اسکا وہ ہر مقبول صابر کا
گدا یاں محمد میں کہ ہوں محتاج اس در کا
سراپا صورت حق جوہر عاشق ہو پیر کا
وہ ہر مقبول در گاہ محی الدین قادر کا
وہ عاشق ہو عجیب منک ہو علاؤ الدین بیک کا
بھروسا ہو کہ کتا ہو یہ ایخو پیر رہبر کا
مری شکل ہوں اسال طفیل آل ہمیں کا
بھروسا ہو مجھے یہ ہی بھکاری ہوں دنی کا
مجھے اب کیا ہر اندیشہ یہ خیر و شر مقدر کا
نئی آل محمد اور اصحاب پیغمبر کا

ارے سقا حفظا مجھے کیا ہو حمایت تیری کامل ہو
حمایت ہو تو نازاں ہو وہ حامی ہے تجھ امیر کا

دی شکر

ایک نظر رحمت کی بھروسا یا شفیق المذنبین
یا قسم حوض کوثر یا شفیق المذنبین

ہوں یثاں حال مضطر یا شفیق المذنبین
رحم میرے حال پر یا رحمۃ للعالمین

جو ہوا سائل در دولت سے اتنا لے گیا	پھر نہ آیا بار دیگر یا شفیع المذنبین
دین و دنیا کے مطالب سب میری وصول	صدقہ شہیر و شہیر یا شفیع المذنبین

ایک مدت سے یہ حافظ ہو ترے در کا کدا
اس کو بھی کر دو تو گر یا شفیع المذنبین

مناقب حضرت مشکل کشا شیر خدا راج بہت رسول حضرت علی المرتضیٰ کریم اللہ

یا علی یا حیدر گزار یا مشکل کشا	تجہ سوا کوئی نہیں اب یا یا مشکل کشا
بیر اعجاز کا پڑا منجد ہا یا مشکل کشا	آپڑا ہوں میں ترے دربار یا مشکل کشا

غم کے دریا سے کرو اب یا یا مشکل کشا

یوسف مصری کو تم نے چاہ سے باہر کیا	دیدہ یعقوب کو ایک دم میں روشن کر دیا
تم نے بڑا ایم پر آتش کو گل لالہ کیا	مہر مصیبت میں سبھوں کے آپ میں مشکل کشا

غم کے دریا سے کرو اب یا یا مشکل کشا

وہ نبی ایوب درد غم میں جب نئے مبتلا	حامی ایوب تھے بیشک تمھیں یا مرتضا
اُس عصلے موسوی کو کر دیا تھا اُٹ دیا	ایک دم میں آپ نے یا حیدر شیر خدا

غم کے دریا سے کرو اب یا یا مشکل کشا

ہو گیا تھا موم لویا ہاتھ میں داؤد کے	جب مدد پہنچی تمھاری ساتھ میں داؤد کے
بن ترے کب پہنچے کوئی برسر مقصود کے	سے تمامی خلق زیر سایہ مہرود کے

غم کے دریا سے کرو اب یا یا مشکل کشا

اُن کئی ہاتھوں کو اسود کے دیا تم نے ردا	ادھر نصیری کو احد میں مار کر ترچھا کیا
حارب حرب احد جو تم ہی بیشک مرتضیٰ	نوح کی کشتی کے طوفان میں تمھیں ہوا خدا

غم کے دریا سے کرو اب یا یا مشکل کشا

تم خطیب منبر احمد رسول اللہ ہو	شاہ مرداں شہید ہو اے اے قوت اللہ ہو
راکب دُکُل و سیف کبریا کے شاہ ہو	کیسا ہی پُر دل ہو تیرے سامنے روباہ ہو

غم کے دریا سے کرواب پار یا مشکل کشا

لحمک تمہی تمہیں فرمان ہے مولا علی
لافتی لاسیفت تیری شان ہے مولا علی
تیرے وصفوں میں بھر قرآن ہے مولا علی
سائے موجودات کی بس جان ہے مولا علی

غم کے دریا سے کرواب پار یا مشکل کشا

حیدر گزار ہو تم مد میں یا مرقضا
ایک انگلی ہے تمہاری صفہ خیر کشا
واہ واہ جنگ احہ میں آپ نے کیا کیا کیا
کیسے کیسوں کے پھرے منہ جہذا صلت علی

غم کے دریا سے کرواب پار یا مشکل کشا

تم نے مسلمان کو بچا یا دشت احرن میں شہا
پھر چھٹا یا شیر سے اور اس کو گلہ ستہ دیا
تم ہو بیشک شہسوار دل لے خیر کشا
سیف حق ہو آپ کی بے شبہ وہ مشکل کشا

غم کے دریا سے کرواب پار یا مشکل کشا

ایک سال نے جو عالمی ایک روئی آپ سے
دسی قطار اونٹوں کی اس کو اور بچا یا رانپ سے
دسی انگوٹھی دوسرے کو بس کوہ میں ہاتھ سے
اور بکے راہ خدا میں بارہا اخلاق سے

غم کے دریا سے کرواب پار یا مشکل کشا

ای دھتی مصطفیٰ دے بحر صدودتخا
ہر طرف سے ہو گیا لاچار حافظ بیٹوا
آپڑا پر ترے جاے کہاں اب یہ گدا
آسر اس کا شہا کوئی نہیں تیرے سوا

غم کے دریا سے کرواب پار یا مشکل کشا

مناقب حضرت بنت احمد مصطفیٰ زوہ علی المرتضیٰ فاطمہ

الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

بعد حیدر پاک ذات کبریا
قرۃ العین نبی بنت رسول
سر پرست دست بستہ رویا
وہ ہے جس پر ناک رگڑیں ہیں سبھی
عرض کرتا ہوں بد رگاہ بتول
یا ادب استادہ با حال تباه
آستانہ تیرا یا بنت نبی

یہ ملک کیا ہیں ملک اور زمین
 سب مکان و لامکان چشم و کیور
 تم ہو جان مصطفیٰ کے ناز میں
 ناز میں جسوقت آؤ تم ذرا
 ناز بردار ہیں تمہارے مصطفیٰ
 کیا ہے طاقت جز خدا و مصطفیٰ
 ستر اندھ تلخیر حضرت بے گماں
 ایک بیاں ادائے ز تلخیر بتول
 ایک دن کا ذکر ہے زہرا پاک
 تھی تلاوت کرتی وہ بالائے بام
 عین مشغولی میں محو حق ہوئی
 کچھ ذرا فرق اس کو سر پر ہو گیا
 چھپ گیا بس آفتاب اُس آن میں
 ہو گئے تاریک افلاک و زمیں
 جب اندھیرا چھا گیا عالم میں یار
 آئے جبریل اور کہا یا مصطفیٰ
 فاطمہ مشغول ہیں و ستر آن میں
 چادر پاک اُن کے سر پر سے گری
 ہو گیا بے نور و آفتاب
 سب فرشتے گر پڑے اُسے تمام
 پھر اُسی دم حضرت حسد سل
 دیکھا وہ محو حساب پاک ہیں
 چادر حضرت کو سر پر کی درست

میں تری بن و اسکی باریں
 ہیں ترے ساجد ہمیشہ باطن و سرور
 ناز اٹھاتا ہے تمہارا رب و ریں
 سر جھکاتا ہے وہیں رب العالمین
 تیری خدمت میں ملی مرتضیٰ
 جو کرے دعوت تمہارے ناز کا
 کیا ہے قدرت جو کرے کوئی بیاں
 اس ملک یاد آیا بسروں از عقول
 ذکر حق میں بادرون دروناک
 سقف پر حجے کے بس اذنیکیام
 چادر پاک آپ کے سر پر جو تھی
 ایک سرسوی مبارک کھل گیا
 اور اندھیرا چھا گیا میدان میں
 ہو ملا ملک گر پڑے اندھے وہیں
 ہو گئے حضرت محمد مہدی
 دیکھو تو حیران اب ہوتے ہو کیا
 بے خبر ہیں آپ سے اس آن میں
 کچھ سرسوی مبارک سے کھلی
 حکم حق سے اُس ٹھری از ذوالباب
 حق نے غیرت سے کیا یہ اہتمام
 پیچھے حجرہ پر بہ نزدیک بتول
 یہ خبر از خاک و از افلاک ہیں
 دھک دئے سرسوی مبارک کُشت کُشت

ہو یا دوسن اسی دم آفتاب
 غیرت تطہیر بنت مصطفیٰ
 کیا ہے یہاں تک تو ان مخلوق کی
 تم ہو بنت احمد پاک رسول
 تم شفیع المذنبین کے لال ہو
 امت احمد کے کشتیان ہو
 تم سو کوئی نہ کھیو نہ سارے
 الغیث اسے دستگیر آستان
 آچراہوں در پہ تیرے یا بتول
 صدقہ حضرت محمد مصطفیٰ
 از طفیل ہر دو اک شہزادگان
 آل امام دوسرا حضرت حسن
 ہر دو گوہر خاص دریائے نبی
 ہم بحق آل اہلبار رسول
 از طفیل خاص اولاد نبی
 جانشین مصطفیٰ و مرتضیٰ
 یعنی محمد بن محمد بن محمد
 صدقہ آل شیر میدان حسد
 جسم جان مصطفیٰ و مرتضیٰ
 سرور عشاق حق سلطان ہیں
 و از طفیل سلسلہ پاک شریف
 صالحات و عافیات و قناتات
 یعنی یا حضرت بتول پارسا

سارا عالم ہو یا بس کامیاب
 کس قدر کرتی ہے ذات کبریا
 جو کرے ادراک اس کا جز نبی
 مادر شبیر و شہر یا بتول
 نور احمد سیتی مالاہاں ہو
 بے سرو سامان کا سامان ہو
 ایک نظر رحمت سے کھیو پارسے
 الغیث اسے سید خیر الزماں
 بادل پر درو باخاطر ملول
 و از طفیل آل علی مرتضیٰ
 مرہم برش دل دختگان
 وان حسین و آل شہید ذوالفقار
 درۃ الناج شہشاو علی
 و از طفیل جملہ اولاد بتول
 فخر امت بعضہ جسم علی
 غوث پاک بادشاہ دوسرا
 نور پاک آل بتول پارسا
 سید عالمی نسب شاہ ہدا
 روح پاک بنت احمد مجتبیٰ
 آل علاؤ الدین صابر مرہ جیس
 طالبان و کمان و ہم لطیف
 عرض کر میری تسبیحی نور ذات
 نازنین مصطفیٰ نور حسد

سے نجات عاصیاں بس تھ میں
امت احمد کے بیشک ہو وکیل
جب کہ حامی ایسے ہوں پھر کیا ہو
گو کہ میں بدکار و نافرہام ہوں
جان و دل سے ہوں تو بندہ آپ کا
کیا عجب ہے یہ سیاہی ہو سپید
بندگی میں گر چہ یہ عجب ہے
فضل پرست اور سہ مولا اور کریم
ہو و سید جس کا بس آل رسول

ساری امت ہے تمہا سے تھیں
سب گنہگاروں کے ہو تم بس کفیل
امت احمد ہے سب سے بے خطر
ظاہر و باطن میں بس ناکام ہوں
زور و شہ زندہ بندہ آپ کا
آپ کے فضل و کرم سے ہے امید
نفس کی شامت سے یہ مجبور ہے
رحمت مولا ہے بندوں پر عظیم
کیوں نہ اُس کے مطالب قبول

حافظ اندر کا بیٹا پار ہو
کیونکہ تم آل نبی ستار ہو

مناقب حضرت غوث الثقلین شیخ الجن والانس والملائکۃ شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنه وارضاه

عجب ہے شان محبوبی یہ کیا ہے سرربانی
مقام مقصد صدیقی یہ بخشش عام جو اُس کی
قدم جس جا پے ہے اُس کا پیاں میں کچھ نہیں آتا
یہ قطبیت و غوثیت جو ہے مشہور عالم میں
یہ ایسے رتبہ ہیں عام اُس کے دربارِ معلیٰ میں
بیاں اُس کے مراتب کا کہے کوئی جہلا کیسے
بتلیا جس کو جتنا ہے وہ جانے بڑا سیکو بس

سرایا نوریزدانی وجود غوثِ صمدانی
خواص اُس کے نہیں معلوم کیا کرتے ہیں سلطانی
تمامی اولیا کو درک سے اس کے جو نادانی
قسم ہے حق کی اسے یار و کرے بڑا سکی دہانی
ہزاروں ہیں غلام اُس کے کہ وہ ہیں قطبِ بیانی
سجھوں کے منہ پہ اس جا پر لگی ہے مہربانی
تمامی ماہیت سے زنجیرِ انسی و جانی

مالک ظہوراً گویاں جناب پاک میں اُس کی
 قدم ہے اُس کا بس مہر ولایت اولیاء کی
 محبت جو ہوا مجھ کو جناب پاک سے اُس کی
 کراک مر اُس میں سے ہنوک خامہ لاتا ہوں
 مریدوں کا ہے ضامن آدنی طاقت کی ہے
 یہ کیا کہ ہے سُن لے طالبِ ولانا کموں تجھ سے
 بروں حد و حصر سے ہیں جو درجہ ذاتِ مطلق کے
 ہے درجہ پاک و برتر سب سے وہ عاشقِ محمد کا
 وہ ہی درجہ ہے جو وہ ناز بردار محمد ہے
 وہ ہی درجہ ہے عاشقِ اُس جناب پاک پر
 ہزاروں ناناں کے ہیں اُسی ذاتِ خدا پر
 یہ کلمہ ہے بہت باریک اب تم غور کر دیکھو
 خداوندِ لطفا دونوں سے عاشقِ اُس کے
 وہ محبوبِ خداوندِ لطفا ہے یہ بیشک سے
 تمامی سلسلوں پر ہے جو غالبِ سلسلہ اُس کا
 نبوت اور ذاتِ حق اٹھا دو جبکہ نازِ احوال
 جو اسرارِ خدائی ہیں یہاں پر مندرج ہرگز
 یہ جو لکھتا ہوں تصدیقِ اُس کی ہو موقوفِ عرفان
 کما تک ہوویں ہم نازاں نصیبِ نیک پر
 ہے محبت اُس کی ہے ملت یہ موقوفِ یاقوت
 غلامِ خاص قادر ہوں شہنشاہِ جہانوں میں
 قسم ہے قادر و احمد کی ایسی محبت و شفقت
 عبارت اور اشارت دونوں عاجز ہیں یہاں یارو

خضر کرتا ہے روز و شب ہمیشہ اُس کی مہربانی
 ذرا دیکھو تو عبرت سے یہ ادنیٰ رفعتِ شافی
 یہاں اُس کا نہیں ہو سکتا ہے وہ سیرِ مہربانی
 اگر توفیق ہو تجھ میں یہ سُن باصدقِ ایمانی
 کسی کی ہے مجالِ ایسی کہ ہے جو ایسی جولانی
 بصدقِ جان سُن اس کو اگر ہے نورِ ایمانی
 شامِ اس کے کہے کوئی نہ ہے یہ حدِ امکانی
 ہیں محبوبِ اُس کے احمد وہ رسولِ پاک یزدانی
 کہیں ہیں نازِ محبوبی رسولِ ایسی و جانی
 اُسی درجہ کے ہیں محبوبِ محی الدین جیلانی
 یہ جو مشہور ہیں تہہ ہیں ادنیٰ رفعتِ شافی
 ہیں دونوں درجہ کے محبوبِ حضرتِ محمدانی
 کہیں ہیں نازِ دونوں پر شیبِ محبوبِ جانی
 یہی موجب ہے جو کرتا ہے وہ ہر شے پر سلطانی
 قدمِ گردن پر ہے سب کی وہ محبوبِ علانی
 ازل سے تا بد کس کو ملی یہ رفعتِ شافی
 نہیں کرتا قلمِ اُس کے بیانیں کچھ بھی جولانی
 اگر عرفان کچھ بخشیں جنابِ غوثِ احمدانی
 کہو مکشوف جو ہم پر ہزاروں سرہنپانی
 وہ اگر ہے وہ ارحم ہے بلا حجت ہی بُرہانی
 ہے مجھ کو نازِ مولانا پر کرواں سب سلطانی
 نہیں مہذول کی ہرگز کسی پر اسنے پہنانی
 یہاں میں کچھ نہیں آتا یہ ہے اسرارِ وجودِ خدائی

یہ جو کہتا ہوں شکرِ قادری کرتا ہوں میں اس سے
اُسی کی شان ہے ایسی کہ ایک مفلس گدا دپر
میں شکر یہ بیاں کرتا ہوں لطفِ قطبِ تابانی
نٹایا ایک نظریں اپنی ایسا کنجِ عرفانی

۞ میں قول اپنے میں صادق ہوں دب میں اُکھٹا ہوں
یہی دردِ زباں رکھتا ہوں میں یا غوثِ صدقانی

جہر میں دیکھوں وہاں ہے بت اور جہاں کو جاؤں وہاں ہے قادر
بہ ارسل و افلاک و عرش و کرسی بدمر کو دیکھوں اُدھر ہے قادر
بہ بین و بیرونِ شب و بالا ۞ بہ تحت و فوق و ملاء اعلا

جہاں پہ دیکھوں ہے نورِ الاحد صحر کو دیکھوں اُدھر ہے قادر
کہاں بھی قادر وہاں بھی قادر اُدھر بھی قادر اُدھر بھی قادر
یہ ادنیٰ رتبہ ہے غوثِ حق کا شرف سے لے کر کے تا شرفِ ثانی

خدا فی جہر میں جو ہیں یہ اشیا ۞ وہ ہیں شے بحکمِ والا
چپہ ماہ و خورشید و نجم و اختر چہ عور و جنت و حوض کوثر
حیہ خشک و تر ہیں کہ بحر یا برغ و حکم قادر رواں بدمر پر

یہاں بھی قادر وہاں بھی قادر اُدھر بھی قادر اُدھر بھی قادر
عزیز و سوچو ذراتِ نازل میں ۞ تسمیٰ ادیان اور مل میں
کہاں یہ طاقت ہے آب و گل میں کہ ہووے سب خلق اُسی کُطل میں

مگر ہے غوثِ خدا کی طباعت ۞ خدا ہی کرتا ہے یہ صداقت
یہ کیا ہے شوکت یہ کیا ہے رفعت + مجاز ہووے دیا حقیقت
یہاں بھی قادر وہاں بھی قادر اُدھر بھی قادر اُدھر بھی قادر

دماغ ذاتی میں جب کہ پہنچا + تو غلبہِ حمت سے یوں پکارا
کہ جو کہ ہووے مرید میرا + کرے جو چاہے اُسے ڈر کیا
جس میں مقبول جو ہے میرا + وہی ہے مقبول قبر بیا کا
ہر دین و دنیا وہ بے خطر ہے + نہ اُس کو غم ہے نہ ڈر کسی کا

یہاں بھی قادر وہاں بھی قادر ادھر بھی قادر ادھر بھی قادر

دماغ کیسا ہے کسی کا ایسا۔ وہ رتبہ کیا ہے کسی دلی کا

جو منہ سے بولے وہ کلمہ ایسا کہ ہووے عناہین وہ عاصیوں کا

جو محی دیں ہے وہ غوث حق کا۔ دماغ ذاتی سے جب کہ گذرا

کمال رحمت سے یہ پکارا۔ مرے مریدوں کو خوفنا سے کیا

یہاں بھی قادر وہاں بھی قادر ادھر بھی قادر ادھر بھی قادر

جناب احمد رسول برحق شفیع ہیں دنیا و آخرت میں

تمام امت کے اپنے ضامن یہی ہے ورثہ وہ غوث حق ہیں

سے ورثہ کامل اُسے نبی کا وہ جانشین ہے نبی کا

قدم ہے اُس کا بقدم احمد ہے نور حسین و مصطفیٰ کا

یہاں بھی قادر وہاں بھی قادر ادھر بھی قادر ادھر بھی قادر

تمام نبیوں کو فخر جو ہے بذات پاک نبی احمد

اگر وہ ولیوں کو فخر و یاس بجا کلام غوث سرمد

نہ ہووے کیونکر کہ ہے وہ وارث تمام نعمائے احمدی کا

وجود حق ہے ظہور احمد وہ غوث نور محمدی کا

یہاں بھی قادر وہاں بھی قادر ادھر بھی قادر ادھر بھی قادر

رسول ثقلین مصطفیٰ ہے۔ ظہور وہ خاص کسبہ یاس

یہ غوث ثقلین محی دیں ہے۔ مثال اُس کی نہیں ہوا ہے

جو نور پاک محمدی ہے۔ وجود پاک محی الدین ہے

ہمیں تو ذاتِ محمدی ہی یقین ہے۔ وہ غوثِ افلاک اور زمیں ہے

یہاں بھی قادر وہاں بھی قادر ادھر بھی قادر ادھر بھی قادر

مقام اُس کا قسم سے برتر نہ عرش و کرسی ہے اُس سے باہر

وصول ولیوں کا وہاں ہے ابتر جہاں پہ پہنچے قدم نور

کہاں ہے طاقت کسی ملک میں کہاں ہے اسکاں کسی ملک میں

جو گردِ غفلین محی الدین کو بجائے سرسہ رکھے پلک میں

یہاں بھی قادر وہاں بھی قادر ادھر بھی قادر ادھر بھی قادر

بھلا کسی کو ملا یہ رتبہ کہ مثلِ جبِ تزل امیں فرشتہ

وہ ہووے منظور اک نظر کا بجان سا جد ہو اُس کے در کا

خضر سایا رونجی مقبل کرے وہ خدمت بجان اور دل

مطیع احکام غوثِ حق کا جو روزِ شب ہووے اُس میں شامل

یہاں بھی قادر وہاں بھی قادر ادھر بھی قادر ادھر بھی قادر

جو پاکبازاں روحِ خدا ہیں وہ تحتِ اتمام محی الدین ہیں

اسی امداد اور اسلِ فدا کے اتمام محی الدین ہیں

سبھی یہ ساجد ہیں اُس کے در کے سبھی ہیں ممنون اک نظر کے

یہ ذلہ بر ہیں اُسی کے گھر کے وہ مست از جام محی الدین ہیں

یہاں بھی قادر وہاں بھی قادر ادھر بھی قادر ادھر بھی قادر

بتِ او ایسا کوئی ولی ہے کہ ہووے عنالِ بطریقہ اُس کا

مقامی اطوار اور سلاسلِ چسکم جبری ہو اُس ولی کا

ہے خاص رتبہ محی الدین کا کہ ہے وہ محبوبِ خاص حق کا

وہ غوثِ ثقلین نورِ حق ہے کہ مقتدا ہے وہ نہ طبق کا

یہاں بھی قادر وہاں بھی قادر ادھر بھی قادر ادھر بھی قادر

نہیں ہے رتبہ کسی ولی کا کہ ہووے ہمسر محی الدین کا

جسے ہے رتبہ خدا کا حاصل وہ کفایتِ بردار ہے مہ جبین کا

تمام سہجہ اولیاء کے وہ زیرِ اتمام محی الدین ہیں

خدا اُمتنا ہے ناز ہر دم جو غوثِ برحق محی الدین کا

یہاں بھی قادر وہاں بھی قادر ادھر بھی قادر ادھر بھی قادر

خدا نے اُس کو یہ وحی سے طاقت کمال اقبال جاہ و رفعت

جہاں میں کیسا ہی ہووے کمال ہزار رکھتا ہو جاہ و رفعت

اگر وہ موردِ عتاب ہووے خدا کے محبوب نازنین کا

مٹا دیں نام اُس کا دوستوں سے وہ ہووے لائقِ منزلیٰ لعنت

یہاں بھی قادر ویاں بھی قادر اور بھی قادر اور بھی قادر

جو ہووے مقبول شاہِ جلال تمام عالم کا ہووے سلطان

یہی ہے مذہبِ یہی ہے ملت یہی ہے ایساں یہی ہے ایقان

عسلام درگاہِ مَدَنی ہوں ہزار منت خدا نے یزداں

جودل سے حافظ کے ہے یہ جاری قسم بذاتِ خدا ہی سبحاں

یہاں بھی قادر ویاں بھی قادر اور بھی قادر اور بھی قادر

جنابِ غوثِ ولی برحقِ کریمِ اکرم ہیں در تہذیب
مجال کیا ہو کسی بشر کی جو پہنچے رتبہ کو آپ کو وہ
جہاں نہیں جتنی قطب میں یا غوث وہ ہووے محبتِ کمال
کسی کو دنیا دیا کہ دیں ہیں نصیب ہوئے اگر ذرا بھی
تمام خاصان حق کو جو ہیں مقامِ مندرج انکو ہوویں
یہی ہے جسے قدم ہے اُنکا تمام گردن پاد لیا کی
خدا کی بھری جو عینیں ہیں جس میں قضیہ غیث حق کے
گروہ نبیل میں جو حضرت جنابِ احمد رسولِ تعلین
جہاں میں کیسا ہی ہوئے کا فوہ کیا کہ ہوہو کیا خار
یہی عقیدہ ہے جو مذہبِ یہی ہے ایمان ہی ہے مشرب
ذاتِ تو بھوہ کیا تصرف ہے غوثِ اعظم محی الدین کا
یہاں ہیں مشہور غوثِ اعظم ملّا علی میں بارِ شہب
بھکاری قادر کے آستان کہہ پاؤں ہیں گو وہ جہاں کے

یہی ہے برحقِ اسی مطلقِ کریمِ اکرم ہیں ہے ہو ہیں
سبھی بھکاری ہیں غوثِ اعظمِ کریمِ اکرم ہیں ہو ہیں
وہ سب گئے ہیں محی الدین کے کریمِ اکرم ہیں ہے ہو ہیں
عطائی درگاہِ قادری ہو کریمِ اکرم ہیں ہے ہو ہیں
بزیربائی محی الدین ہیں کریمِ اکرم ہیں ہے ہے ہیں
مقامِ اُنکا ہو سبے برتر کریمِ اکرم ہیں ہے ہے ہیں
جس کو وہ چاہیں سیکو دیویں کریمِ اکرم ہیں ہے ہے ہیں
گروہِ ولی نہیں محی الدین ہیں کریمِ اکرم ہیں ہے ہو ہیں
جو چاہیں پل میں تیر کل کریمِ اکرم ہیں ہے ہے ہیں
عطائی حق ہو عطائی قادر کریمِ اکرم ہیں ہے ہے ہیں
بحاکِ فطری عطائی علوی کریمِ اکرم ہیں ہے ہے ہیں
یکساں ہو سبھی وہ کیا ہو علوی کریمِ اکرم ہیں ہے ہو ہیں
انہیں تو ہر دم جنابِ قادر کریمِ اکرم ہیں ہے ہے ہیں

بہوش عظمیٰ ہے فرشتوں کی بھی یہی صدمہ ہے

اگر غوث اعظم علی الدین سے کریم اکرم ہیں تو سب ہیں

عسلام قادر کا ہے تو حافظہ تجھے کسی کا بھلا ہے کیا در

ہیں تیرے والی جناب قادر کریم اکرم ہیں دے دے ہیں

سلطان جاں شاہ شہاں یا غوث الاعظم و تنگیر
 تو خاص محبوب خدا ہے ذات حق تجھ پر خدا
 اے حاکم عالم ازل وے مالک ملک ابد
 پس قادر مطلق ہے تو فرماندہ برحق ہے تو
 تقدیر تیرے روبرو ہے دست بستہ موبو
 اے دارث ملک نبی و حوۃ العین علی
 امت میں جتنے پیرو ہیں سائے تھے پنچیر ہیں
 دور و ملک جن و بشر بندہ ہیں تیرے سر بسر
 تقدیر حق ہے منتظر تیرے رضا و حکم پر
 تیرے برابر کون ہے سب سرنگوں و خون رو
 سب تیرے فضلہ خور ہیں امد تو ہو ہماں خدا
 کوئی صاحب عرفان ہو کیسا ہی عالی شان ہو
 رزاق سب جاندار کا خلاق دست ہشیار کا
 ساجد ہیں تیرے اس جان بندہ جین ہی سیکان
 بیشک تو ہے نور نبی صفت میں تیرے غیبی
 رفعت تری ہے ہر تقدیر ان ہیں سائے بشر
 حلال ہر شکل ہے تو دلدار ہر بیدل ہے تو
 ہے خلق میں مثل نبی مثل کشاد چوں علی
 امت کے عاصی تھی بن چھپنازاں ہیں سبھی
 ہے فضل تیرا ہے سبب ادب تیری جھٹ و لعب

فرما دس ہر انس جاں یا غوث الاعظم و تنگیر
 بل صین ذات کبریا یا غوث الاعظم و تنگیر
 فرماں ترا حکم قصص یا غوث الاعظم و تنگیر
 ہر چاہ ہے فرماں ترا یا غوث الاعظم و تنگیر
 جو چاہے سو کرتا ہی تو یا غوث الاعظم و تنگیر
 نور شمسید کر بلا یا غوث الاعظم و تنگیر
 ہیں سب کے سب تجھ پر خدا یا غوث الاعظم و تنگیر
 ڈھونڈیں ہیں تیری رضا یا غوث الاعظم و تنگیر
 تو سب سے برتر ہے خدا یا غوث الاعظم و تنگیر
 ہے کیا مجال و لبیا یا غوث الاعظم و تنگیر
 مختار خوآن مصطفیٰ یا غوث الاعظم و تنگیر
 محتاج تیرا ہے سدا یا غوث الاعظم و تنگیر
 واللہ تو ہی ہے برلا یا غوث الاعظم و تنگیر
 شمس و قمر ارض و سما یا غوث الاعظم و تنگیر
 پہنچے کوئی امکان کیا یا غوث الاعظم و تنگیر
 صل علی صل علی یا غوث الاعظم و تنگیر
 اے مرجبا صدمہ مرجبا یا غوث الاعظم و تنگیر
 جان شمسید کر بلا یا غوث الاعظم و تنگیر
 ضامن ہو تو پیش خدا یا غوث الاعظم و تنگیر
 بس عام ہے انعام ترا یا غوث الاعظم و تنگیر

دریائے رحمت کا ترے جبین میں آدھریاں
کیسا شقی اور کیا سید کے فضل سے یہ بعید
جیسا کہ حافظ سے گدا نہیں فقیر اور سب نوا
ساری عمر غافل رہا اور حق سے بس غافل رہا
کشتی نکالی آن میں جو غرق تھی طوفان میں
رہزن کو کر دے رہنما شیطان کو آدم بر ملا
جز تیرے کس کی شان سے مشار تو ہر آن ہو
کس منہ سے تیرا شکر ہو کیا خاک یہاں پر فکر ہو
کیا شکر تیرا میں کروں بس نیت اور نابود ہوں
میں ہوں فنا باقی ہے تو اور فضل کا مساقی ہو تو
مجھ کو بھر دے سدا محروم کب جائے گدا

پھر کس کا ہوا چھا بُرا یا غوث الاعظم دستگیر
ایک پل میں ہو بد الدجی یا غوث الاعظم دستگیر
ساری خدائی میں نہ تھا یا غوث الاعظم دستگیر
جب آپر اور پر گدا یا غوث الاعظم دستگیر
کیا کچھ کیا فضل و عطا یا غوث الاعظم دستگیر
یہ شان ہو کس کی بھلا یا غوث الاعظم دستگیر
بخشنده جرم و خطا یا غوث الاعظم دستگیر
تیری ہو کیا وصف و ثنا یا غوث الاعظم دستگیر
میں کچھ نہیں تو ہو سدا یا غوث الاعظم دستگیر
تو مٹی دیں مصطفیٰ یا غوث الاعظم دستگیر
در سے ترے یا مجتبیٰ یا غوث الاعظم دستگیر

کرتا ہے اب یہ التجا حافظ بھکاری ہے نوا
دائم سے تیرا گدا یا غوث الاعظم دستگیر

یا محی الدین محبوب خدا
فخر دار داز تو احمد مجتبیٰ
ہر زمان رکھتا ہوں میں ورد زباں
جب کسی کو کوئی مشکل پیش ہو
گر غنی ہو یا کوئی درویش ہو
ہر زمان رکھتا ہے وہ ورد زباں
تیرا وہ دربار عالی جاہ ہے
حل مشکل کی وہ سیدھی راہ ہے
ہر زمان رکھتے ہیں سب ورد زباں
تو ہے محبوب اُس خدائی پاک کا

حامی دین سید خیر الودا
مرحبا صد مرحبا صل علی
الاماں یا شاہ جیلاں الاماں
ادر رنج و غم سے وہ درویش ہو
ہو دوسے بیگانہ یا کوئی خویش ہو
الاماں یا شاہ جیلاں الاماں
جس کا ساجد ہو گدا و شاہ ہے
شہرت اب ماہی سے ہے تارماہ ہے
الاماں یا شاہ جیلاں الاماں
تو ہے پیدا سید لولاک کا

تیرا عرفاں کیا ہے رتبہ خاک کا
 ہر زمان رکھتے ہیں سب دروزباں
 بے شبہ بندوں کے خاصاں آپ ہیں
 نوری کے گنج و مخزن آپ ہیں
 ہر زمان رکھتے ہیں سب دروزباں
 تم نے قصہ ہائے نون کو بر ملا
 تم ہو بیشک محی دین غوثِ خدا
 ہر زمان رکھتے ہیں سب دروزباں
 فضل تیرا ہکا ہووے دستگیر
 جو کہ ہووے بندہ پیرانِ پیر
 ہر زمان رکھتے ہیں سب دروزباں
 حکم تیرا ہے شبہ علمِ قصا
 جو کہو تم وہ ہی کرتا ہے خدا
 ہر زمان رکھتے ہیں سب دروزباں
 تم ہو وراثتِ ملکِ احمد مجتبیٰ
 قرۃ العین شہیدِ کربلا
 ہر زمان رکھتے ہیں سب دروزباں
 کشتی امت کے کشتیاں ہو
 جس کی کشتی غرق در طوفان ہو
 ہر زمان رکھتے ہیں سب دروزباں
 یا محی الدین مرے پیرانِ پیر
 جو کہ ہووے پنجہ غم میں اسیر
 ہر زمان رکھتے ہیں سب دروزباں

ہے سہارا سینہ غمناک کا
 الامان یا شاہ جیلاں الامان
 سب کے حامی اور معاون آپ ہیں
 مشکور ہیں سب کے مامن آپ ہیں
 الامان یا شاہ جیلاں الامان
 ایک دم میں رہنا ایسا کیا
 فضل تیرا سب پہ ہے بے انتہا
 الامان یا شاہ جیلاں الامان
 ایک دم کے دم میں ہو بدیرِ سیر
 دو جہاں کا ہووے وہ شاہِ دامیر
 الامان یا شاہ جیلاں الامان
 کچھ خلافت میں نہیں ہرگز ذرا
 آپ کے تابع ہیں سب عرضِ سما
 الامان یا شاہ جیلاں الامان
 جانشینِ برحق علی مرتضیٰ
 بضعتِ جسم بنوں پارِ سا
 الامان یا شاہ جیلاں الامان
 امتِ احمد کے بیشک جان ہو
 پس حمایت سے تری امان ہو
 الامان یا شاہ جیلاں الامان
 امتِ احمد کے تم ہو دستگیر
 تم ہو حامی بیکسوں کے مینظیر
 الامان یا شاہ جیلاں الامان

اپنے بندہ کو مانتے جاہل ہیں
 اپنے اعمالوں سے تیس چہ نام ہوں
 ہر زمان رکھتا ہوں یہ ورد زبان
 ہیں تو بے بندے حسین اور حسین
 انگامیں ادنے ہوں ہر دم خوش چین
 ہر زمان رکھتا ہوں یہ ورد زبان
 جا پڑی کشتی مری گرداب میں
 ہوں غلیل اور غار سیلاب میں
 ہر زمان رکھتا ہوں یہ ورد زبان
 از برائے آل پاک مصطفیٰ
 صدقہ شبیر و شتر بے ریا
 ہر زمان رکھتا ہوں یہ ورد زبان
 پار ہو بیڑا مرا طوفان سے
 اب نجات ہووے مجھے شیطان سے
 ہر زمان رکھتا ہوں یہ ورد زبان
 آچڑا در پر ترے خواہو تباہ
 اب کرینگے آپ ہی اس کا نیاہ
 ہر زمان رکھتا ہوں یہ ورد زبان
 اپنے بندہ کی تمھیں ہی لائے ہو
 دو جہاں میں تیرا ہی بس راج ہو
 ہر زمان رکھتا ہوں یہ ورد زبان
 لو خبر حافظ کی یا غوث زمان
 سب حادث سے اُسے ہوئے ماں

اور میں بد رو رو بدایم ہوں
 پر ترے بندوں میں بس ناکام ہوں
 الامان یا شاہ جیلاں الامان
 مثل یوسف ہیں تم مامی ناز میں
 رات دن ہوں مبتلائی درد و غم میں
 الامان یا شاہ جیلاں الامان
 مبتلا ہوں رات دن غرقاب میں
 کمترک ہوں اضعیف و رباب میں
 الامان یا شاہ جیلاں الامان
 دزد طفیل حضرت آلِ عباس
 بے بچا کشتی مری بہرِ خدا
 الامان یا شاہ جیلاں الامان
 جو منور دل مرا ایسان سے
 پورا بندہ ہوں میں دلِ اوجان سے
 الامان یا شاہ جیلاں الامان
 حافظِ مسکین ذیلِ درو سیاہ
 غیر تیرے کون ہے اس کی پناہ
 الامان یا شاہ جیلاں الامان
 تیرا بندہ تیرا ہی محتاج ہے
 یہ ازل سے ہے نہیں کچھ آج ہے
 الامان یا شاہ جیلاں الامان
 قطبِ ربانی شہنشاہِ جہاں
 از طفیلِ ستیخسیر الزماں

ہر زمان رکھتے ہیں سب درو زبان
الاماں یا شاہ جیساں الاماں

مناقب حضرت سرور عاشقین محبوب عالمین امام العالمین
مخدوم الثقلین حضرت خواجہ پیر مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر
رضی اللہ عنہ وارضاه

عجب سخت ہمایوں بندگان خاص صابر کا
خم و خمنا نہ وساقی می و جام و سببوسینا
نہیں دیکھا خدا کی بھر میں یہ نقشہ نہ یہ جلوہ
یہ فیضان الہی ہے ویا صحیحہ ایسی صابر ہے
نمایاں حسن احمد ہے ہر ایک برگ شجر و میاں
تصرف اس کو کہتے ہیں کوئی مینا ہو یا اعمی
جو بوسہ دیوے صدق دل سے خاک پاک صابر کو
قبولیت ہے ہر جائیکہ تختوں اور عیدوں کی
بجز درگاہ صابر بقیہ بناؤ کون ہے ایسا
نہیں محروم جانا کوئی اُس درگاہ والا ہے
یہ اونٹے رحمت اُس کی ہو گا کو سلطنت بستے
سبھی ہیں اُس کے متوائے نہیں خالی کوئی اُس سے
ہیں جس درجہ کے محبوب اُس کے جہاں مجد قادر
رسول اللہ و قادر ناز بردار اس کے ہیں ہر دم
اگرچہ منصب عاشق برائی حکمت اُس کو ہے
تصرف اُس کا جاری ہے تمامی اولیاؤں پر
تصرف اُس کا بھی ویسا ازل کو اب تک ہو

نہیں تھمتا ہے ایک لحظہ و ماوم دور ساغر کا
جسے دیکھو وہی ہے مست و بخود جام صابر کا
مئی وحدت سے پُرسے ذرہ ذرہ خاک کلیر کا
کہ ہر ایک خار و گل میں دمناس جلوہ قادر کا
ذرا دیکھو تو کیا ہے منہ مقابل ماہ و خستہ کا
ہو ظاہر سب پر رتبہ اقتدار الیمبر کا
دہیں ہووے نمایاں نوبل شبیر و شبر کا
کوئی ہے دستگیر ایسا کہ پکڑے ہاتھ ابتر کا
کہ حامی ہووے شہر کل میں درویش اور تو نکر کا
وجود رحمت للعالمین ہے نام صابر کا
گزار اُس کے در پر ہوتا ہے مفلس تو نگر کا
ہمیشہ اُس کی مجلس میں داں ہو دور ساغر کا
وہ عاشق ہے اسید رجہ کا پناہ یارب اکبر کا
وہ درجہ ذات بھی یارہ اٹھائے ناز صابر کا
مگر محبوب و دلیر ہے جگر گوشہ پیہمیر کا
ہے غلبہ سب کے اوپر بلا اُس ذات قادر کا
وہی غلبہ ہے سب پر بیف علاؤ الدین صابر کا

نواظر ہے اس کا عجب ندی و مستی ہے
 نہ گنجائش کسی کی نیک و بد اور مصلحت کی ہر
 محال و ممکن اور تقدیر اک دربان ہیں اُس کے
 جمالی اور جلالی شان محکوم ولایت میں
 یہ کیا رحمت ہے کیا قدرت کہ مجھ سامیذاً مفلس
 خدائی بھرتیں تھا کوئی جو ہوسے حامی ایسے کا
 جو پکڑا ہاتھ تو ایسا اٹایا گنج عسے فانی
 غلام کس ترک کو سلطنت کو نین دی دم میں
 نہیں ڈر مجھ کو منکر سے کرے انکار اگر کوئی
 نہیں طاقت ذرا مجھ میں لکھنیں کچھ بھی حال پنا

پتا ہرگز نہیں لگتا نہ کچھ پا کا نہ کچھ سر کا
 عجب اک طور ہے عالی ہما سے شاہ اکبر کا
 دم سے مختار فی الجملہ خدائے پاک کے گھر کا
 ہمیشہ حکم جاری ہے رواں اُس ذات سرور کا
 بد و رجاء صابر ہو گذریں ایسے ابتر کا
 نہ پکڑے ہاتھ کوئی بھی ذلیل و خوار و گستاخ کا
 بیاں کس منہ سے جو احسان ذات پاک صابر کا
 یہ ادنے بے نیازی ہے خواص اُس ذات اطہر کا
 دل و جاں سے میں بندہ ہوں جناب پاک صابر کا
 مگر لاچار ہوں اس میں کہ یہ ہے حکم تادیر کا

الرصادق ہوں یا کاذب مگر ہوں حاکفہ سبکیں
 غلام خاص ہوں یا ر و علاؤ الدین صابر کا

عجب ہے قدرت خدا کی یا ر و کریم دے ہے بھکاری لے ہے
 بہ کوئے صابر چلوں سدا ر و کریم دے ہے بھکاری لے ہے
 چلوری کھیو یہی پکارو کریم دے ہے بھکاری لے ہے
 سب اپنی ملکوں سے خاک بھاڑو کریم دے ہے بھکاری لے ہے
 بہ کوئے صابر ہی ندا ہے کہ مانگو ہم سے جو کوئی گدا ہے
 سبھی کی حاجت یہاں روا ہے کریم دے ہے بھکاری لے ہے
 عجب یہ تمخانہ صابری ہے شراب وحدت یہاں بھری ہے
 یہ دور ساقی جو چل رہا ہے کریم دے ہے بھکاری لے ہے
 بعرش و کرسی یہی صدا ہے بہ ارض و افلاک غل مچا ہے
 یہ در ہے صابر درجہ اس ہے کریم دے ہے بھکاری لے ہے
 نشیب تحت الثری سے کر فراز کرسی لامکاں تک

فرشتوں کی بھی یہی صدا ہے + کریم دے ہے بھکاری ہے

اگرچہ سلطان یا گدا ہے وہ در پہ صابر کے سینوا ہے

یہ رنگ صابر عجب رچا ہے + کریم دے ہے بھکاری ہے

جہاں میں ہم نے بہت پر کیا پر ایسا نقشہ کہیں نہ دیکھا

کہ فیض و بخشش کا ہو دے لیکھا کریم دے ہے بھکاری ہے

بردہ صابر کے میں جو پہنچا دیاں پہ جا کر کے کیا میں دیکھا

کہ بے توقف و بے تکلف کریم دے ہے بھکاری ہے

کہا میں دل میں ابھی کیا ہے یہ دے صابر و جنت ہے

سنا تو ہاں بھی یہی صدا ہے کریم دے ہے بھکاری ہے

خدا فی بھر کی جو نعمتیں ہیں جو دین و دنیا کی دوستیں ہیں

گدا ہے صابر وہ لوٹتے ہیں کریم دے ہے بھکاری ہے

ہزاروں درویش اور تو نگز بارگاہ کریم صابر

لے وہ جاتے ہیں گود بھر کریم دے ہے بھکاری ہے

بھکاری درگاہ صابری کے نہ سر جھکا دیں کسی کے آگے

مگر تبار طواف صابر کریم دے ہے بھکاری ہے

گدا ہے درگاہ صابری کے غنی ہیں دنیا و آخرت میں

انہیں تو کافی یہی ہے دولت کریم دے ہے بھکاری ہے

میں تیرے حامی کریم صابر فقیر حافظ غریب مضطر

بھلا تو کہہ تو تجھے ہے کیا ذکر کریم دے ہے بھکاری ہے

عطا مجھ کو کیا حق غلامی خاص صابر کا

مگر نقشہ ہے میرے دل میں ہر دم رونق صابر کا

ادا کس طور ہووے مجھ سے شکر اس بابر کا

خیال اب کچھ نہیں ہے مجھ کو جنت و جہنم کا

جدہ رو کیوں جہاں دیکھوں نمایاں حسن صابر کا

تصرف ہے تکلف ہر جگہ قلبہ ہے صابر کا

برکت کعبہ بیچ کتا ہوں سٹلو مجھ سے تم یارو
اگر طالب ہو مولائے دیا عاشق ہو دیندارو

جو گوش دل بصدق جان سنو اور کیے لو پیارو
نہ دیکھو گے کہیں ایسا کوئی کیسا ہی سربارو

جدھر دیکھوں جہاں دیکھوں نمایاں حسن صابر کا
تصرف بے تکلف ہر جگہ غلبہ ہے صابر کا

جنوبی اور شمالی شرقی غری سیر کر دیکھو
یہ بحر عشق سے اس کو ذرا تم پیر کر دیکھو

لگا تحت الشر سے لامکاں تک طیر کر دیکھو
بہ فوق و تحت و اس و چمپ بھی تم سیر کر دیکھو

جدھر دیکھوں جہاں دیکھوں نمایاں حسن صابر کا
تصرف بے تکلف ہر جگہ غلبہ ہے صابر کا

محی الدین قاد صورت محبوب احمد ہے
یہ دونوں صورتیں جگ میں نمود عشق سرمد ہے

علاؤ الدین صابر صورت عشق محمد ہے
طفیلی ان کے سائے میں تہہ خاص سجد ہے

جدھر دیکھوں جہاں دیکھوں نمایاں حسن صابر کا
تصرف بے تکلف ہر جگہ غلبہ ہے صابر کا

ازل سے اب تک ہے نمود احمد صابر
تجلی ذات حق تاہاں بہ طور احمد صابر

تمامی خلق روشن ہے ز نور احمد صابر
میں ذکے بر سہمی یہاں از سرور احمد صابر

جدھر دیکھوں جہاں دیکھوں نمایاں حسن صابر کا
تصرف بے تکلف ہر جگہ غلبہ ہے صابر کا

کوئی ناداں اگر سمجھے یہ خاصہ ذات حق کا ہے
وجود پاک اُس کا پس نمونہ ذات حق کا ہے

کہو اس سے کہ صابر بھی خلاصہ ذات حق کا ہے
یہی باعث ہے وہ جو یہاں نمونہ ذات حق کا ہے

جدھر دیکھوں جہاں دیکھوں نمایاں حسن صابر کا
تصرف بے تکلف ہر جگہ غلبہ ہے صابر کا

کوئی کیسا ہی عارف ہو یا درج میں کامل ہو
نہیں ممکن ہو ہمسرا و رسول اس کو میں شامل ہو

صفات و ذات سے گذرا ہو یا حق و وہ وصل ہو
حقیقت اگر کہوں اللہ ابھی ایک خلق بد دل ہو

جدھر دیکھوں جہاں دیکھوں نمایاں حسن صابر کا
تصرف بے تکلف ہر جگہ غلبہ ہے صابر کا

تصرف بے تکلف ہر جگہ غلبہ ہے صابر کا

کوئی منکر جو گرائس کا کہو اُس سے کہ نہ ملے	جہاں ہیں ہیں بہت ایسے خد کے در چھٹکے
ہر عرفاں اس کا تو موقوف عشق ذات پر سپا	اگر عاشق نہیں ایسا وہ اور دوسرا کھائے

جد ہر دیکھوں جہاں دیکھوں نمایاں حسن صابر کا
تجسّرت بے تکلف ہر جگہ غلبہ ہے صابر کا

میں ہوں رسوا و سودا بی غلام احمد صابر	یہی لکھتا ہوں زیبائی غلام احمد صابر
نہ عاقل ہوں نہ کامل ہوں مگر میں حافظ ابتر	بھکاری اُس کے در کا ہوں غلام احمد صابر

جد ہر دیکھوں جہاں دیکھوں نمایاں حسن صابر کا
تجسّرت بے تکلف ہر جگہ غلبہ ہے صابر کا

ایضاً فی مدحہ

یہاں عقل چمکھاتی ہے خاصانِ خدا کی	حیران خرد و رنگ ہے سائے عرفا کی
کچھ شکل نظر آتی نہیں نورِ محمد کی	کیا مع کہے کوئی شبِ جل و علا کی

کچھ دھج ہی خالی ہے شبِ جل و علا کی
سلطان علی احمد محمد دوم خدا کی

کیسا ہی کوئی دولتِ عرفان کو پا وے	اور لاکھوں مقامِ عرش سے طے کر کو وہ جائے
ے فرش سے تلخ بہت شور مچا وے	امکان ہے کیا تہ صابر کو وہ پا وے

کچھ دھج ہی خالی ہے شبِ جل و علا کی
سلطان علی احمد محمد دوم خدا کی

حیران ہیں ادراک سے سب عارف و واصل	میں سوختہ پراشِ سوزان سے عاقل
کیسے ہی ولی ایسے ہی ہوں قابل و کامل	میں درک سے اس مرتبہ میں ناقص و جاہل

کچھ دھج ہی خالی ہے شبِ جل و علا کی
سلطان علی احمد محمد دوم خدا کی

کیا ڈھنگ نہ کیا رنگ ہے کیا شانِ بدوائش	کیا حسن ہے کیا مان ہو کیا آن ہے دائش
کیا بے سرو سامانوں کا سامان ہے دائش	سلطان ہے بُرئان ہے سچان ہے دائش

کچھ دھج ہی زالی ہے شہرِ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

ہر بے سرو سامان کا سامان وہی ہے
سب انجم و افلاک کا سلطان وہی ہے
ہر عاشقِ جانناز کا حبان وہی ہے
عشاقِ خداوند کا ایسان وہی ہے

کچھ دھج ہی زالی ہے شہرِ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

وہ گوہرِ دیباہی علی نور نبی ہے
اور ہیبت و شوکت میں سہی شانِ ولی ہے
محبوبِ خدا سبطِ رسولِ عربی ہے
سب فہمِ خلافت کی مگر یہاں پر غیبی ہے

کچھ دھج ہی زالی ہے شہرِ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

سے فاطمہ زہرا کا عجب لاڈلا پیارا
سے جانِ محمد کی وہ سلطانِ ہمارا
حسین کا کیا خوب ہے وہ راجِ دولارا
سب اس کے ہیں محتاج وہ ہر سب کا سہارا

کچھ دھج ہی زالی ہے شہرِ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

وہ شیرِ غضنفر ہے جو میدانِ خدا میں
لاشل و لاثانی ہے وہ جو دو سخا میں
پوتا اسد اللہ کا یکتا ہے صفا میں
اخلاقِ محمد سے ہے پُر لطف و وفا میں

کچھ دھج ہی زالی ہے شہرِ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

خمنائے وحدت کا وہی پیرِ مہاں ہے
گزارِ محبت کا مگر سروِ چہاں ہے
فیضانِ الہی کا وہ دریا ئے رواں ہے
عمانِ نبوت ہے وہ سلطانِ جہاں ہے

کچھ دھج ہی زالی ہے شہرِ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

مستانِ عے عشق کے سب پت میں اُس کے
میں خانہ و ہم جام و سبوت ہیں اُس کے

عشاق ہزاروں میں زبردست ہیں اس کے
بس ابر کرم بجز خدا دست ہیں اُس کے

کچھ دھج ہی زانی ہے شبِ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

دریائے کرم اس کا اگر جوش میں آوے
جسوتِ گلانی کو اٹھا منہ سے لگاوے
صد کا زور و فاسق کو وہ مقبول بناوے
ہر واعظ و ملا کو خدائی نظر آوے

کچھ دھج ہی زانی ہے شبِ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

رندانِ خرابات جو مستانہ ہیں اُس کے
بے حد و حصر بادۂ دیوانہ ہیں اُس کے
چمک چمک کے وہ پتھر ہیں دیوانہ ہیں اُس کے
شطار زماں ساکن میخانہ ہیں اُس کے

کچھ دھج ہی زانی ہے شبِ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

کیا تیرے صابری شیشوں میں بھری ہے
جو سب سے خبردار محض بے خبری ہے
ایک قطرے جس کو دو عالم کی بری ہے
نہ محو نہ کچھ صحو عجب شیشہ گری ہے

کچھ دھج ہی زانی ہے شبِ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

جو بادۂ صابر سے ہیں سرشار شب و روز
دروازۂ صابر کے پرستار شب و روز
وہ رندِ خدائی کے ہیں عیار شب و روز
آزاد ہماں مست نہ ہمشیار شب و روز

کچھ دھج ہی زانی ہے شبِ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

ہیں ساجدِ محراب خم ابروئے صابر
کعبہ ہے اُڑن کا تو ہے وہ کوئے صابر
دن رات ہیں طوافِ قد و بجوی صابر
سب طرف سے بیزار جھکے ہیں موسیٰ صابر

کچھ دھج ہی زانی ہے شبِ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

مطلق ہیں مقید نہیں کچھ کفر نہ دیں کے دن رات ہیں نظارہ کنایاں ماہ جیس کے	آزاد ہیں پابند نہیں ہند نہ چیں کے نہ عیش کے طالب ہیں نہ کچھ رنج و جنیں کے
--	--

کچھ دھج ہی زالی ہے شہ جلِ عِلا کی سلطان علی احمد مخدوم خدا کی	
--	--

نئے کافر و مومن ہیں نہ کچھ فاسق و فاجر نئے طالب و مطلوب کچھ سالک و زبیر	نئے عابد و زاہد ہیں نہ کچھ ساکن و مضطر ہیں موح جمالِ رخ پُر جلوہ صابر
--	--

کچھ دھج ہی زالی ہے شہ جلِ عِلا کی سلطان علی احمد مخدوم خدا کی	
--	--

اسلام یہی مذہب و آئین یہی ہے تاثر تماشا لئے رنگین یہی ہے	ملت ہے یہی عاشقوں کا دین یہی ہے اور فرق بخود دین و خدا تین یہی ہے
---	--

کچھ دھج ہی زالی ہے شہ جلِ عِلا کی سلطان علی احمد مخدوم خدا کی	
--	--

اس بادۂ رنگین سے مدہوش ہے عالم بیخود ہے اسی سے بلا نوش ہے عالم	عشاق کو صابر کے فراموش ہے عالم اس بادۂ وحدت سے تو پر جوش ہے عالم
---	---

کچھ دھج ہی زالی ہے شہ جلِ عِلا کی سلطان علی احمد مخدوم خدا کی	
--	--

ایک میں ہوں عمر ساری جو غفلت میں گزائی تقوے و عبادت کی بہت کو گسٹائی	تسبیح و تسبیح سے بہت آنکھ لڑائی اور مسجد و منبر میں بہت دھوم مچائی
---	---

کچھ دھج ہی زالی ہے شہ جلِ عِلا کی سلطان علی احمد مخدوم خدا کی	
--	--

عالم میں بہت کوس شیخت کا بھایا اور دین مجازی سے بہت دل کو لگایا	آواز بہت زہر و ذرغ کا بھی سنایا پر اپنی حقیقت کا بھی دسیان نہ آیا
--	--

کچھ دھج ہی زالی ہے شہ جلِ عِلا کی سلطان علی احمد مخدوم خدا کی	
--	--

جو کوئی حقیقت سے بھلا اپنی ہے غافل
بس جبہ دستار میں دل اس کا ہر مائل

کیا خاک ہوا دین کی دولت میں وہ شامل
غافل کو عبادات سے کیا ہوتا جو حاصل

کچھ دھج ہی زالی ہے شبہ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

غافل ہے حقیقت سے اگر ہے وہ مسلمان
کام آویں گے کیا اس کے بھلا اور غلام

کیا خاک ہے اسلام نہ کچھ دین نہ ایماں
غافل ہے حقیقت سے محض قالب بیجاں

کچھ دھج ہی زالی ہے شبہ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

میں اور کو کتنا نہیں یہ حال مرا تھا
گو جھٹل دویرانہ میں اکثر میں پھسرا تھا

دنیا کی محبت کا نشہ دل میں بھرا تھا
صد حیف مگر چاہ ضلالت میں پڑا تھا

کچھ دھج ہی زالی ہے شبہ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

بے مغر محض پوست تھا مانند دل کے
باتیں ہی بنانا تھا محض علم و عقل کی

سرشار تھا رسموں میں اس آئین و نعل کے
دن رات مجھے مشق تھی بس کرو و نعل کی

کچھ دھج ہی زالی ہے شبہ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

ناگاہ بہ الطاف و فضل احمد مختار
جا پہنچا درمیکہ صابر عیار

مخدوم خدا سبط نبی سید ابرار
دیکھا تو ہزاروں ہیں بڑے بیخود و سرشار

کچھ دھج ہی زالی ہے شبہ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

میں خانہ صابر میں عجب ساقی طرار
دیکھا تو وہی میکہ صابر کا ہے مختار

بیٹھا ہے بصد زین عجب چیت و عیار
چھک چھک کے پلاتا ہے ہزاروں کو وہ لہار

کچھ دھج ہی زالی ہے شبہ جل و علا کی
سلطان علی احمد مخدوم خدا کی

مساجد کا ہے دلدار وہ قادر کا پیارا	سب خاص کو اور عام کو ہے اسکا سہارا
بے علت وہ اسباب کرے سب کا گذارا	زلفوں کو بناتا ہے وہ تودست خود آرا
کچھ دھج ہی زالی ہے شبہ جلّ و علا کی	سلطان علی احمد محمد دوم خدا کی
خودست ہے سرست ہوا دیوں کو کمر بست	سب اس کی حضوری میں طلبگار ہیں اور پست
ہیں بحر عطا جو دو کرم اس کے گویا دست	ان ہاتھوں سے دیتا ہے سب کو وہ زبردست
کچھ دھج ہی زالی ہے شبہ جلّ و علا کی	سلطان علی احمد محمد دوم خدا کی
سے مثل محمد کے مہربان وہ سب پر	صدر لطف و کرم کرتا ہے ہر آن وہ سب پر
ہر طور سے کرتا ہے جو احسان وہ سب پر	آتش کو کرے دم میں گلستان وہ سب پر
کچھ دھج ہی زالی ہے شبہ جلّ و علا کی	سلطان علی احمد محمد دوم خدا کی
گردن ہے بھگی سب کی جو احسان کو اس کے	کھاتے ہیں سبھی رزق مگر خزان سے اس کے
قرباں سبھی ہوتے ہیں دل و جان کو اس کے	زین لاکھوں پڑے گرد مسلمان سے اس کے
کچھ دھج ہی زالی ہے شبہ جلّ و علا کی	سلطان علی احمد محمد دوم خدا کی
جب دیکھا میرا حال تبہ خوار پریشاں	میرخانہ کی دولت سے مجھے گرسنہ عریاں
رحم آیا اسے مجھ پہ بعد لطف و احساں	بے علت وہ اسباب زبے عزت سے شان
کچھ دھج ہی زالی ہے شبہ جلّ و علا کی	سلطان علی احمد محمد دوم خدا کی
ایک قطرہ مجھے بادۂ اعرس سے چکھایا	اور دین سے دنیا سے محض مجھ کو بھلایا
پھر بادۂ وحدت سے مجھے ایسا کھلایا	بس اپنے سوا اور سے بیوقوف بنایا
کچھ دھج ہی زالی ہے شبہ جلّ و علا کی	سلطان علی احمد محمد دوم خدا کی

اب میری نظر میں دانتہ کوئی اور
مجھ کو نہ رہی دل میں فراچاہ کوئی اور

غیر اس کے نہ موجود ہے دانتہ کوئی اور
اس حال سے میرے نہیں آگاہ کوئی اور

کچھ دھج ہی زالی ہے شبہ جل و علا کی
سلطان علی احمد محمد دوم خدا کی

ہر طرف نمایاں اُسی دلدار کی صورت
جو نہارتے وہ ہو گئے غلام کی صورت

ہر شے میں عیاں سید مقتدر کی صورت
صد شکر کہ ہے صاف وہ عیار کی صورت

کچھ دھج ہی زالی ہے شبہ جل و علا کی
سلطان علی احمد محمد دوم خدا کی

اُس نے اٹھا منہ دگلائی جو لگائی
سب جگ میں پھری احمد صابر کی دُائی

شیشہ میں عجب آن سے چکی تھی خدائی
مستوں نے خدائی میں عجب ہوم مچائی

کچھ دھج ہی زالی ہے شبہ جل و علا کی
سلطان علی احمد محمد دوم خدا کی

کیا شکر دواس کا زباں کو کسی لاؤں
اب شکر ہی ہے کہ میں رستی کو مٹاؤں

کیا نقد اس الطاف کا عالم میں مٹاؤں
اور غیر کو دلبر کے ہنس تش میں جلاؤں

کچھ دھج ہی زالی ہے شبہ جل و علا کی
سلطان علی احمد محمد دوم خدا کی

صد شکر کہ حافظہ رہا یاد وہاں میں
غیر اُس کے نہیں کوئی عیاں کوں نکالیں

دلدار ہے موجود زمیں اور دماں میں
عالم ہے زمانہ کے حوادث ہر اماں میں

کچھ دھج ہی زالی ہے شبہ جل و علا کی
سلطان علی احمد محمد دوم خدا کی

ہے حافظ شہید اجویہ ادبار کا مارا
امید ہے الطاف سے ہوتی ہے گدارا

اس کے سوا کچھ اور نہیں اُس کا سہارا
عالم میں تو اس تیری عنایت کا تقارار

کچھ دھج ہی زالی ہے شبہ جل و علا کی
سلطان علی احمد محمد دوم خدا کی

اس کے سوا کچھ اور نہیں اُس کا سہارا
عالم میں تو اس تیری عنایت کا تقارار

ایضائی مد

دل چین لیا میرا شہ خوش لقی نے	سلطان جہاں سید والا سب سے
محبوب خدائے بدو اولاد علی نے	شاہنشاہ ارضین و سما بدلی نے
بے چین کیا روئے دلی عربی نے	مخدوم علی صابر والا لقی نے
گرمی تپ جہتے تڑپوں ہوں شب و روز	سینہ سے نکلتی ہے مری آہ جگر سوز
پروانہ صفت جلتا ہوں شمع دل فروز	لب پر ہے بہت ہے یہی شعر جگر دوز
بے چین کیا روئے دلی عربی نے	مخدوم علی صابر والا لقی نے
لشتہ ہوں بھلا بروی خمدار کسی کا	بہل ہوں ہوا طرہ طرار کسی کا
جسوت ہوا چہرہ نمودار کسی کا	رد رو کے یہ بولا دل بیمار کسی کا
بے چین کیا روئے دلی عربی نے	مخدوم علی صابر والا لقی نے
سے زلف معنیں پھنسا یہ دل ناواں	دم ہر دے ہے رخ زروے چشم و گریاں
ظاہر نظر آتے نہیں ابے بیت و کراں	ہر لحظہ ہی کہتا ہوں بانالہ افعاں
بے چین کیا روئے دلی عربی نے	مخدوم علی صابر والا لقی نے
مسحور ہوں میں سحر علی احمد صابر	مشکور ہوں میں شکر علی احمد صابر
اگر فکر ہے تو فکر علی احمد صابر	اور ذکر ہے تو ذکر علی احمد صابر
بے چین کیا روئے دلی عربی نے	مخدوم علی صابر والا لقی نے
اُس زکس شہلا کا ہوں مخمور میں جاناں	گو بزم سے تیری ہوں بھلا دور میں جاناں
رکھتا ہوں خیال رخ پر نور میں جاناں	اس شعر سے دن رات ہوں مست و مریں جاناں

بے چین کیا روئے دلی عربی نے
مخدوم علی صابر والا لقمی نے

ہوں نشہ الفت سوتری چو شب روز
دل تیرے تصور سے معمور شب روز
معذور ہوں لاچار ہوں مجبور شب روز
یہ شعر ہے ہر دم سیراد ستور شب روز

بے چین کیا روئے دلی عربی نے
مخدوم علی صابر والا لقمی نے

کشتہ ہوں ترے غمزدہ جادو گہی کا
دن رات تصور ہو قدس و سہی کا
کچھ خوف نہیں مجھ کو رہا امر و نہی کا
دیکھو نگا بھلا کونسے دن روز بھی کا

بے چین کیا روئے دلی عربی نے
مخدوم علی صابر والا لقمی نے

بیمار تپ عشق ہوں آجلہ خبرے
راہی ہر دم عشق ہوں آجلہ خبرے
سرشار تپ عشق ہوں آجلہ خبرے
مشتاق غم عشق ہوں آجلہ خبرے

بے چین کیا روئے دلی عربی نے
مخدوم علی صابر والا لقمی نے

غم کا ترے جاناں میں خرید ہوں لسو
ظاہر میں تو مجنون پریشاں ہوں لسو
گو شادی دایرین ہو بیزار ہوں لسو
اس ناز پر تیراں میں گرفتار ہوں لسو

بے چین کیا روئے دلی عربی نے
مخدوم علی صابر والا لقمی نے

کیا خوب ہی جاناں مجھ کو سل میں کیا ہے
تو راستی ابرو کی جو گھائل میں کیا ہے
اپنے رخ زریا پہ جو مائل میں کیا ہے
زلفوں کو جو اب رخ پہ مائل میں کیا ہے

بے چین کیا روئے دلی عربی نے
مخدوم علی صابر والا لقمی نے

اب جام مٹی و صعل ملا دیکھ مجھے جامی
سب رنج و غم و فکر بھلا دے مجھے جامی

پروردہ رخ انور سے اٹھائے مجھ جانی اور نقش غم غیر ثنائے منجے جانی

بے چین کیا روی ولی عربی نے
مخدوم علی صابر والا لقی نے

اس حافظہ بخشہ کی امداد ہو پیارے
نا اچڑا وطن اسکا ہی آباد ہو پیارے
لو حبلہ بلا اس کو ذرا شاد ہو پیارے
اور خانہ رقیبوں کا بھی برباد ہو پیارے

بے چین کیا روی ولی عربی نے
مخدوم علی صابر والا لقی نے

یا علی احمد ملاؤ الدین علی
تم ہو پوتے حیدر کرار کے
تیری وادی میں بتول پار سا
تم جگر گوشہ ہو حسن محبت سا
ہو خلاصہ خاندان پاک کے
قادر مطلق جناب محی دیں
ہو کریم ابن الکریم ابن الکریم
قدرت مطلق سے بس قادر ہو تو
یعنی بندوں کی خطا اور جرم پر
دُورۃ التاج نبوت آپ ہیں
شاہِ اقلیم ولایت مرتضیٰ
عشق کے میدان کے شیر بہر
قاضی الحاجات ستار العیوب
قانعِ خصیان جم کفر و سباب
بحرِ اعظم جو دو اکرام و کرم
میں مکرّم اور اکرم اگر میں

شیر یزدان حامی دین بنی
اور نواسے سید فختار کے
تم ہو ہیں سبط شہید کر بلا
پیار کرتے ہیں تمھیں زین العبا
دو دمان سید نولاک کے
ہیں تمھارے جد امجد بالیقین
سب کے اوپر آپ کا فضل عظیم
نام کا اپنے عجب صابر ہے تو
صابر کامل سے تو والا گھر
شمن معراج نبوت آپ ہیں
آفتاب آسمان مصطفیٰ
مالک ملک خدائے بحر و بر
وافر اللطاف غفار الذنوب
قاطع بنیان بدعات و عصاب
نیرِ اعظم آسمان محترم
بندوں پر اپنے تیلِ رحمت رحیمیں

عاصیوں کے حق میں پیامی رواں
 ساقی میخانہ عشق سردی
 دوست احمد میں مثل آفتاب
 کشتی امت کا کشتیان ہے
 آدم خاکی سے گزشتیان ہے
 یا علاء الدین شاہ دستگیر
 مایہ بروں کا ہے ٹھکانا بس کہاں
 بیکسوں کا مونس و غوار ہے
 بندہ نافرمان تیرا ہے کریم
 آپڑا در پرترے سب چھوڑ کر
 زرد و اور زشت خواہد و سیاہ
 آس میں آیا ہوں تیری فضل کے
 تو ہے ستار العیوب ہنگام
 چاہ بال میں ہوا ہوں میں اسیر
 جا پڑی کشتی مری منجدار میں
 نفس کی شامت سے دھت لڑے
 تو ہی گرداب بلا سے کر رہا
 جزرے اب کون لے اسکی خبر
 گویا ہے یا بھلا ہے آپ کا
 لاج رکھ کر اپنے اسم پاک کی
 دُز طفیل امت خیر الورا
 ضد قہ آل نبی سبط رسول
 دُز طفیل پیر مقبول نام

خاٹیوں کے حق میں بحر بیکراں
 بدر کامل خاص نور حسدی
 عین کامل باطنی بو تراب
 حامی دیں پوری اس کی شان ہے
 مولائے کار رحمت رحمان ہے
 مرشدان راہ رشد و پیران پیر
 جزرے در کے شہ کون و مکان
 فضل و رحمت کی تری سرکار ہے
 سب طرف سے ہو کے لایا اور قیم
 اب بھلا حاشے کہاں منہ موڑ کر
 تیرے در پر آیا با حال تباہ
 تاب میں رکھتا نہیں ہوں عمل کی
 اور غفار الذنوب افتاد گام
 لے خبر جلدی مری تو اسے مجھ
 ہر طرف سے ہوں میں لار و مار میں
 تیرے بندہ کا عجب ڈیرہ ہوا
 ورنہ بندہ تیرا ضائع ہو چکا
 تیری کافی ہے اُسے نیچی نظر
 سب میں کہلاتا ہے پر بندہ ترا
 غیرت اُس شہ نولاک کی
 خاص محبوب جناب کبریا
 دُز طفیل سید حضرت بتول
 جانشین مرتضیٰ شاہ نظام

دے ٹھکانے پر لگا بیڑا مرا
تیرے در کو چھوڑ کر جاؤں کہاں
بدتردوں کا تو ای کیوں نہار ہے
جز تیرے در کے ٹھکانا کچھ نہیں
کتردوں سے جو کہ کتر ہیں ترے
بدتردوں کی تو ہی لیتا ہے خبر
تو بھی اُن کو بدتر سے کریم
سے ازل سے یہ بھکاری آپ کا

درد نہ ہووے غرق یہ بیڑا مرا
الہاں یا شاہ جیلاں الہاں
تیرے سب بندوں کی کشتی پائے
اور بس اپنا بیگانہ کچھ نہیں
اُن سے بدتر ہوں میں و مولا مرے
اُن کی جانب اور کس کو سے نظر
پھر کہاں جاؤں وہ باحال سقیم
فضل سے بیشک یہ بائے آپ کا

حفظ غلامی حافظ بد نام کو
بس ازل سے ہے ملائے گفتگو

حمد ہے اُس ذات پاک اللہ کو
دیکھنے کی اپنے جب خواہش ہوئی
یعنی چوتھا نور مطلق ذات کا
اُس تعین کو بچشم عاشقی
منظہر کا بل صفات و ذات کا
دیکھا سب اپنی صفات اور ذات کو
پھر تو اُس ذات احد نے اُس کا نام
یعنی میم اس میں لکھا بہر ظہور
اس احد کا نام جب احمد ہوا
عرش و کرسی ہم زمین و آسماں
عالم علوی و سفلی سب کے سب
سائے موجودات نے پایا وجود
کوئی شے ایسی نہیں ہے اس کے آ

جس نے عجیبیاں رسول اللہ کو
پیدا جب اُردم کیا نور نبی
ایک تعین اُس کو اب پیدا ہوا
ذات پاک اس کے تین دیکھا کری
عشق سے اُس نور کو اپنے کیا
اُس نے بس اُس نور میں جب ہو مہو
نور احمد کا رکھا مالا کلام
تاکہ گنج مخفی اب پاوے ظہور
سارِ عالم اُس سے پھر پیدا ہوا
اور یہ شمس و قمر کون و مکان
اُس سے ہی پیدا ہوئے از حکم رب
نور احمد سے کہ وہ ہے بحر جود
وہ نہ ہو اس میں دشت ہرگز نہ ہو

نور واحد ہے وہ سبکی اصل جان
 ایک ہے کوئی نہیں اُس کا شریک
 ایک ہے واللہ یا اللہ ایک ہے
 سائے عالم کی حقیقت ہے وہی
 وہ ہی رب العالمین واحد وجود
 جو کہ صورت ذات کو محبوب تھی
 نور احمد صورتِ آدم ہوا
 منظرِ کامل و ہم ذات و صفات
 سائے عالم کے نمونہ رکھ دیے
 اور خلقتِ آدمی کے واسطے
 آدمی پیدا کیا عسرفان کو
 پہر ملک کے اور بہائم کے خواص
 صد ہزاراں شبیا اور ادیا
 تاکہ پیچھے خلق اپنی اصل کو
 اصل کیا ہے نور پاک مصطفیٰ
 سائے نبیوں نے جو دعوتِ خلق کی
 استوں کو اپنی سب نے باقیں
 اتباع جس نے کیا دل شاد ہو
 جو کہ غافل ہو گیا اُس نور سے
 بعد سب نبیوں کے وہ عیسے نبی
 جب ہوئے مارن ز نور مصطفیٰ
 کی دعا اُس حق سے اے عالی جناب
 درودِ امتِ خیر الورا

اور قالب ہیں وہ سب میں مثل جان
 ثانی اپنا وہ نہیں رکھتا شریک
 دوسرے کا ہونا کب یہاں نیک ہے
 وہ ہی حق ہے اُس کے بندہ نیک ہی
 سب کو ہے اُس نور سے بود وجود
 وہ ہی صورت حق نے بس آدم کو
 عالمِ انسان اب قائم ہوا
 جامعِ اسما ظہور کا رستہ
 اس وجودِ آدمی میں بھر دیے
 آدمی کو خاص اپنے واسطے
 نے بنایا غاب و آب و نان کو
 آدمی میں رکھ دیے بالاختصاص
 حق نے پھر بھیجے برائے ابتدا
 دور کردیں ان کے تجر و فصل کو
 حق ہے وہ نور نبی خیر الورا
 بس ہدایتِ نورِ حمد کی کری
 نور احمد کی بشارت خوب دیں
 پانچا اپنی اصل کو آباد ہو
 وہ رہا محروم حق کے نور سے
 پیدا عالم میں ہوئے سن لے اخی
 شرف دیکھا امتِ خیر الورا
 امتِ احمد میں ہوں میں کامیاب
 میں رہوں اور شرم ہی ہوئے مرا

اپنی امت کو ہدایت یہ ہی تھی
 امتوں پہلی میں جو مومن ہوئے
 جب ہوا ظاہر وہ نور پاک حق
 یعنی ہو کر وہ مجسم نور پاک
 وہ وجود و اھد اب روف پذیر
 تیرگی ظلمت ہوئی عالم سے گم
 کفر اور بدعات سب جاتی رہے
 وہ شفیع المذنبین حامی ہوئے
 پہر تو کیا منہ تھا جو ہوئے دوسرا
 کیا زمانہ اور کیا ایام تھے
 امتیں پہلی جو سُنکر نام کو
 اور نبی بھی پہلے سب مشتاق تھے
 جب وہ نور پاک باحسں و جمال
 اللہ اللہ غور کر اے ارجمند
 چشم ظاہر سے جمال پاک کو
 جو کہ صحبت میں صحابہ پاک تھے
 خاک پا کو ان کی کیا پہنچے کوئی
 عین حق تھے اور تھے قائم بہ حق
 جانب حق خلق کے رہبر تھے وہ
 نور حق تھا بس مجسم رو برو
 شمس نور احمدی تھا بے حجاب
 اپنی حکمت سے وہ قرص آفتاب
 واسطہ کی اب ہونی حاجت ضرور

راہ پاویں وہ بھی تا نور نبی
 اُن سبوں کے بس یقین بڑھتے رہے
 جو کہ تھا اصل الاصول نہ طبق
 ایک بیک ظاہر ہوا بالائے خاک
 ہو گیا عالم میں کاشمیر لہسیر
 نور کو ارشاد یہ پہنچا کہ تم
 روشنی اسلام کی آتی رہے
 عاصیوں کے بس ٹھکانے ہو گئے
 غیر و اھد دوسرے کا کیا پتہ
 کیا مبارک بخت نیکو نام تھے
 لاتی تھیں ایمان اسے بخت نکو
 تا مشرف ہو دیں بس اُس نور سے
 صورت بشری میں آیا با کمال
 خاص و عام اُس سے ہو دس طرف
 دیکھتا تھا ہر کوئی بے گفتگو
 کار حق میں چست اور چالاک تھے
 گو کہ ہو کوئی دلی اور مستقی
 حق سے پہنچے تھا انہیں ہر دم سبق
 سائے عالم میں سہی سرور تھے وہ
 دیکھتے تھے حق کو وہ بے گفتگو
 ہر کوئی بے واسطہ تھا فیضیاب
 ہو گیا ظاہر میں جب زیرِ سحاب
 وہ جو تھا بے واسطہ پایا فتور

جانشیں اور نائب خیر الورا
 ہر قرن میں ہر زمانہ میں وہ ہی
 لے گئی خلقت کو سونے حق تمام
 فیضیاب اُس نور سے کرتے ہے
 واسطہ سے اُن کے ہر کس خاص و عام
 ہر زمانہ میں فروغ اسلام کو
 انقطاع اس فیض کو ہرگز نہیں
 تابش شمس نبوت تا قیام
 غلبہ ہے دین نبی کو ہر زمان
 مقتبس ہے ہر کوئی اُس نور سے
 جانشیں اور وارث کمال جو ہے
 ہے وجود اُس کا وجود احمدی
 عین حق ہیں قول فعل اُن کا جو حق
 یادی مطلق ہیں سب کے مقتدا
 دین حق ہے اُن سے زندہ تا قیام
 ہے نبوت زندہ بس اُن کے سبب
 اتباع اُن کا ہے عین اقتدا
 قادر مطلق ہیں محی الدین حق
 خلق پر مشفق ہیں وہ مثل نبی
 صابر برحق ہیں اور شاگرد مدام
 مخبر صادق امام المتقین
 فخران سے اپنی امت کا کریں
 ایک ہے نور نبی اور اُن کا نور

خلق و عالم کے ہو سب مقتدا
 یادی مطلق ہے یارو سبھی
 جانب نور نبی خیر الانام
 کوشش اندوین کے کرتے ہے
 تا بنور حق سبھی پہنچے تمام
 واسطہ سے اُن کے ہر بے گفتگو
 بالیقین ہرگز کبھو تا یوم دیں
 امت احمد میں جاری ہے مدام
 نائبان احمدی سے بے گماں
 دارثان احمدی کے نور سے
 نور حق سے ہر زمان اصل جو ہے
 فیض اُس کا عین جو احمدی
 راہ حق میں سب پہنچتے ہیں سبق
 نائبان و وارث خیر الورا
 بیگماں اور بالیقین تم الکلام
 ہیں نبوت کے وہ شاہد بے نقب
 آل محمد سرور ہر دور
 زندہ اُن سے ہے ہمیشہ دین حق
 فیضیاب اُن سے ہیں برناؤ صبی
 زندہ ہے دین نبی اُن سے تمام
 سرور ہر دور سرور یوم دیں
 تاج رحمت اُن کے سر پر دیں
 عینیت ہے اُن کو حق سے بے غور

فیض سے اُن کے پرپر ارجاں
خانانِ قادری مشہور ہے
صدنیز ابدال و اقاب و دلی
سلسلہ قادریہ دین ہے
آفتابِ حق امام العاشقین
برملا تباہ ہے یار و دیکھ لو
دعوتِ حق کو قبول ایسی کرو
دینِ احمد کا خلاصہ اور جان
سلسلہ پاک نبی میں آکے مل
یا الہی از طفیلِ مصطفیٰ
صدقہ تطہیر آلِ عباس
از پئے شیر و شیر ذوالکرم
از طفیلِ حضرت محبوبِ حق
وہ راسے احمد محمد دوم پاک
دینِ احمد کو ایسا زیب و فر
ہو دے اسلام ایسا پھر رونق پذیر
آفتابِ حق جو ایسا ہو عیاں
علمِ عرفاں پائے پھر ایسا ظہور
ہو دے تباہ وہ ضیاء دینِ کمال
سلسلہ پیرانِ مار و شن رہے

فیضیاب ہیں سب زمین و آسمان
صابری وہ سلسلہ معمور ہے
ذکر پران سلسلوں کے ہیں جلی
بوالعلاء صابر کی رسمِ امین ہے
نور بخش پیر کمین و ہر مہمین
جانبِ حق شاد و فرحانِ تم چلو
جان و دل سے راہِ حق میں ہر کو دو
سلسلہ پاکِ خدا ہے اکو مان
ہو دے جب نور نبی و شاد دل
حضرت شکر کشا شیرِ خدا
حضرت پاک بتوں پارِ
اہل بیتِ آن نبیِ عالی ہستم
آن محی الدین متا دہ نورِ حق
آن کہ روشن شد از دینِ تیرہ خاک
امتِ احمد ہو با صد کرد و سر
دینِ حق روشن ہو چوں برِ منیر
جملہ خاص و عام ہوں عارفان
خلعتِ عالم کی ہو بس جملہ نور
عارفان سب ہو میں باغِ جلال
تا قیامت رشکِ صد بخش ہے

حافظہ بیچارہ بھی اس میں شمار
ہو دے تا ہوتا ہے دل سے نثار

جانبِ امت سے تا یومِ القیام

ہوں درود اسِ مصطفیٰ پر اور سلام

جلوہ فرما سزا دیا پر سے ناز میں
 نائب خیر الزمان نور شفیع المذنبین
 جانشین مرتضیٰ ہم حامی دین متین
 رہبر دین ہمیں ہادی اسلام و دین
 رہنمائے گمراہان اندر جہاں تا یوم دیں
 فخر جملہ اولیں اور مقتداے آخر میں
 صورت فضل خدا اور نور خیر المرسلین
 فضل بے علت ہے وہ صل علی صداقرین
 کیا ہے اُسکے روبرو کوئی دلی یا شیخ دین
 شیخ ہو یا ہو مرید اور اولیائے کا طین
 فیضیائے اُس سے ہیں سائے برہمہ دہنی ہیں
 فیض اُس کا سورواں از فضل رب العالمین
 ہے محال اس جاپہ ممکن ہے برابر کفر و کین

کیا ہے فضل ایزدی اور لطف رب العالمین
 سیدو الانب اولاد ختم المرسلین
 قرۃ العین علی سباحت جان بتول
 محی الدین قادکا دلبر اور علی احمد کی جان
 ہے ضیاء دین احمد بے شبہ لاشک فیہ
 مالک و مختار کل اور حکمراں اندر زمان
 فیض بخش کائنات اور عالم ہر شہ جہات
 ہے وہ ستار العیوب اور قاضی الحاجات خلق
 جب وہ ہے بوسطہ نور نبی سے فیضیاب
 پست ہیں اور غوثہ حسین بسبب اُسی کے روبرو
 سلسلہ اُسکا ہے سر سبز اور دوا لیم بے گماں
 دوست اُس کے ہو دیں آباد اور دشمن پائمال
 فضل اُسکا عام ہے اور رحمت اُس کی بیشمار

تیرے ادنیٰ خاکساروں میں اگر ہو دی شمار
 حافظ مسکین بھی کیا ہو عجیبے سہیں

تمام شد وحمد اللہ علیٰ ذلک ماہ رجب ۱۳۴۱ھ

حقوق طبع بنام احقر محمد منعم غنی عنہ ابن مولانا حکیم بشیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
 محفوظ ہیں کوئی صاحب بلا اجازت خاکسار قصد طبع نہ فرمادیں۔ فقط

شجره طیبه پشیه صابریه رضوان الله علیهم اجمعین

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلاة والسلام علی خیر خلقه
 سیدنا محمد وآله واصحابه اجمعین الہی بجزمت و برکت سید السادات خلائقہ
 کل موجودات حضرت احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم الہی بجزمت بندگی حضرت
 امیر المومنین علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الہی بجزمت بندگی حضرت خواجه امام حسن بصری رحمۃ
 اللہ علیہ الہی بجزمت بندگی حضرت خواجه عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ الہی بجزمت بندگی
 حضرت خواجه فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ الہی بجزمت بندگی حضرت خواجه سلطان
 ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ الہی بجزمت بندگی حضرت خواجه حذیفۃ المرعشی رحمۃ اللہ
 علیہ الہی بجزمت بندگی حضرت خواجه ہبیرۃ البصری رحمۃ اللہ علیہ الہی بجزمت بندگی
 حضرت خواجه منشاود بنوی رحمۃ اللہ علیہ الہی بجزمت بندگی حضرت خواجه ابواسحاق
 شامی کازرونی چشتی رحمۃ اللہ علیہ الہی بجزمت بندگی حضرت خواجه ابو احمد ابدال چشتی
 رحمۃ اللہ علیہ الہی بجزمت بندگی حضرت خواجه ابو محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ الہی بجزمت
 بندگی حضرت خواجه ناصر الدین ابویوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ الہی بجزمت بندگی
 حضرت خواجه مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ الہی بجزمت بندگی حضرت خواجه حاجی شریف
 زندنی رحمۃ اللہ علیہ الہی بجزمت بندگی حضرت خواجه عثمان ہارونی چشتی رحمۃ اللہ
 علیہ الہی بجزمت بندگی حضرت خواجه معین الدین حسن سنجر جیمیری چشتی
 رحمۃ اللہ علیہ الہی بجزمت بندگی حضرت خواجه قطب الدین بختیار کاکی اوشی دہلوی
 رحمۃ اللہ علیہ الہی بجزمت بندگی حضرت خواجه بابا شیخ فرید الدین گنجشکر مسعودی
 پشینی رحمۃ اللہ علیہ الہی بجزمت بندگی حضرت صابرا صبر قادراقدام امام العالم
 العالمین حضرت خواجه سید مخدوم علاء الدین علی احمد صابری چشتی کلیری رضی اللہ عنہ

آئی بجزرت بندگی حضرت سلطان التارکین شمس العظیم بدرالدین حضرت خواجہ
 سید شمس الدین ترک پانی پتی صابری رحمۃ اللہ علیہ آئی بجزرت بندگی حضرت
 خواجہ مخدوم شیخ جلال الدین کبیر الاولی پانی پتی صابری رحمۃ اللہ علیہ آئی بجزرت
 بندگی حضرت مخدوم شیخ احمد عبدالحق صاحب توشہ ردو لوی صابری رحمۃ اللہ علیہ آئی
 بجزرت بندگی حضرت شیخ عارف بن شیخ احمد عبدالحق ردو لوی صابری رحمۃ اللہ علیہ
 آئی بجزرت بندگی حضرت شیخ محمد بن شیخ عارف بن احمد عبدالحق ردو لوی صابری رحمۃ
 اللہ علیہ آئی بجزرت بندگی حضرت قطب العالم شیخ عبد القدوس گنگوہی صابری
 رحمۃ اللہ علیہ آئی بجزرت بندگی حضرت مخدوم شیخ جلال الدین تھانیسری صابری
 رحمۃ اللہ علیہ آئی بجزرت بندگی حضرت شیخ مولانا عبد اشکور نظام الدین ٹٹنی صابری
 رحمۃ اللہ علیہ آئی بجزرت بندگی حضرت شیخ ابوسعید گنگوہی صابری رحمۃ اللہ
 علیہ آئی بجزرت بندگی حضرت شیخ محمد صادق محبوب آئی گنگوہی صابری رحمۃ
 اللہ علیہ آئی بجزرت بندگی حضرت شیخ داؤد گنگوہی صابری رحمۃ اللہ علیہ
 آئی بجزرت بندگی حضرت شیخ سونڈ حاصونی سفیدونی صابری رحمۃ اللہ علیہ
 آئی بجزرت بندگی حضرت مولانا محمد اکرم پراسوی صابری رحمۃ اللہ علیہ آئی بجزرت
 بندگی حضرت حافظ شیخ محمد شہید پانی پتی صابری رحمۃ اللہ علیہ آئی بجزرت
 بندگی حضرت شاہ محمد ماہ پانی پتی صابری رحمۃ اللہ علیہ آئی بجزرت بندگی
 حضرت شیخ شاہ محمد نظام پانی پتی صابری رحمۃ اللہ علیہ آئی بجزرت بندگی حضرت
 افضل الکاملین سند الواصلین منظر رحمۃ للعالمین شیخ ثقلین محبوب العظیم
 محب الحق خواجہ محمد محمود ابوالرحمۃ بندگی حضرت حافظ شیخ محمد لطافت علی دیوبندی
 صابری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ✽

شجره طیبه قادریه المبارکه رضوان الله علیهم اجمعین
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العلمین والعاقبة للمتقین والصلوة والسلام
على خیر خلقه سیدنا محمد وآله واصحابه اجمعین۔ آئی بجزمت
سید السادات خلاصہ کل موجودات احمد حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی الله
علیه وسلم۔ آئی بجزمت بندگی حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم الله وجہہ
آئی بجزمت بندگی حضرت امام حسین رضی الله تعالیٰ عنہ آئی بجزمت بندگی
حضرت امام زین العابدین رضی الله عنہ آئی بجزمت بندگی حضرت امام محمد باقر
رضی الله عنہ آئی بجزمت بندگی حضرت امام محمد جعفر صادق رضی الله عنہ
آئی بجزمت بندگی حضرت امام موسیٰ کاظم رضی الله عنہ آئی بجزمت بندگی حضرت
امام علی موسیٰ رضا رضی الله عنہ آئی بجزمت بندگی حضرت امام معروف کرخی رحمۃ
الله علیہ آئی بجزمت بندگی حضرت خواجہ سیدی تقی رحمۃ الله علیہ آئی بجزمت بندگی
حضرت خواجہ شیخ جنید بغدادی رحمۃ الله علیہ آئی بجزمت بندگی حضرت شیخ ابابکر بن
رحمۃ الله علیہ آئی بجزمت بندگی حضرت شیخ ابوالفضل قتبی رحمۃ الله علیہ آئی بجزمت
بندگی حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی رحمۃ الله علیہ آئی بجزمت بندگی حضرت شیخ
ابوالحسن علی المنکری رحمۃ الله علیہ آئی بجزمت بندگی حضرت شیخ ابوسعید المبارک
المخزومی رحمۃ الله علیہ۔ آئی بجزمت بندگی حضرت پیر پیراں امام العالم والعالمین غوث
الثقلین سید محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی الله عنہ آئی بجزمت بندگی
حضرت ابوالنجیب قادری رحمۃ الله علیہ آئی بجزمت بندگی حضرت شیخ عمار یاسر
رحمۃ الله علیہ آئی بجزمت بندگی حضرت شیخ نجم الدین قادری رحمۃ الله علیہ آئی
بجزمت بندگی حضرت شیخ محمد الدین بغدادی رحمۃ الله علیہ آئی بجزمت بندگی

حضرت شیخ رضی الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ آئی بجزمت بندگی حضرت مولانا
 شیخ احمد جرجانی فتاوری رحمۃ اللہ علیہ آئی بجزمت بندگی حضرت شیخ
 محمد نور الدین کبیر فتاوری رحمۃ اللہ علیہ آئی بجزمت بندگی حضرت شیخ
 علاؤ الدوله قادری رحمۃ اللہ علیہ آئی بجزمت بندگی حضرت مولانا شیخ
 محمد محمود قادری رحمۃ اللہ علیہ آئی بجزمت بندگی حضرت سید علی ہمدانی فتاوری
 رحمۃ اللہ علیہ آئی بجزمت بندگی حضرت شیخ ابواسحاق خستلانی قادری رحمۃ اللہ
 علیہ آئی بجزمت بندگی حضرت شیخ علی نور بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ
 آئی بجزمت بندگی حضرت شیخ محمد علی فتاوری رحمۃ اللہ علیہ آئی بجزمت
 بندگی حضرت شیخ نور بخش قادری رحمۃ اللہ علیہ آئی بجزمت بندگی حضرت شیخ
 سید حسن قادری رحمۃ اللہ علیہ آئی بجزمت بندگی حضرت شیخ محمد میر فتاوری
 رحمۃ اللہ علیہ آئی بجزمت بندگی حضرت شیخ محمد یحییٰ فی رحمۃ اللہ علیہ
 آئی بجزمت بندگی حضرت شاہ کلیم اللہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ آئی بجزمت
 بندگی حضرت شاہ نظام الدین اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ آئی بجزمت بندگی
 حضرت مولانا محمد یعقوب بدخشان ابدال ہند رحمۃ اللہ علیہ آئی بجزمت بندگی
 حضرت افضل الکاملین سند الواصلین منظر رحمۃ اللہ علیہ شیخ الثقلین محبوب
 الاعظم محبت الحق خواجہ محمد محمود ابوالرحمت بندگی حضرت حافظ شیخ محمد لطافت علی
 دیوبندی فتاوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ؎

تمام شد

اول و آخر شہرہ ۳ بار یا ہفت ہفت بار درود شریف بخوانند

مختصر تذکرہ حضرت حافظ صاحب قدس سرہ مصنف دیوان بند

حضرت قطب العالم جناب مولانا حافظ الطافت علی صاحب قدس سرہ العیز کے حالات احداث سے لانا
درحقیقت اس شخص کو شایاں ہے جو خود صاحب حال ہو اور اکابر کے حال و حال سے پوری مناسبت رکھتا
نہ کہ مجھ جیسے بے بضاعت شخص کو میری غرض ان چند سطور کے تحریر کرنے سے صرف اس قدر ہے
کہ میں اُن لوگوں کی خدمت میں جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مراتب عالیہ سے نا آشنا ہیں اور اُن کے
مطالعہ سے یہ دیوان گذرے اجمالی طور پر اس قدر ذہن نشین کر دوں کہ اس کلام کو معمولی شاعرانہ تخیلات
نہ خیال فرمادیں۔ یہ ایک ایسے مقدس شیخ کا کلام ہے جن کے متعلق اکثر اصحاب بصیرت اس پر
ستفیق ہیں کہ قطب العالم حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد یہی ایک اُس پایہ
کی پُر انوار ہستی پیدا ہوئی۔ آپ کے اوائل زمانہ کا مشہور واقعہ ہے کہ آپ مسجد چیتہ (جس میں حضرت
حاجی عابدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ آخر عمر تک تشریف فرما تھے) میں مشغول بخدا تھے ایک دن آپ
صبح کے وقت مسجد سے باہر گئے تو مولانا مولوی محمد یعقوب صاحب بدخانی آپ کو اٹھا کر کجری بن پہاڑ
میں لے گئے اور بارہ برس تک وہیں کھایا پیا گھر کے آدمی حلیم اور برسی سے فارغ ہو چکے تھے۔ مدت
مذکورہ کے بعد آپ شاہ منصوح صاحب واقع سکروہ میں پہاڑ سے تشریف لا کر مقیم ہوئے ایک شخص نے
آپ کو پہچان کر دیوبند پہنچ کر خبر دی آپ کے اعزہ وہاں سے آپ کو لائے۔ بوجہ ناخن دہال بڑھ جانے
مہیب شکل بنی ہوئی تھی کہ آپ بشکل ہیچانے جاسکتے تھے غرض اس آستہ میں جو جفاکشی اور
گرم سیری آپ نے فرمائی فی زمانہ کوئی کیا کر سکتا ہے۔ ارادہ ہے (خدا پورا کرے) کہ آپ کے حالات
شریفہ کو بطور سوانح عمری قلمبند کر دیا جائے۔ اس وقت بالاجمال اور تبرکاً آپ کے مشائخ سلسلہ کا اظہار
مناسب معلوم ہوتا ہے۔ آپ ہر چار سلسلوں کے انوار سے مقیم ہوئے ہیں خاندان چشتیہ میں حضرت
شاہ نظام صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے شاہ صاحب موصوف کے کمالات سے ایک
عالم واقف ہے آپ حضرت شاہ جلال الدین کبیر الاولیا، پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہیں۔ اور
اور اولیائے کاملین میں سے ہوئے ہیں۔ خاندان قادریہ میں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب بدخانی
ابدال ہند سے فیضیاب ہوئے جب کا ذکر ابھی گذر حضرت کے خلفا میں اکثر ابدال ہوئے چنانچہ

میاں بلبرہ شاہ صاحب مولانا موصوف کے خلیفہ ابدال ہوئے۔ خانہ دان سہروردیہ میں آپ نے حضرت
 سید حسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت حاصل کی۔ حضرت سید صاحب کا مزار پُرانوار مقام
 شیخ پورہ متصل سہانپور میں واقع ہے۔ آپ ایک یگانہ آفاق بزرگ تھے۔ خانہ دان مہول شاہی
 نہ حرکت کیجئے۔ انا فدا حسین صاحب دہلوی رحمۃ اللہ سے فیض حاصل ہوا ہے جبکہ مزار مبارک جہ
 آگیا ہے۔ حضرت داتا صاحب کا اور مولانا شاہ عبدالغیر صاحب کا زمانہ ایک ہوا ہے۔ حضرت داتا
 سے مولانا کو بھی بہت فیض پہنچا۔ الحاصل ناظرین خیال فرما سکتے ہیں کہ اتنے اکل اولیائے کرام
 مقبول کردہ ہستی کس درجہ عالی مرتبہ رکھ سکتی ہے۔ اور ایسے شخص کا کلام منظر مقام کس پایہ کا
 کلام الملوک ملوک کلام قدردان امید ہے کہ اس دیوان کے حرف حروف میں ایک خاص انوار دیکھ
 جو ایک منور قلب سے نکل کر مبارک زبان پر آئے اور والہ قرطاس ہوئے۔ حضرت حافظ صاحب
 شرفائے دیوبند میں سے تھے مگر عرصہ سے مقام شیخ پورہ قیام فرماتے تھے وہیں صال ہوا اور وہیں
 مزار شریف ہے جو درگاہ حافظ صاحب کے نام سے مشہور ہے۔ ہر سال آپ کا عرس شریف بتا
 ۱۲ شعبان لغایت ۱۴ شعبان ہوتا ہے۔ علاوہ ساکنان شیخ پورہ شریف کے جو سب کے سب
 خدام میں سے ہیں باہر سے بھی زائرین کی بڑی تعداد تاریخ مقررہ پر حاضر ہوتی، روجن کا انتظار
 و غور و نوش وغیرہ بعد وفات حضرت قبلہ والد ماجد مولانا حکیم بشیر احمد صاحب مرحوم بنادہ درگاہ
 متعلق ہوا ہے۔ حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مکتوب مسمیٰ بکاشف الاسرار جس میں
 مسائل تصوف کو جس عجیب طرز پر آپ نے طے فرمایا ہے اس ۱۷ میں گامزن ہوئے ہوں کہ لوح
 بنانے کے قابل ہے) شائع ہو چکا ہے اب آپ کے مقبول دیوان کا ایک حصہ بدیہ ناخ
 کرنے کا مبارک موقع آگیا۔ امید ہے کہ مستفیضین اس سے تنہا محظوظ نہ ہوں گے اور اسکی
 میں سعی فرمائیں گے۔ دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ موانع مرفیع فرمائے اور دیگر تصانیف شیخ
 شائع کرنے کا موقع عطا فرمائے۔ آمین۔

السرافت
 خاکسار محمد نعم دیوبندی عفی عنہ نبیرہ و سجادہ نشین درگاہ
 حضرت موصوف ابن مولانا حکیم بشیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ